اقبالیات (اردو)

جولائی تا ستمبر، ۱۹۷۶ء

مدیر:

ڈاکٹر محمد معزالدین

اقبال اکادمی پاکستان

عنوان	:	اقبالیات (جولائی تا ستمبر ۱۹۷۶ء)
مدیر	:	محمد معزالدین
پبلشرز	:	اقبال اکادمی پاکستان
شہر	:	کراچی
سال	:	۱۹۷۶ء
درجہ بندی (ڈی۔ڈی۔سی)	:	۱۰۵
درجہ بندی (اقبال اکادمی پاکستان)	:	8U1.66V11
صفحات	:	۱۳۲
سائز	:	۱۴٫۵×۲۴٫۵ س م
آئی۔ایس۔ایس۔این	:	۰۰۲۱-۰۷۷۳
موضوعات	:	اقبالیات
	:	فلسفہ
	:	تحقیق

مندرجات

جلد: ۱۷ | اقبالیات: جولائی تا ستمبر، ۱۹۷۶ء | شمارہ: ۲

اقبال ریویو

مجلۂ اقبال اکادمی پاکستان

جلد ۱۷　　جولائی ۱۹۷۶ بمطابق رجب ۱۳۹۶　　نمبر ۲

مندرجات

ہمارے قلمی معاونین

- ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں — صدر شعبۂ اُردو، سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد
- پروفیسر سمیع اللہ قریشی — گورنمنٹ کالج، جھنگ
- عبدالقوی دسنوی — سیفیہ کالج بھوپال، ہندوستان
- علامہ محمد حسین عرشی — عالم - لاہور

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان

اقبال اور تصوّف

سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۶۳) میں آتا ہے :

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِھِمْ

یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ ج وَ

اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ o

[اللہ پاک نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا رسول اُنہی میں کا ، جو پڑھتا ہے اُن پر آیتیں اُس کی اور تزکیہ کرتا ہے اُن کا اور سکھاتا ہے اُن کو کتاب اور حکمت ، اور وہ لوگ پہلے کھلی گمراہی میں تھے -]

اس آیت میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب بھی فرماتے ہیں تاکہ لوگوں میں کوئی باطنی بیماری نہ رہنے پائے - حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُن کے صحابہ ، تابعین اور تبع تابعین بھی آپ کے نائبین کی حیثیت سے اصلاحِ نفس کرتے رہے اور اُن کے بعد علما اور صلحا نے یہ خدمت انجام دی - اسلام میں سب سے پہلے شخص جو صوفی کہلائے گئے وہ ابو ہاشم کوفی تھے جو سفیان ثوری کے معاصر تھے - بعض کے نزدیک پہلے صوفی جابر بن حیان تھے جو ابوہاشم کوفی کی طرح دوسری صدی ہجری سے تعلق رکھتے ہیں - ان بزرگوں کی صوفیانہ اور زاہدانہ زندگی ”و یزکیھم“ کی عملی تفسیر تھی - پھر جن بزرگوں نے تصوف پر شروع شروع میں لکھا ہے اُن میں جنید بغدادی (المتوفی ۲۹۷ھ) ، ابو نصر سراج طوسی (المتوفی ۳۷۸ھ) ، ابو بکر بخاری کلا باذی (اواخر چہارم صدی) ، ابوالقاسم قشیری (المتوفی ۴۶۵ھ) ، داتا گنج بخش لاہوری (المتوفی ۴۶۵ھ) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں - حضرت با یزید بسطامی (المتوفی ۲۶۱ھ) اور جنید بغدادی نے اپنے ذوق و وجدان کی بنا پر مسئلۂ وحدۃ الوجود کا سب سے پہلے ذکر کیا

تھا ، لیکن ان کے بعد محی الدین ابن عربی (المتوفی ۶۳۸ھ) نے اس مسئلے کو ذہنی اور استدلالی جامہ پہنا کر ایک فلسفہ بنا دیا ـ مگر امام غزالی (المتوفی ۵۰۵ھ) نے پہلے ہی اسلامی عقائد کو صحیح اور اصلی صورت میں پیش کرکے تصوّف کو فلسفے کی غلامی سے بچانے کی راہ ہموار کر لی تھی ـ تاہم فارسی اور اُردو کے بیشتر شعرا نے وحدۃ الوجود ہی کے راگ الاپے اور ''ہمہ اوست'' کے مضامین سے اپنے کلام کو زینت بخشی ـ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ''مسائلِ تصوّف'' صرف بیان ہی بیان میں تھے اور اکثر شعرا عملاً تصوّف اور متصوفانہ زندگی سے خالی تھے ـ

محی الدین ابن عربی نے جو مسئلہ وحدۃ الوجود پر بحث کی ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ وجود صرف ایک ہے اور تمام اشیا اُسی ایک وجود کی تجلیات اور مظاہر ہیں ـ وجودِ حقیقی اور کائنات میں ذات و صفات کی نسبت ہے اور چونکہ صفات عینِ ذات ہیں اس لیے کائنات بھی حق تعالیٰ سے الگ کوئی وجود نہیں رکھتی بلکہ سب کچھ وہی وہ ہے ـ انھوں نے کہا کہ سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الاشْیَاءَ وَهُوَ عَیْنُهَا [پاک ہے وہ ذات جس نے اشیا کو پیدا کیا اور وہ خود عین اشیا ہے] اور یہ بھی کہا کہ اَلرَّبُّ حَقٌّ وَ الْعَبْدُ حقٌّ فَمَا اَدْرِیْ مَنِ الْمُکَلَّفُ [خدا بھی حق ہے اور بندہ بھی حق ہے ـ پھر مجھے معلوم نہیں کہ مکلف کون ہے) ـ[1] پھر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) نے اس ''ہمہ اوست'' کے نظریے کو ''ہمہ ازوست'' بنا دیا ـ وہ فرماتے ہیں کہ :

''اشیا نزدِ صوفیہ ظہوراتِ حق اند نہ عینِ حق ـ پس اشیا از حق باشند نہ حق ـ پس معنیِ این کلامِ ایشان کہ ہمہ اوست ، ہمہ ازوست باشد کہ مختارِ علماے کرام است و نزاع درمیانِ علماے کرام و صوفیہ عظام فی الحقیقۃ ثابت نہ باشد ـ مآلِ قولین یکے بود ـ این قدر فرق است کہ صوفیہ اشیا را ظہوراتِ حق می گویند و علما ازین لفظ نیز تحاشی می نمایند از جہتِ تحرّز نمودن از توہم حلول و اتحاد ـ''[2]

[صوفیہ کے نزدیک اشیا حق تعالیٰ کے ظہورات ہیں ، نہ کہ حق تعالیٰ

۱ـ تفصیل کے لیے دیکھیں پروفیسر ضیاء احمد بدایونی ، ''مباحث و مسائل'' (دہلی ، ۱۹۶۸) ، ص ۲۰ ببعد ـ

۲ـ ''مکتوبات'' ، دفتر دوم ، مکتوب ۴۴ ـ

کا عین - پس اشیا حق تعالیٰ سے ہیں ، نہ کہ وہ خود حق تعالیٰ ہیں - چنانچہ اُن کے کلام ہمہ اوست کے معنی ہمہ ازوست ہوں گے جو کہ علمائے کرام کے نزدیک مختار ہیں اور علما و صوفیہ کے درمیان حقیقت میں کوئی نزاع نہیں ہے - دونوں کے اقوال کا مقصد ایک ہے - صرف اس قدر فرق ہے کہ صوفیہ اشیا کو حق تعالیٰ کے ظہورات کہتے ہیں اور علما اس لفظ سے بھی اجتناب کرتے ہیں تا کہ حلول اور اتحاد کا وہم بھی پیدا نہ ہو سکے -]

تصوّف اور متصوفین کے اس اجمالی جائزے کے بعد علامہ اقبال کے نظریۂ تصوّف کا مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ وہ یکسر تصوّف کے مخالف نہیں تھے بلکہ وہ ایسے تصوّف کے خلاف تھے جو بے عملی اور راہبانہ زندگی کی دعوت دے -

۱۸۵۷ کی جنگِ آزادی میں مسلمانوں کی ناکامی مسلّم ہے لیکن انگریزوں کو اتنا اندازہ ضرور ہو گیا تھا کہ یہ قوم متحد ہونے کی صلاحیت ضرور رکھتی ہے - چنانچہ اُن کی قوت کو ختم کرنے کے لیے مختلف حربے استعمال کیے گئے - پادری فنڈر کو بلایا گیا - بریلوی اور دیو بندی جھگڑے کھڑے کیے گئے - ایک پیغمبر کو بھی پیدا کیا گیا - شدی سنگھٹن تحریک شروع کرائی گئی اور زیادہ سے زیادہ پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی گئی - سید احمد خاں کے رسالہ "تہذیب الاخلاق" کے مضامین کے عنوانات ہی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ قوم میں کیا کیا برائیاں پیدا ہو چکی تھیں یا پیدا کرائی گئی تھیں - تاہم راعی اور رعایا کے درمیان مصالحت و مفاہمت اور در سع الدہر کیف دار سید احمد خاں اور اُن کے رفقا کا مشن تھا - لیکن علامہ اقبال کے کام کی نوعیت مختلف تھی - وہ "با زمانہ بساز" کے نہیں بلکہ "با زمانہ ستیز" کے قائل تھے ، اور ابھی یورپ ہی میں تھے کہ انھوں نے اسلامی حقائق کی اشاعت کو اپنا نصب العین بنا لیا تھا - وہ لکھتے ہیں : "جو خیالات میں نے ان مثنویوں ["اسرارِ خودی" اور "رموزِ بے خودی"] میں ظاہر کیے ہیں اُن کو برابر ۱۹۰۷ سے ظاہر کر رہا ہوں - - - - مقصود اسلامی حقائق کی اشاعت ہے -"[۳] اقبال کا یہ مقصود اس لیے تھا کہ انگریز نے اسلامی حقائق سے رو گردانی کرانے کے لیے اپنی تہذیب کو زیادہ جاذبِ نظر بنا دیا تھا - اقبال کہتے ہیں :

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

۳- شیخ عطاء اللہ ، مرتب ، "اقبال نامہ" ، حصۂ اول ، صفحہ ۱۱۰ -

فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف

اس تہذیب کی وجہ سے مسلمانوں میں جو احساسِ کمتری پیدا ہوا ہے اُس کے متعلق کہتے ہیں :

افرنگ ز خود بے خبرت کرد وگرنہ   اے بندۂ مومن تو نذیری ، تو بشیری

اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے دوسرا زہرِ قاتل مغرب کا جذبۂ وطنیت ہے - یہی جذبۂ وطنیت اب نئے سرے سے پاکستان میں پیدا کرایا جا رہا ہے - اقبال نے کہا تھا :

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی ؐ

مغرب نے تیسرا زہر تعلیم کے نظام کا پیش کیا تھا - اقبال نے صاف طور پر کہا ہے :

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروّت کے خلاف

مکتب و مدرسہ جز درسِ نبودن نہ دہند
بودن آموز کہ ہم باشی و ہم خواہی بود

اور یہ کہ :

عصرِ حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے
قبض کی روح تری ، دے کے تجھے فکرِ معاش
مدرسے نے تری آنکھوں سے چھپایا جن کو
خلوتِ کوہ و بیاباں میں وہ اسرار ہیں فاش

چوتھی مہلک چیز جو ان تمام مہلکات میں جاری و ساری ہے وہ ''تخمین و ظن'' ہے جو یقین کی ضد ہے اور اسی سے پستی ، بے بضاعتی ، احساسِ کمتری اور بے عملی پیدا ہوتی ہے ، کیونکہ بڑی سے بڑی قوت یقین کے فقدان سے ختم ہو جاتی ہے اور معمولی سی چیز بھی اُس پر غالب آ جاتی ہے - چنانچہ ہر وہ علم ، عقل ، فکر یا فلسفہ جو صرف سوچنا سکھائے اور عمل کے لیے آمادہ نہ کر سکے وہ ''تخمین و ظن'' ہے اور اقبال کے نزدیک مردود ہے - اور وہ تصوف

بھی (اقبال کے نزدیک) صحیح نہیں جو بے عملی سکھائے ۔

ع بہانہ بے عملی کا بنی شرابِ الست

ایسے نام نہاد تصوّف اور صوفیوں کے متعلق ''اسرارِ خودی'' میں کہتے ہیں :

دل ز نقشِ لا الہ بے گانۂ از صنمہائے ہوس بت خانۂ
می شود ہر مو ، درازے خرقہ پوش آہ زین سودا گرانِ دین فروش

حضرت مجدد الف ثانی[۴] کی طرح اقبال بھی کہتے ہیں کہ ایسے صوفیوں کو قرآن سے وجد و حال پیدا نہیں ہوتا بلکہ اشعار کے سننے سے پیدا ہوتا ہے :

صوفیِ پشمینہ پوشِ حال مست از شرابِ نغمۂ قوال مست
آتش از شعرِ عراقی در دلش در نمی سازد بہ قرآن محفلش

ایسے صوفیہ وحدۃ الوجود کے فلسفے میں غرق ہو کر اپنے صحیح منصب کو بھلا چکے ہیں ۔ ''ساقی نامہ'' میں کہتے ہیں :

وہ صوفی کہ تھا خدمتِ حق میں فرد محبت میں یکتا ، حمیت میں فرد
عجم کے خیالات میں کھو گیا یہ سالک مقامات میں کھو گیا

۱۹۱۷ میں وہ لکھتے ہیں :

''شعرائے عجم میں بیشتر وہ شعرا ہیں جو اپنے فطری میلان کے باعث وجودی فلسفے کی طرف مائل تھے ۔ اسلام سے پہلے بھی ایرانی قوم میں یہ میلانِ طبیعت موجود تھا اور اگرچہ اسلام نے کچھ عرصے تک اس کا نشو و نما نہ ہونے دیا ، تاہم وقت پا کر ایران کا آبائی اور طبعی مذاق اچھی طرح سے ظاہر ہوا ، یا بالفاظِ دیگر مسلمانوں میں ایک ایسے لٹریچر کی بنیاد پڑی جس کی بنا وحدۃ الوجود تھی ۔ ان شعرا نے نہایت عجیب و غریب اور بظاہر دلفریب طریقوں سے شعائرِ اسلام کی تردید و تنسیخ کی ہے اور اسلام کی ہر محمود شے کو ایک طرح سے مذموم بیان کیا ہے ۔''[۵]

اسی طرح وجودی صوفیہ کے متعلق بھی وہ اسی سال لکھتے ہیں :

''میرا تو عقیدہ ہے کہ غلو فی الزہد اور مسئلۂ وجود مسلمانوں میں زیادہ تر

۴۔ ''مکتوبات'' ، دفتر اول ، مکتوب ۲۶۱ میں ہے : ''اگر شمۂ از حقیقتِ کمالاتِ صلواتیہ بر ایشان منکشف شدے ہرگز دم از سماع و نغمہ نزدندے و یادِ وجد و تواجد نہ کردندے ۔ ۔ ۔ ۔''

۵۔ شیخ عطاء اللہ ، مرتب ، کتاب مذکور ، حصۂ اول ، ص ۳۵ - ۳۶ ۔

بدھ مذہب کے اثرات کا نتیجہ ہیں ۔ خواجہ نقشبند [المتوفی ۷۹۱ھ] اور مجددِ سرہندؒ [المتوفی ۱۰۳۴ھ] کی میرے دل میں بہت عزت ہے ۔ مگر افسوس کہ آج یہ سلسلہ بھی عجمیت کے رنگ میں رنگ گیا ہے ۔ یہی حال سلسلۂ قادریہ کا ہے جس میں میں خود بیعت ہوں ، حالانکہ حضرت محی الدین [جیلانی ۔ المتوفی ۵۶۱ھ] کا مقصود اسلامی تصوف کو عجمیت سے پاک کرنا تھا ۔''۶

غلو فی الزہد اور وحدۃ الوجود کے علاوہ اقبال نے مسئلۂ بروز کو بھی عجمی ایجاد کہا ہے ۔ ایک خط میں وہ لکھتے ہیں : ''جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ مسئلہ [بروز] عجمی مسلمانوں کی ایجاد ہے اور اصل اس کی آرین ہے ۔''۷ یعنی یہ تمام تعلیمات بے عملی سکھاتی ہیں ۔ لیکن حضرت مجدد الف ثانیؒ اور اُن کے متبعین سے اقبال کو صرف اس لیے محبت ہے کہ وہ جوش اور ولولہ سکھاتے ہیں اور عمل و عزم کی دعوت دیتے ہیں ۔ حضرت مجددؒ کے متعلق ''بالِ جبریل'' میں انھوں نے کہا ہے کہ :

حاضر ہوا میں شیخِ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار
کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں مری بینا ہیں ولیکن نہیں بیدار!
آئی یہ صدا سلسلۂ فقر ہوا بند
ہیں اہلِ نظر کشورِ پنجاب سے بیزار!
عارف کا ٹھکانا نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلۂ فقر سے ہو طرۂ دستار!
باقی کلۂ فقر سے تھا ولولۂ حق
طروں نے چڑھایا نشۂ 'خدمتِ سرکار!'

۶۔ ایضاً ، صفحہ ۷۸ - ۷۹ ۔
۷۔ ایضاً ، صفحہ ۳۱۹ - ۳۲۰ ۔

حضرت مجددؒ کے متبعین میں بیدل بھی تھے ۔ اُن کے متعلق اقبال لکھتے ہیں :

"بیدل کے کلام میں خصوصیت کے ساتھ حرکت پر زور ہے ۔ یہاں تک کہ اس کا معشوق بھی صاحبِ خرام ہے ۔ اس کے برعکس غالب کو زیادہ تر اطمینان و سکون سے اُلفت ہے ۔ ۔ ۔ ۔ نقشبندی سلسلے سے اور حضرت مجددِ الف ثانیؒ سے بیدل کی عقیدت کی بنیاد یہی ہے ۔ نقشبندی مسلک ، حرکت اور روحانیت پر مبنی ہے ۔"[۸]

اسی حرکت اور عشق سے متعلق "بانگِ درا" میں اقبال نے "مذہب" کے عنوان کے تحت بیدل کا یہ شعر تضمین کیا ہے :

ہر چند عقلِ کل شدۂ بے جنوں مباش　　باہر کمال اند کے آشفتگی خوش ست

بہرحال اقبال کو صرف ایسے لوگ پسند ہیں جن میں عمل کا جذبہ ہے اور جو راہبانہ زندگی سے بیزار ہیں ۔ انھوں نے افلاطون کو بھی اسی لیے پسند نہیں کیا کہ وہ وحدت اور کثرت کی بحث چھیڑ کر انسانی زندگی کو فنا کی تعلیم دیتا ہے ۔ مثنوی "اسرارِ خودی" میں وہ فرماتے ہیں کہ :

راہبِ دیرینہ افلاطوں حکیم　　از گروہِ گوسفندانِ قدیم
رخشِ او در ظلمتِ معقول گم　　در کہستانِ وجود افگندہ سم

* * *

گفت سرِ زندگی در مردن ست　　شمع را صد جلوہ از افسردن ست

* * *

گوسفندے در لباسِ آدم ست　　حکم او بر جانِ صوفی محکم ست

* * *

منکرِ ہنگامۂ موجود گشت　　خالقِ اعیانِ نامشہود گشت[۹]

۸۔ محمود نظامی ، مرتب ، "ملفوظات" ، ص ۱۲۲ ۔

۹۔ حکما کے درمیان بحث تھی کہ اشیاے کائنات کا علم انسان کو حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں ۔ افلاطون اپنے استاد سقراط کی طرح کہتا تھا کہ یہ علم صرف کلیات (general ideas) ، تصوّرات (concepts) اور عالمگیر صداقتوں (universal truths) سے حاصل ہو سکتا ہے ، لیکن اشیا چونکہ ہر وقت متغیر ہوتی رہتی ہیں ، اس لیے اُن کا علم حقیقی اور اصلی نہیں ۔ [صرف اعیان (ideas) کا علم حقیقی ہو سکتا ہے ۔] اسی لیے دنیا میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ لائقِ اعتبار نہیں ، یعنی افلاطون نے عالمِ موجودات کا انکار کیا اور عالمِ غیر محسوس کا اثبات کیا ۔ اُس کے اس فلسفے سے مسلمانوں کی قوتِ عمل افسردہ ہو گئی ۔

اسی چیز کو اقبال نے اپنے فلسفۂ خودی کے اجمالی خاکے میں جو انھوں نے ڈاکٹر نکلسن کے لیے تیار کیا تھا اس طرح بیان کیا ہے :

''۔ ۔ ۔ میری رائے میں انسان کا مذہبی اور اخلاقی منتہاے مقصود یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی ہستی کو مٹا دے یا اپنی خودی کو فنا کر دے بلکہ یہ ہے کہ وہ اپنی انفرادی ہستی کو قائم رکھے، اور اس کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے اندر بیش از بیش انفرادیت پیدا کرے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تخلقو باخلاق اللہ ، یعنی اپنے اندر صفات الٰہیہ پیدا کرو ۔ پس انسان جس قدر خدا سے مشابہ ہوگا اُسی قدر اُس کے اندر شان یکتائی اور رنگ انفرادیت پیدا ہو جائے گا ۔''

اقبال صفات الٰہیہ کا حصول اسی لیے ضروری قرار دیتے ہیں کہ اس سے شان یکتائی پیدا ہو سکے اور انسان صحیح معنی میں خدا کی نیابت حاصل کر سکے جو اُس کا منصب ہے اور اُس خودی اور خود شناسی کو اپنائے جو دستور الٰہی کی اطاعت ، ضبط نفس اور نیابت الٰہی سے عبارت ہے ۔ نفی خودی اور فنا کا مسئلہ مغلوب اور محکوم قوموں کے لیے مخصوص ہے ۔ ''اسرار خودی'' کے شروع میں وہ رومی کے ان اشعار کو مشعل ہدایت سمجھتے ہیں :

دی شیخ با چراغ ہمی گشت گرد شہر
کز دام و دد ملولم و انسانم آرزوست
زین ہمرہان سست عناصر دلم گرفت
شیر خدا و رستم دستانم آرزوست
گفتم کہ یافت می نشود جستہ ایم ما
گفت آنکہ یافت می نشود آنم آرزوست

دنیا اور دین دونوں کی ہر منزل پر ایک رہبر کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اقبال بھی ایک مرشد اور رہبر کو تلاش کرتے ہیں اور یہ ہستی اُنھیں رومی (المتوفی ۶۷۲ھ) کی ذات میں نظر آتی ہے جو زندہ رہنا سکھاتے ہیں ۔ وہ جگہ جگہ رومی کا ذکر کرتے ہیں :

مرشد رومی حکیم پاک زاد سرّ مرگ و زندگی بر ما کشاد

* * *

بیا کہ من ز خُم پیر روم آوردم
مئے سخن کہ جوان تر ز بادۂ عنبی ست

* * *

بوعلی اندر غبارِ ناقہ گم دستِ رومی پردۂ محمل گرفت
این فرو تر رفت و تا گوہر رسید آن بہ گردابے چوخس منزل گرفت

''جاوید نامہ'' میں جو روحانی سفر اقبال کو در پیش آتا ہے اُس میں رومی ہی کی روح سے رہبری حاصل ہوتی ہے اور ''بالِ جبریل'' کے آخر میں پیرِ رومی سے جو ہدایات حاصل کی گئی ہیں وہ اُن کی تمام تعلیمات کا خلاصہ ہے جس کا تعلق ''دانشِ برہانی'' سے نہیں بلکہ ''دانشِ نورانی'' سے ہے - ''جاوید نامہ'' میں اقبال کہتے ہیں :

کارِ حکمت دیدن و فرسودن ست کارِ عرفاں دیدن و افزودن ست
آں بسنجد در ترازوے ہنر این بسنجد در ترازوے نظر
آں بدست آورد آب و خاک را این بدست آورد جانِ پاک را

کارِ عرفان یا ''دانشِ نورانی'' کا تعلق عشق و وجدان سے ہے جہاں عقل گم ہو جاتی ہے اور ع بوعلی اندر غبار ناقہ گم - پیرِ رومی نے دوسرے صوفیہ کی طرح نفیِ خودی بے شک، کی ہے لیکن اس ''نیست'' کی مثال اس طرح دی ہے :

چون زبانۂ شمع پیشِ آفتاب نیست باشد ہست باشد در حساب
ہست باشد ذاتِ او تا تو اگر بر نہی پنبہ بسوزد زاں شرر
نیست باشد روشنی نہ دہد ترا کردہ باشد آفتاب او را فنا[۱۰]

یعنی شمع کا شعلہ آفتاب کے آگے ہست بھی ہے اور نیست بھی - ہست اس طرح ہے کہ شمع کے شعلے کو روئی دکھائی جائے گی تو وہ روئی جل جائے گی اور نیست اس طرح ہے کہ آفتاب کی موجودگی میں شمع کی لو روشنی کیا دے سکے گی ؟ اس مثال سے واضح ہے کہ رومی مطلق نفی کے قائل نہیں اور وہ تو عشق کو مقصودِ حیات سمجھتے ہیں کیونکہ اسی کی بدولت خفتہ صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں - وہ کہتے ہیں :

علتِ عاشق ز علتہا جداست عشق اصطرلابِ اسرارِ خداست

''میلاد آدم'' میں اقبال نے بھی اسی عشق کی سرشت اس طرح بیان کی ہے :

۱۰- پروفیسر ضیاء احمد بدایونی نے کتاب مذکور (ص ۴۰ بعد) میں اس موضوع پر تفصیل سے بحث کی ہے -

نعرہ زد عشق کہ خونین جگرے پیدا شد
حسن لرزید کہ صاحب نظرے پیدا شد
فطرت آشفت کہ از خاکِ جہانِ مجبور
خود گرے ، خود شکنے ، خود نگرے پیدا شد

"بالِ جبریل" میں اس طرح کہتے ہیں :

اپنی جولاں گاہ زیرِ آسماں سمجھا تھا میں
آب و ِ گل کے کھیل کو اپنا جہاں سمجھا تھا میں
عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا میں

پھر سب سے بڑی چیز جو اقبال کو رومی کے یہاں پسند ہے وہ اُن کی سخت کوشی کی تعلیم ہے - رومی کا یہ مصرع کس قدر بلیغ اور معنی خیز ہے :

کوششِ بیہودہ بہ از خفتگی

اقبال بھی مسلسل کوشش اور پیہم جستجو کو زندگی اور بیداری کے لیے ضروری سمجھتے ہیں - وہ کہتے ہیں :

ہے شباب اپنے لہو کی آگ میں جلنے کا نام
سخت کوشی سے ہے تلخِ زندگانی ، انگبیں
چیتے کا جگر چاہیے ، شاہیں کا تجسس
جی سکتے ہیں بے روشنیِ دانش و فرہنگ
نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

* * *

زندگی در جستجو پوشیدہ است اصلِ او در آرزو پوشیدہ است
دل ز سوزِ آرزو گیرد حیات غیرِ حق میرد چو اوگیرد حیات

تصوف میں فقر و استغنا بھی بہت ضروری ہے - سوائے خدا کے کسی کا محتاج نہ ہونا ہی اصل فقر ہے جس پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ہے - "الفقر فخری" اور "لی خرقتان الفقر والجہاد" اسی فقر کی تشریح ہے - صوفیہ کا بھی یہی معمول ہے کہ وہ سوائے اللہ کے کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے - اقبال بھی کہتے ہیں :

آنکہ خاشاکِ بتاں از کعبہ رُفت　　مردِ کاسب را حبیب اللہ گفت
وائے بر منت پذیرِ خوانِ غیر　　گردنش خم گشتۂ احسانِ غیر

* * *

دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسداللہی
گدائے میکدہ کی شانِ بے نیازی دیکھ
پہنچ کے چشمۂ حیواں پہ توڑتا ہے سبو
فقر مقامِ نظر ، علم مقامِ خبر
فقر میں مستی ثواب ، علم میں مستی گناہ

مختصر یہ کہ اقبال نے نام نہاد تصوف سے انکار کیا ہے لیکن ایسے تصوف اور ایسے صوفی کے لیے سفارش کی ہے جو مشتِ خاک کو کیمیا بنا سکے :

کیمیا پیدا کن از مشتِ گلے　　بوسہ زن بر آستانِ کاملے

محمد اقبال

اسلام اور علوم جدیدہ*

۔ ۔ ۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اسلام مغربی تہذیب کے تمام عمدہ اصولوں کا سرچشمہ ہے ۔ پندرھویں صدی عیسوی میں جب سے کہ یورپ کی ترقی کا آغاز ہوا ، یورپ میں علم کا چرچا مسلمانوں کی یونیورسٹیوں سے ہوا تھا ۔ ان یونیورسٹیوں میں مختلف ممالک یورپ کے طلبہ آ کر تعلیم حاصل کرتے اور پھر اپنے اپنے حلقوں میں علوم و فنون کی اشاعت کرتے تھے ۔ کسی یورپین کا یہ کہنا کہ اسلام اور علوم یک جا نہیں ہو سکتے سراسر ناواقفیت پر مبنی ہے اور مجھے تعجب ہے کہ علوم اسلام اور تاریخ اسلام کے موجود ہونے کے باوجود کوئی شخص کیونکر کہہ سکتا ہے کہ علوم اور اسلام ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ۔ بیکن [Bacon] ، ڈی کارٹ [Descarte] اور مل [Mill] یورپ کے سب سے بڑے فلاسفر مانے جاتے ہیں جن کے فلسفہ کی بنیاد تجربہ اور مشاہدہ پر ہے ، لیکن حالت یہ ہے کہ ڈی کارٹ کا میتھڈ (اصول) امام غزالی کی احیاء العلوم میں موجود ہے ، اور ان دونوں میں اس قدر تطابق ہے کہ ایک انگریزی مورخ نے لکھا ہے کہ اگر ڈی کارٹ عربی جانتا ہوتا تو ہم ضرور اعتراف کرتے کہ ڈی کارٹ سرقہ کا مرتکب ہوا ہے ۔ راجر بیکن خود ایک اسلامی یونیورسٹی کا تعلیم یافتہ تھا ۔ جان اسٹوارٹ مل نے منطق کی شکل اول پر جو اعتراض کیا ہے ، بعینہ وہی اعتراض امام فخرالدین رازی نے بھی کیا تھا ۔ اور مل فلسفہ کے تمام بنیادی اصول شیخ بو علی سینا کی مشہور کتاب شفا میں موجود ہیں ۔ غرض یہ کہ تمام وہ اصول جن پر علوم جدیدہ کی بنیاد ہے مسلمانوں کے فیض کا نتیجہ ہیں ۔ بلکہ میرا دعوے ہے کہ نہ صرف علوم جدیدہ کے لحاظ سے بلکہ انسان کی زندگی کا کوئی پہلو اور اچھا پہلو ایسا نہیں جن پر اسلام نے بے انتہا روح پرور اثر نہ ڈالا ہو ۔

*علامہ کی تقریر ''اسلام اور علوم جدیدہ'' سے اقتباس ، جو انھوں نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ ۱۹۱۱ میں بحیثیت صدر جلسہ کی (سید عبدالواحد معینی ، مرتب ، ''مقالات اقبال'' (لاہور : شیخ محمد اشرف ، ۱۹۶۳) ، صفحات ۲۳۹-۲۴۰ ۔

سمیع اللہ قریشی

کلامِ اقبال میں حسینؓ اور شہادتِ حسینؓ کا مقام

شاعری میں اقبال کے بے شمار اوصاف میں سے ایک نمائندہ وصف یہ ہے کہ ان کے ہاں مستعمل بیشتر استعارے اور علامتیں اپنا اسلامی پس منظر رکھتے ہیں اور ان کی جڑیں اسلام کے آفاقی نظریۂ حیات سے غذا حاصل کرتی ہیں - یہی استعارے اور علامتیں اقبال کی فکر میں عالمگیر انسانی قدروں میں ڈھل کر خود اقبال کو ایک آفاقی انسانی شاعر کا درجہ عطا کرتی ہیں - وہ تمام وجود ، جو اسلام کا ورثہ تھے اور جنھوں نے اسلام کو خوب صورت بنایا ، اقبال کو ہمیشہ محبوب رہے - اقبال کی شاعری میں یہ ہستیاں بھی ایسی اقدار کا حکم رکھتی ہیں جو کسی ایک طبقے یا خطے کے جسمانی اور ذہنی ارتقا کی ذمہ دار نہ تھیں بلکہ تمام تر انسانیت اور پوری دنیا کو کئی قدم آگے لے جانے کا باعث ہوئیں - چنانچہ ان کا وجود اور ان کا قول و فعل کسی ایک قوم یا خطے کی پہچان نہیں بلکہ اقوامِ عالم اور تمام خطۂ ارضی ان پر ناز کر سکتے ہیں ، اس لیے کہ مسلمہ انسانی اقدار کی محافظت اور بحالی میں ان کی کوششوں کو بھی دخل تھا - اقبال کا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے ذہن اور ضمیر کو مصلحت اور خوف کی زنجیروں سے آزادی دلانے والی مسلمان ہستیوں کو اپنے شعر کے حوالے سے دنیا بھر کے فکری سرمائے کا حصہ بنا دیا - ان محسنینِ انسانیت ہستیوں میں سے ایک حسین ہے جو اقبال کی فکر میں ایک نام ہی نہیں ، ایک نہ مٹنے والی قدر بھی ہے -

اقبال نے اپنے افکار میں حق کو دینِ حق یعنی اسلام کے مترادف قرار دیتے ہوئے دینِ حق کو حسین کی قربانی سے زندہ و پائندہ قرار دیا ہے - ان کے کلام میں قوتِ شبیری اور حسین کے الفاظ محض ناموں کی حیثیت ہی سے نہیں بلکہ حق و حریت کے لیے آفاقی علامتوں کے طور پر بھی استعمال ہوئے ہیں :

زندہ حق از قوتِ شبیری است باطل آخر داغِ حسرت میری است

حسین اقبال کی نظر میں صبر و ثبات کی تصویر اور عزم و استقلال کا پیکر تھے ۔ انھوں نے راہِ حق میں وفاداری اور جاں بازی کی ایک زندۂ جاوید روایت قائم کی تھی ۔ ان کی پاک سیرت کی انہی خصوصیات کی بنا پر اقبال نے انھیں اپنی فکر کا موضوع بنایا ۔ وہ تمام عمر عشقِ رسولؐ کو اپنا سرمایہ سمجھا کیے ۔ ذکرِ حسین کو بھی انھوں نے اپنی اسی واردات کا ایک حصہ خیال کیا ۔ اقبال کو خانوادۂ رسول کے ہر فرد سے بے پناہ محبت تھی ۔ اس محبت کو وہ جزوِ ایمان خیال کرتے تھے ۔ ان کی نظر اگر معیاری ماں کی تلاش کے لیے اٹھتی ہے تو حضرت فاطمۃ الزہرارضؓ ہی پر آ کے ٹھہرتی ہے ۔ انھیں یقین ہے کہ خدا کی ذات سے مسلمان عورت کو تربیتِ اولاد کے لیے جو اعلیٰ و ارفع جذبے عطا ہوتے ہیں ان کا مثالی مظہر ذاتِ فاطمہرضؓ ہے ۔ مسلمان ماں کو جو پیغام بھی انھوں نے دیا ہے حضرت فاطمہرضؓ ہی کے حوالے سے دیا ہے جس نے حسین جیسی قد آور شخصیت کو جنم دے کر ہر دور کے لیے گویا اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے سامان کر دیے ۔ وہ نسائیت کے لیے اسوۂ کاملہ ہیں ۔ اقبال کی آنکھ عالمِ نسواں میں عورت سے پرے خاتونِ جنت کو دیکھتی ہے اور انہی کی ذات میں صحیح اموست پاتی ہے :

از اموست گرم رفتارِ حیات   از اموست کشفِ اسرارِ حیات
سیرتِ فرزندہا از امہات   جوہرِ صدق و صفا از اُمہات
مزرعِ تعلیم را حاصل بتول   مادراں را اسوۂ کامل بتول
فطرتِ تو جذبہ ہا دارد بلند   چشمِ ہوش از اسوۂ زہرا مبند
تا حسینے شاخ تو بار آورد   موسمِ پیشیں بگلزار آورد

اور قوم کی بیٹیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں :

اگر پندے ز درویشے پذیری   ہزار امت بمیرد تو نہ میری
بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر   کہ در آغوش شبیرے بگیری

حسین نے انسان کی تاریخ کو اپنے جس کارنامے سے اعزاز بخشا وہ بہت پہلودار ہے ۔ اس کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ انھوں نے اپنے کردار و عمل سے فاطمہرضؓ کی آغوش کا وقار قائم کیا اور اپنی عظیم ماں کی تربیت پر حرف نہ آنے دیا ۔ انھوں نے صالح اولاد ہونے کا حق ادا کر دیا اور دشتِ کربلا میں غلط سوچ اور غلط سیادت کے خلاف سینہ سپر ہو کر اس طرح اثباتِ حق کیا کہ قیامت تک نوجوانوں کے لیے دلیلِ راہ بن گئے ۔ اقبال کو ان کے کردار میں سعیٔ پیہم ، طلبِ صادق اور اخلاصِ عمل ، مقصدِ حیات سے وفاداری اور بے لوث

قربانی کی اقدار زندہ و پائندہ نظر آئیں تو انھوں نے بے اختیار کہا :

زندگی محکم ز تسلیم و رضا است — موت نیرنگِ طلسم و سیمیا است
ہر زماں میرد غلام از بیمِ مرگ — زندگی اُو را حرام از بیمِ مرگ
بندۂ آزاد را شانے دگر — مرگِ اُو را می دہد جانے دگر
مردِ مومن خواہد از یزدانِ پاک — آں دگر مرگِ کہ برگیرد ز خاک
آں دگر مرگ انتہائے راہِ شوق — آخریں تکبیر در جنگاہِ شوق
گرچہ ہر مرگ است بر مومن شکر — مرگِ پورِ مرتضیٰ چیزے دگر
جنگِ مومن چیست؟ ہجرت سوئے دوست — ترکِ عالم اختیار کوئے دوست

اور کہا :

آن امامِ عاشقاں پورِ بتول — سروِ آزادے ز بستانِ رسولؐ
بہر آں شہزادۂ خیر الملل — دوشِ ختم المرسلیں نعم الجمل
سرخرو عشقِ غیور از خونِ او — شوخیٔ ایں مصرعہ از مضمونِ او
درمیانِ امت آں کیواں جناب — ہمچو حرفِ قل ھو اللہ در کتاب
سرِّ ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ بود
یعنی آں اجمال را تفصیل بود

اقبال کے نزدیک عشق ہمیشہ حسین اور حسین جیسی اقدارِ حیات کا قائم مقام رہا :

صدق خلیل بھی ہے عشق ، صبرِ حسین بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

یہ اس لیے کہ عشق کی حرارت کے بغیر کارزارِ حیات میں معجزے برپا کرنے کے لیے انسانی رگوں میں خون نہیں دوڑتا اور جاں سپاری اور جاں نثاری کی جرأت نصیب نہیں ہوتی ، نہ ہی آزادیٔ فکر و نظر کے متوالے سر پر کفن باندھنے کا عزم کرتے ہیں :

عقل و دل و نگاہ کا مرشدِ اوّلیں ہے عشق
عشق نہ ہو شرع و دیں بتکدۂ تصوّرات

درست اور نا درست کا معرکہ عشق کے حربے سے جیتا جاتا ہے ، کیونکہ عشق سراپا عمل ہونے کا نام ہے ۔ عشق اور ایمان گویا عمل اور ایمان ہیں اور

لازم و ملزوم ہیں :

مومن از عشق است و عشق از مومن است
عشق را ناممکن ما ممکن است
عشق را آرام جاں حریت است
ناقہ اش را سارباں حریت است

عشق سنت ابراہیمی ہے کہ آتش نمرود میں بے خطر کود پڑا اور رضائے الٰہی کو پا گیا ، یا پھر آتش کدۂ کربلا میں حسین کو یہی توفیق حاصل ہوئی اور وہ اس امتحان میں پورے اترے ۔ مگر حسین کو ابراہیم کا عشق اور صدق دونوں نصیب ہوئے ۔ حسین کا عشق دونوں قدروں کا اجتماع ہے ۔ تاہم اقبال نے ان ساری علامتوں کو ایک لفظ عشق میں سمیٹا ہے اور عشق کو فکر و عمل کی دنیا میں بالکل نئے معانی عطا کیے ہیں ۔ اقبال عشق کو ایمان اور عمل سے مملو ایک ایسی کیفیت سے تعبیر کرتے ہیں جو بے کنار ہے اور جس کی کوئی حدود نہیں اور جو رضائے الٰہی کے حصول کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے ۔ عشق راستی کا علمبردار ہے اور رحم و کرم ، حق گوئی و بے باکی اور عزم و یقیں اس کے مشمولات ہیں ۔ اس کے مقابلے میں مجرد عقل ہوا کی طرح سستی اور محض اسباب و علل پر قائم ہے ، ہمیشہ کی نمائشیت پسند ہے ۔ عشق نمائش سے گریزاں رہ کر مصروف عمل رہتا ہے اور ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے ۔ اقبال حسین کو اسی عشق بلا خیز کی معراج قرار دیتے ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ حسین عالی مقام پروردگار کے سچے عاشقوں کے امام تھے جنھوں نے دشت کربلا میں اپنے ہمراہیوں ، عزیزوں حتیٰ کہ نوخیز بچوں کی قربانی دے دی اور سب سے آخر میں صرف اور صرف رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر اپنی جان بھی خدا تعالیٰ کے حضور میں پیش کر دی اور رسول ؐ کی حرمت کو بچا لیا ۔ اقبال اُن کی بے مثال قربانی کو و فدیناہ بذبح عظیم کی آیت قرانی کا مصداق قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں :

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر معنیٔ ذبح عظیم آمد پسر

کربلا کی شہادت ہی اولاد ابراہیم کی ذبح عظیم تھی ۔ ابوالکلام آزاد نے کہا :

''حقیقت جس کا حضرت اسمٰعیل ؑ کی ذات سے ظہور ہوا تھا وہ بتدریج ترقی کرتی ہوئی حضرت یحییٰ ؑ کی ذات تک پہنچ کر گم ہو گئی تھی ۔ اس کو حضرت حسین رض نے اپنی سرفروشی سے مکمل کر دیا ۔''

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؓ ابتدا ہے اسمٰعیلؑ

حرم کی داستان ربوبیت اور عبودیت سے عبارت ہے ۔ اسمٰعیلؑ نے ایثار کا اور اطاعت کا ایک بے مثال نمونہ انسانیت کے سامنے رکھا ہے جسے اسلام کی اساس بننے کی توفیق عطا ہوئی ۔ صدہا سالوں کے فاصلے کے بعد جب ایک دفعہ پھر اسمٰعیلؑ کے جذبۂ ایثار و اطاعتِ حق کی تجدید کا موقع پیدا ہوا تو یہ رتبۂ بلند حسین کے حصے میں آیا اور کچھ اس طرح آیا کہ سقراط اور مسیحؑ کی قربانیاں بھی اِس کے مقابلے میں دھندلا گئیں ۔ حسین کے تسلیم و رضا کی مثال داستانِ حرم کے سلسلے کی آخری کڑی تھی ، اگرچہ امتِ مسلمہ کے لیے اس کے بعد خدا ، ملک و قوم اور حق کی خاطر قربان ہونے کا ارادہ ختم ہو کر نہیں رہ جاتا بلکہ نئی تازگی حاصل کرتا ہے ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ حسین کا لافانی کردار آئندہ کے لیے دائرۂ اِمکان سے باہر ہو گیا ہے ، کیونکہ افقِ حریت و جرأت پر اسمٰعیلؑ کے ایثار کا علم ، حسین کے تسلیم و رضا نے ، آسمان کی رفعتوں تک پہنچا دیا ۔

اسلامی تہذیب و تمدن میں جو مرکزیت توحید کو حاصل ہے کچھ ویسی ہی علامتی حیثیت درمیانِ اُمت حسین کو حاصل ہے ۔ اگر قرآن کی حکمتوں کا مدار نکتۂ توحید پر ہے ، تو امت کی ہر لحظہ نمو پذیری کا مدار ذاتِ حسین کی لازوال قربانی پر ہے ۔ حق و باطل کی آویزش آغازِ حیات ہی سے انسانی تاریخ کا حصہ رہی ہے ۔ یہ دونوں قوتیں قالب بدل بدل کر آمنے سامنے رزم آرا رہی ہیں اور رہیں گی ، آدم و ابلیس ، ہابیل و قابیل ، ابراہیم و نمرود اور پھر :

موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید این دو قوت از حیات آمد پدید

اور

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی

مگر حق ہمیشہ چراغِ مصطفوی اور قوتِ شبیری کے طفیل زندہ رہا ہے ۔ تاریخ شہادت دیتی ہے کہ خلافت نے بہت جلد قرآن اور سنت سے اپنا رشتہ ختم کر لیا اور ملوکیت کی نہج پر آ گئی ۔ یوں فرد کی آزادی کے حلقوم میں زہر ٹپکایا گیا اور عوام کے حقوق غصب ہونے لگے ۔ تب حسین وہ اکیلا شخص تھا جو قوم پر اس صریح ظلم کو برداشت نہ کر سکا اور ابرِ رحمت بن کر آگے آیا ۔ اس نے کربلا کے دشت سے امتِ مسلمہ کی ہر آنے والی نسل پر حریتِ فکر و ضمیر

کی رحمتوں کی بارش برسائی اور اس بے آب و گیاہ زمین کو اپنے پاک خون سے رنگین کر کے مسلمان کے دل میں ہمیشہ کے لیے آزادی کی جوت جگا گیا ۔ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے ظلم اور جبر کے خلاف سید الشہدا نے اپنی جان قربان کر دی ۔ مسلمانوں میں یہ سعادت عظمیٰ صرف حسینؑ کو نصیب ہوئی کہ انھوں نے خلافت راشدہ کے تقدس کو اپنی ، اپنے اہل و عیال اور جان نثار احباب کی اجتماعی قربانی دے کر کربلا کے دشت میں اذیت ناک حالات کو برداشت کرتے ہوئے زندۂ جاوید کر دیا :

چوں خلافت رشتہ از قرآں گسیخت حریت را زہر اندر کام ریخت
خاست آں سر جلوۂ خیرالامم چوں سحاب قبلہ باراں در قدم
بر زمین کربلا بارید و رفت لالہ در ویرانہ ہا کارید و رفت
تا قیامت قطع استبداد کرد موج خون او چمن ایجاد کرد

حسینؑ انسانی ضمیر کی جد و جہد کے لیے علامت بن گئے ہیں :

در نوائے زندگی سوز از حسینؑ اہل حق حریت آموز از حسینؑ
حریت زاد از ضمیر پاک او این مئی نوشیں چکید از تاک او
بہر حق در خاک و خون غلطیدہ است پس بنائے لا الٰہ گردیدہ است

اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر تمام چھوٹے بڑے مرد و عورت اور بچوں سمیت مدینہ سے روانگی کو ہرگز ہرگز حصول سلطنت کی نیت نہیں کہا جا سکتا ۔ کیا بے سروسامانی کی حالت میں جاگیروں پر ضرب کاری لگائی جا سکتی ہے اور سلطنتوں پر قبضے ہو سکتے ہیں ؟ اقبال نے کہا :

مدعائش سلطنت بودے اگر خود نکردے با چنیں ساماں سفر

حسینؑ کے دشمنوں کی تعداد صحرا کے ذروں کی طرح اَن گنت تھی اور حسینؑ کے ساتھی تعداد میں بہت کم تھے :

دشمناں چوں ریگ صحرا لا تُعَدّ[^] دوستان او بہ یزداں ہم عدد

حسینؑ کا عزم پہاڑوں کی مثال محکم تھا :

عزم او چوں کوہساراں استوار پائیدار و تند سیر و کامگار
تیغ بہر عزت دین است و بس مقصد او حفظ آئین است و بس

حسینؑ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ مسلمان صرف خدا ہی کی بندگی کر سکتا ہے ۔ خدا کے سوا وہ کسی بڑی سے بڑی طاقت کے سامنے بھی سر تسلیم خم

نہیں کر سکتا ۔ انھوں نے غلط نظریات اور باطل پرست قوتوں کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا ، اور فلسفۂ شہادت کی تفسیر دشتِ کربلا میں اپنے خون سے لکھ دی ۔ اسلام کے اساسی اصولوں کی حفاظت کی خاطر حسین نے اپنی جان کی بھی پروا نہ کی ۔ ان کی شہادت نے قوم کے سوئے ہوئے ضمیر کو قیامت تک کے لیے بیدار کر دیا :

ماسوا اللہ را مسلماں بندہ نیست   پیشِ فرعونے سرش افگندہ نیست
خون او تغسیر ایں اسرار کرد   ملتِ خوابیدہ را بیدار کرد

حسین کی قربانی دینے کے انداز کو اقبال بہت ہی بلیغ انداز میں پیش کرتے ہیں ۔ ان کے اشعار حسین کی کوہِ وقار ذات کو ایک خراجِ تحسین ہے ۔ حسین کو رہتی دنیا تک یہ امتیاز حاصل رہے گا کہ انھوں نے ماسوا کی نفی کی ۔ تلوار سے دشتِ کربلا کی ریگِ رواں پر توحید کا ایسا نقش ثبت کر دیا جسے کوئی بھی یزیدی حربہ کبھی نہ مٹا سکے گا :

تیغِ لا ، چوں از میاں بیروں کشید   از رگِ اربابِ باطل خوں کشید
نقش الا اللہ بر صحرا نوشت   سطرِ عنوانِ نجاتِ ما نوشت
رمزِ قرآن از حسین آموختیم   ز آتشِ او شعلہ ہا اندوختیم

اقبال کہتے ہیں کہ شوکتِ شام ، عظمتِ بغداد اور سطوتِ غرناطہ ، سب بجا مگر وہ سب قصہ ہائے پارینہ ہو کر رہ گئے اور وہ ایک کارنامہ جسے قوم کبھی اپنے دلوں سے محو نہ کر سکے گی دشتِ کربلا میں گونجی ہوئی حسین کی تکبیر اعلائے کلمۃ الحق ہے ۔ آج ہی نہیں ، ہر دور کے مسلمان کے ایمان کی تازگی کا سامان اسی میں ہے :

تازہ از تکبیرِ او ایماں ہنوز

اور فرمایا :

حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیری   بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی و شامی

اور :

فقر چوں عریاں شود زیرِ سپہر   از نہیبِ او بلرزد ماہ و مہر
فقرِ عریاں گرمئی بدر و حنین   فقرِ عریاں بانگِ تکبیرِ حسین
فقرِ او تا ذوقِ عریانی نماند   آں جلالِ اندر مسلمانی نماند

یہ بھی کہا :

اک فقر سکھاتا ہے صیاد کو نخچیری — اک فقر سے کھلتے ہیں اسرار جہانگیری
اک فقر ہے شبیری اس فقر میں ہے میری — میراث مسلمانی سرمایۂ شبیری

ملت کے افراد میں حسینی صفات کا عنقا ہو جانا ایک بہت بڑا حادثہ ہوگا۔ حسین کی روح اس باب میں بھی شرمندہ نہ ہونی چاہیے۔ اقبال اس پر نوحہ کرتے ہیں :

ریگ عراق منتظر کشت حجاز تشنہ کام
خون حسین باز دہ کوفہ و شام خویش را

* * *

قافلۂ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں
گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات

اپنی ملت کو صلائے عام دیتے ہیں :

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

اقبال جہاں سلطان شہید فتح علی ٹیپو کا مرثیہ کہتے ہوئے اس کی سادگی اور حق پر مر مٹنے کی عادت کا ذکر کرتے ہیں، وہاں اسے مسلک شبیر پر گامزن قرار دیتے ہیں ۔ عشق رسولؐ کی برکت سے سلطان شہید سیدالشہدا امام حسین کے جذبۂ ایثار و قربانی کا وارث قرار پاتا ہے :

از نگاہ خواجۂ بدر و حنین — فقر سلطاں وارث جذب حسین

مسلمانوں کی تاریخ انفرادی اور اجتماعی قربانیوں سے عبارت ہے :

گرمیٔ ہنگامۂ بدر و حنین — حیدر و صدیق و فاروق و حسین

لیکن اقبال کے نزدیک قربانی کا جو معیار حسین نے پیش کر دیا وہ تا ابد سنگ میل ثابت ہوگا اور قوم کی حیات تازہ کے سامان اس وقت تک نہیں ہو سکتے جب تک اس قوم کا ہر فرد اس نکتے کو نہیں پا لیتا کہ قوم کی کشت ویراں کو خون شبیر سے سیراب کرنا ہوگا :

قلندر میل تقریرے نہ دارد — بجز ایں نکتہ اکسیرے نہ دارد
ازاں کشت خرابے حاصلے نیست — کہ آب از خون شبیرے نہ دارد

اقبال حسین کی آفاق اور ہمہ گیر صفات کے والہ و شیدا تھے، اس لیے کہ یہی

صفات ہیں جو مسلمان تو کیا ساری انسانیت کے لیے دلیلِ راہ بن سکتے ہیں ۔
رومی کی زبان میں یہی مسلک زوال آمادہ قوم کی فلاح کا ضامن ہے :

تیر و سناں و خنجر و شمشیرم آرزوست
با من میا کہ مسلکِ شبیرم آرزوست

کربلا پر قیامت گزر جانے کے بعد جب حسین کا لٹا پٹا قافلہ اس مقام سے گزرا جہاں حسین اور دوسرے تمام شہدا کی لاشیں بے گور و کفن میدانِ کربلا میں ریزہ ریزہ پڑی تھیں ، تو قافلے میں کہرام برپا ہو گیا ۔ زینب نے روتے ہوئے روحِ محمدؐ کو آواز دے کر کہا :

''اے محمد ! جن پر ملائک آسمان سے درود بھیجتے ہیں ، دیکھیے ، یہ حسین خاک و خون میں آلودہ ٹکڑے ٹکڑے چٹیل میدان میں پڑا ہے ۔ آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں ۔ آپ کی اولاد مقتول ہے اور ہوا اُن پر خاک اڑا رہی ہے ۔"

یہ منظر اقبال کی نظر میں پھر جاتا ہے اور وہ بے ساختہ کہتے ہیں :

اے صبا ، اے پیکِ دور افتادگاں
اشکِ ما بر خاکِ پاک او رساں

فلسطین رپورٹ

میو روڈ لاہور
۲۰ جولائی ۱۹۳۷

مائی ڈیر مس فارقوہرسن

۔ ۔ ۔ ۔ میرے خیال میں اب وقت آ گیا ہے کہ نیشنل لیگ آف انگلینڈ وقت شناسی کا ثبوت دے اور اہلِ برطانیہ کو عربوں کے خلاف جن سے برطانوی سیاست دانوں نے اہلِ برطانیہ کے نام سے حتمی وعدے کیے تھے ناانصافی کے ارتکاب سے بچانے ۔ ۔ ۔ ۔ پرنس محمد علی مصری نے ایک معقول تعمیری تجویز پیش کی ہے جو ہر طرح اہلِ برطانیہ کے لیے لائقِ توجہ ہے ۔ ہمیں یہ کبھی بھی فراموش نہ کرنا چاہیے کہ فلسطین انگلستان کی کوئی ذاتی جائداد نہیں ۔ فلسطین تو انگلستان کے پاس جمیعۃ الاقوام کی طرف سے زیرِ انتداب ہے اور مسلم ایشیا لیگ آف نیشنز کو انگریزوں اور فرانسیسیوں کا ایک ایسا ادارہ سمجھتا ہے جسے انھوں نے کمزور مسلم سلطنتوں کے علاقوں کی تقسیم کے لیے وضع کر رکھا ہے ۔

فلسطین پر یہودیوں کا بھی کوئی حق نہیں ۔ یہودیوں نے تو اس ملک کو رضا مندانہ طور پر عربوں کے فلسطین پر قبضہ سے بہت پہلے اسے خیر باد کہ دیا تھا ۔

صیہونیت بھی کوئی مذہبی تحریک نہیں ۔ علاوہ اس امر کے کہ مذہبی یہودیوں کو صیہونیت سے کوئی دلچسپی نہیں ، خود فلسطین رپورٹ نے اس امر کو روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

بحیثیتِ مجموعی رپورٹ کا منشا مقاماتِ مقدسہ کا عربوں سے بجبر مستقل انتداب کی صورت میں جو کمیشن نے برطانوی سامراجی ہوس کی پردہ پوشی کے لیے وضع کیا ہے خرید لینا ہے ۔ اس فروخت کی قیمت عربوں کے لیے تھوڑا سا روپیہ اور ان کی سخاوت و مردانگی کا ایک قصیدہ اور یہودیوں کا ایک علاقہ پر قبضہ ہے ۔ مجھے اُمید ہے کہ برطانوی مدبرین عربوں کے خلاف صریح عناد کی پالیسی سے دستکش ہو کر ان کا ملک ان حوالے کر دیں گے ۔ ۔ ۔ ۔

آپ کا مخلص
محمد اقبال*

*منقول از شیخ عطاء اللہ ، مرتب ، ''اقبال نامہ'' (شیخ محمد اشرف ، لاہور) ، حصۂ اول ، صفحات ۴۴۵-۴۴۶ ۔

عبدالقوی دسنوی

ہندوستان میں اقبالیات

اردو میں اشاریہ سازی کا کام ابھی بہت کم ہوا ہے اور جو کچھ ہوا ہے وہ محض انفرادی کوششوں اور دلچسپیوں کا نتیجہ ہے - میر تقی میر ، انیس ، غالب ، شبلی ، مولوی عبدالحق ، مولانا ابوالکلام آزاد اور نیاز فتح پوری وغیرہ سے متعلق اشاریے گاہے گاہے مختلف رسائل میں شائع ہوئے ہیں - سید سلیمان ندوی ، امتیاز علی عرشی ، مالک رام ، مسعود حسین رضوی ادیب اور سید عابد حسین کی تحریروں کے اشاریے بھی شائع کیے گئے ہیں - بعض رسائل کے مضامین کے اشاریے بھی مرتب ہو کر منظر عام پر آئے ہیں - البتہ یہ دیکھتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ غالب ، انیس اور اقبال سے متعلق اشاریے کتابی صورت میں شائع ہوئے ہیں - "غالبیات"[1] غالب سے متعلق پہلا اشاریہ کتابی شکل میں ہے جس کی اشاعت جنوری ۱۹۶۹ میں ہوئی ہے جس میں جون ۱۹۶۸ تک شائع شدہ غالب سے متعلق تحریروں کے حوالے درج ہیں - دوسری کتاب "غالب ببلوگرافی"[2] علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ۱۹۷۲ میں شائع ہوئی ہے جو ۱۹۷۱ تک غالب سے متعلق مضامین ، کتابوں ، غالب نمبروں کا اشاریہ ہے - پاکستان سے غالب کے سلسلے میں پہلا اشاریہ "غالب نما"[3] ہے جس میں ۱۹۴۷ سے ۱۹۶۸ تک پاکستان میں شائع شدہ غالب سے متعلق تحریروں کے حوالے درج ہیں - "اشاریۂ غالب"[4] کی اشاعت ۱۹۶۹ میں ہوئی ہے - یہ کتاب غالب کی تصانیف ، خطوط ، اشعار اور بعض دوسری تحریروں اور ترجموں کا نہایت اچھا اشاریہ ہے - یہ دراصل پہلی جلد ہے - دو اور جلدیں غالب سے متعلق تحریروں پر مشتمل شائع ہونے والی ہیں - انیس کے سلسلے میں "ماہ نو" کراچی کے انیس نمبر میں ضمیر اختر نقوی کا اشاریہ "گنجینۂ انیس" شائع ہوا

۱- مرتب عبدالقوی دسنوی -
۲- مرتب محمد انصار اللہ -
۳- مرتب ابن حسن قیصر -
۴- مرتب سید معین الرحمٰن -

ہے جس کی بڑی اہمیت ہے ۔ انیس سے متعلق تحریروں کا اشاریہ ''انیس نما''۵ کی اشاعت ۱۹۷۳ میں کتابی صورت میں ہوئی ہے ۔ ۱۹۷۱ میں ایک اور اشاریہ ''سرسید احمد خاں ــ منتخب کتابیات''۶ علی گڑھ یونیورسٹی سے شائع ہوا ہے ۔

علامہ اقبال سے متعلق اشاریہ سازی کا کام پاکستان میں شروع ہوا ہے ۔ اس سلسلے میں سب سے پہلی کتاب ''اقبالیات کا تنقیدی جائزہ'' از قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی ۱۹۵۵ میں اقبال اکادمی کراچی* سے شائع ہوئی ہے ۔ اسی سال عبدالغنی اور خواجہ نور الٰہی کی مرتب کردہ *Bibliography of Iqbal* بزمِ اقبال لاہور نے شائع کی ہے ۔ ''کلید اقبال'' کے نام سے ملک نذیر احمد کی کتاب اردو اکیڈمی بہاول پور سے شائع ہوئی ہے ۔ اس کتاب کا سن اشاعت کہیں درج نہیں ہے ۔ ۱۹۶۲ میں خواجہ عبدالوحید کی کتاب *Bibliography of Iqbal* اقبال اکادمی کراچی کی طرف سے منظرِ عام پر آئی ہے ۔ فروری ۱۹۶۷ میں اقبالیات کے ماہر سید عبدالواحد صاحب کی کتاب *Studies in Iqbal* شائع ہوئی ہے ۔ اس کتاب کے آخر میں اقبال سے متعلق B bliography دی گئی ہے ۔ سید عبدالواحد صاحب نے مختلف ، زبانوں اُردو ، سندھی ، ہندی ، عربی ، فارسی ، جرمنی ، ترکی ، انگریزی ، فرانسیسی ، روسی ، اطالوی ، میں اقبال سے متعلق کاموں کا جائزہ لیا ہے اور صرف انہی تحریروں کو اس میں جگہ دی ہے جن میں نئی بات کہی گئی ہے ۔ اس اعتبار سے اقبالیات کے سلسلے میں یہ اشاریہ بہت اہم ہے ۔ ۱۹۷۵ میں تصانیفِ اقبال اور تصانیف برائے اقبال سے متعلق چوبیس صفحات پر مشتمل ایک اشاریہ رفیع الدین ہاشمی صاحب نے شائع کیا ہے ۔ یہ اگرچہ مختلف کتابچہ ہے لیکن مفید کام ہے ۔

ہندوستان میں علامہ اقبال سے متعلق اب تک کوئی اشاریہ نہیں تیار کیا گیا ہے ۔ ممکن ہے ۱۹۷۷ تک کچھ کام منظرِ عام پر آئے ۔ اس وقت میرا یہ اشاریہ ''ہندوستان میں اقبالیات ایک نظر میں'' گویا اس سلسلے کی پہلی کڑی ہے ۔ میں نے اسے ہندوستان اور اُردو تک محدود رکھا ہے ۔ البتہ انگریزی کے چند مضامین اور کتابوں کے حوالے محض اس لیے شامل کر لیے ہیں کہ آئندہ اگر موقع ملا تو اس پر الگ سے کام کروں گا ۔ اس اشاریے میں میں نے ہندوستانیوں کی اُن تحریروں کو شامل کیا ہے جو ہندوستان یا پاکستان میں کسی جگہ شائع ہوئی ہیں اور پاکستانیوں کی صرف اُن تحریروں کے حوالے دیے ہیں جو ہندوستان میں

۵- مرتب عبدالقوی دسنوی ۔ ۶- مرتب محمد حسین رضوی ۔

*اقبال اکادمی پاکستان اب کراچی سے لاہور منتقل ہو گئی ہے ۔

شائع ہوئی ہیں، اس لیے کہ اس سے بھی ہندوستانیوں کی اقبال سے دلچسپی کا پتا چلتا ہے۔

اشاریہ سازی کا کام لامحدود اور مسلسل ہوتا ہے — لامحدود اس لیے کہ تمام رسائل کا نظر سے گزرنا محال ہے اور مسلسل اس لیے کہ ہر نیا دن اس میں کچھ نہ کچھ اضافہ کرتا ہے۔ بہرحال محدود ذرائع و وسائل کے باوجود جو کچھ کر سکا ہوں، وہ ''ہندوستان میں اقبالیات'' کی صورت میں حاضر ہے۔ اس میں خامیاں، کوتاہیاں، کمزوریاں ضرور رہ گئی ہوں گی۔ اس لیے مطالعہ کرنے والوں سے اُمید کرتا ہوں کہ وہ اپنے تاثرات سے آگاہ کریں گے تاکہ آئندہ اسے بہتر بنانے کی کوشش کی جا سکے۔

مجھے یہ اعتراف کرتے ہوئے نہایت مسرت ہو رہی ہے کہ برادرم شکیل الرحمٰن اور نور چشمان علی متقی دسنوی اور علی نقی دسنوی نے کارڈ کی تیاریوں میں اور ترتیب میں میری بڑی مدد کی ہے جس کی وجہ سے یہ کام بہت آسان ہو گیا ہے۔

اقبال نمبر "علی گڑھ" کے لیے جناب ضیاء الدین انصاری، آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی اور محمد انصار اللہ صاحب کا شکرگزار ہوں کہ ان دونوں حضرات کے تعاون سے اس نمبر کے مضامین اس اشاریہ میں شامل کر سکا۔

(۱) اقبال رسائل میں

ابلیس اقبال کی نظر میں	حمیدہ بیگم	''مجلۂ عثمانیہ'' ۱۹۳۹
ابلیس اقبال کی نظر میں	مناظر عاشق ہرگانوی	"فروغ اردو" لکھنو، فروری ۱۹۶۶
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں (تشریح)	سید مستفیض الحسن	''الحسنات'' رام پور، اگست ۱۹۷۳
اپنی نظم مرزا غالب میں اقبال کی ترمیمات	حشم الرمضان	''شاعر'' بمبئی، جولائی ۱۹۷۳
اجتہاد (تشریح)	سید مستفیض الحسن	''الحسنات'' رام پور، دسمبر ۱۹۷۳
اجتہاد۔۔۔علامہ اقبال کی نظر میں	چودھری شیر محمد حمید	''فکر و نظر'' علی گڑھ، جولائی ۱۹۶۶

آرٹ اور اقبال	ظفر احسن آصف	''آج کل'' دہلی، ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۵
اردو شاعری اور اقبال	عباس جعفر	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جون ۱۹۳۸
اردو غزل کی ٹکنک (اقبال نے غزل میں انقلاب پیدا کیا)	فراق گورکھپوری	''نگار'' لکھنو، ۱۹۵۰
اردو کی جدید شاعری اور انقلاب	رفعت احمد خاں	''برہان'' دہلی، جون ۱۹۴۰
ارمغانِ حجاز	سہا بھوپالی	''نیرنگِ خیال'' لاہور، ۱۹۴۲
آزاد اور محکوم (تشریح)	سید مستفیض الحسن	''الحسنات'' رام پور، اگست ۱۹۷۴
آزاد و اقبال	جگن ناتھ آزاد	''اقدام'' لاہور، ستمبر ۱۹۵۴
اسرارِ خودی	محمود علی	''خطیب''، ۷ نومبر ۱۹۱۶
اسرارِ خودی	ڈکنسن	''معارف'' اعظم گڑھ، ۱۹۲۱
اسرارِ خودی	کمال احمد صدیقی	''شیرازہ'' کراچی، شمارہ ۳
اسرار و رموز	ادارہ	''زمانہ'' کانپور، ستمبر ۱۹۱۸
اسرار و رموز	عبدالرحمٰن بجنوری مترجم مالک رام	''نیرنگ'' لاہور، ۱۹۴۲
اشارات	منظور علی منظور	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جون ۱۹۳۸
اصلاحات اقبال	محمد بشیرالحق دسنوی	''معارف'' اعظم گڑھ، فروری ۱۹۷۲
اصلاحات منظومات مندرجہ نوادرِ اقبال	محمد بشیرالحق دسنوی	''ہماری زبان'' علی گڑھ، ۱۵ اگست ۱۹۶۴

افتتاحیہ خطبہ	درگا پرشاد دھر	''گفتگو'' بمبئی ، مارچ - جون ۱۹۷۵
افکارِ اقبال (پیام مشرق کے آئینے میں)	حافظ محمد طاہر علی	''معارف'' اعظم گڑھ ، فروری ۱۹۷۲
اقبال	عبدالقادر	''خدنگ نظر'' لکھنو ، مئی ۱۹۰۲
اقبال	غلام سرور	''علی گڑھ میگزین'' اقبال نمبر ، اپریل ۱۹۳۸
اقبال	محمد رضا علی خاں	''علی گڑھ میگزین'' اقبال نمبر ، اپریل ۱۹۳۸
اقبال	رشید احمد صدیقی	''جوہر'' اقبال نمبر، دہلی، ۱۹۳۸
اقبال	محمد مجیب	''جوہر'' اقبال نمبر، دہلی ۱۹۳۸
اقبال	معین الدین احمد	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جون ۱۹۳۸
اقبال	محمود حسین	''فانوس'' مدراس ، فروری ۱۹۳۹
اقبال	آغا حیدر حسن دہلوی	''آج کل'' دہلی ، ۱۵ اپریل ۱۹۴۷
اقبال	اخترالزماں ناصر	''نقش نو''اورنگ آباددکن، جون ۱۹۵۷
اقبال	خلیفہ عبدالحکیم	''گفتگو'' بمبئی نمبر ۴ ، ۱۹۶۴
اقبال	—	''کتاب نما'' دہلی ، اگست ۱۹۶۷
اقبال	فیض زبیری	''شعور'' حیدرآباد دکن ، ۱۱ مئی ۱۹۷۳
اقبال	سردار جعفری	''شاعر'' بمبئی ، جولائی ۱۹۷۳

اقبال	خلیفہ عبدالحکیم	''تحریک'' دہلی ، اپریل ۱۹۷۴
اقبال	ایس ۔ ایم ۔ سرور	''صبح اُمید'' بمبئی ، دسمبر ۱۹۷۴
اقبال	شمیم حنفی	''شب خون'' الہ آباد ، دسمبر ۱۹۷۴
اقبال	کمال الدین بیگ	''پیام آفتاب'' امرتسر
اقبال اپنے خطوط کے آئینے میں	ڈاکٹر عبدالحق	''ہماری زبان'' دہلی ، ۸ فروری ۱۹۷۶
اقبال اپنے معاصرین کی نگاہ میں	ڈاکٹر عبدالحق	''فروغ اُردو'' لکھنو ، فروری ۱۹۷۶
اقبال ، اسلام اور اشتراکیت	جگن ناتھ آزاد	''معارف'' اعظم گڑھ ، فروری ۔ مارچ ۱۹۷۶
اقبالِ اقبال	سید ابراہیم	''صبح اُمید'' بمبئی ، دسمبر ۱۹۷۴
اقبال اور ابلیس	مسیح الزماں	'' نسیان '' الہ آباد یونیورسٹی ، ۱۹۳۵
اقبال اور ابوالعلا معری	ڈاکٹر طٰہٰ حسین مترجم محسن عثمانی ندوی	''مریخ'' پٹنہ ، اپریل ۱۹۶۸
اقبال اور آب و رنگِ شاعری	محمد عظیم	''شاعر'' آگرہ ، جولائی ۱۹۳۷
اقبال اور احترامِ آدم	جگن ناتھ آزاد	''آفاق'' لاہور ، ۲۱ اپریل ۱۹۵۹
اقبال اور ادب کے تقاضے	محمد بدیع الزماں	''صبح نو'' پٹنہ ، مئی ۱۹۶۹
اقبال اور ارتقائے تخلیقی	عزیز احمد	''اردو'' دلّی ، جولائی ۱۹۳۷
اقبال اور آرٹ	یوسف حسین خاں	''اردو'' دلّی ، اکتوبر ۱۹۳۸

اقبال اور اُردو غزل	قمرالدین خاں	''علی گڑھ میگزین'' اقبال نمبر ، اپریل ۱۹۳۸
اقبال اور آرزوئے نایافت	امتیاز علی عرشی	''برہان'' دہلی ، جون ۱۹۳۶
اقبال اور آزادی	مصباح الدین شکیل	''آج کل'' دہلی ، اپریل ۱۹۵۹
اقبال اور آزادی	مصلح الدین صدیقی	روزنامہ ''رہنمائے دکن'' حیدرآباد دکن،جون۱۹۷۳
اقبال اور اسپوتنک	عبدالمغنی	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، یکم نومبر ۱۹۵۹
اقبال اور اس کا عہد	جگن ناتھ آزاد	''نگار'' لکھنو ، مارچ ۱۹۵۹
اقبال اور اس کا عہد	امیر چند بہار	''سب رس''حیدآباد دکن، اگست ۱۹۶۲
اقبال اور اس کا عہد	شہاب مالیر کوٹلوی	''شاعر'' بمبئی ، اکتوبر ۱۹۶۱
اقبال اور اس کا فلسفہ	فیاض الدین احمد خان فیاض	''زمانہ'' کانپور ، مئی ۱۹۳۵
اقبال اور اسلام	محمد علی رضوی	''ہندوستانی ادب''حیدرآباد دکن ، جولائی ۱۹۵۹
اقبال اور اسرارِ خودی	سعادت علی خاں	''آج کل'' دہلی ، اکتوبر ۱۹۵۳
اقبال اور اسلامی فکر کی تشکیل جدید	عبدالمغنی	''معارف'' اعظم گڑھ ، اگست ۔ ستمبر ۱۹۷۴
اقبال اور اس کی شاعرانہ صلاحیت	شیخ تجمل علی فہمی	''شاخسار'' کٹک ، شمارہ ۱۲ ، ۱۹۶۷
اقبال اور اس کی شاعری	لطیف النسا بیگم	''سب رس'' حیدر آباد دکن ، جون ۱۹۳۸
اقبال اور اس کے معترض	محمود احمد	''آج کل'' دہلی، یکم و پندرہ مئی ۱۹۳۵

اقبال اور اس کے نکتہ چیں	آل احمد سرور	"اُردو" دلّی ، اکتوبر ۱۹۳۸
اقبال اور اصلاحِ تمدن و تعلیم	محمد حنیف فائق	"سروج" دہلی ، اپریل ۱۹٦۸
اقبال اور انسان	عالم خوند میری	"سب رس" حیدرآباد دکن، اکتوبر ۱۹۷۴
اقبال اور انسانیت	حسن سبحانی	"جوہر" اقبال نمبر ۱۹۳۸
اقبال اور انسانیت	سید حامد	"نیا دور" لکھنو ، دسمبر ۱۹۷۳ ، جون ۱۹۷۴
اقبال اور اندازِ بیان	جعفر علی خان اثر	"آج کل" دہلی، ۱۵ اپریل ۱۹۴۵
اقبال اور ان کا نظریۂ تمدن	محمد حنیف فائق	"تہذیب الکلام" ناگپور ، ۱۹٦۸-۱۹٦۹
اقبال اور ان کی بے خودی کا مستقبل	مرزا سعید الظفر چغتائی	"ہماری زبان" علی گڑھ ، ۸ جون ۱۹۷۰
اقبال اور ان کی وطنیت	سید محمد عقیل	"صبا" حیدرآباد دکن ، ستمبر ۱۹٦۴
اقبال اور ان کے نقادوں کی کوتاہیاں	شبیر احمد غوری	"شب خون" الہ آباد ، جنوری ۱۹٦۷
اقبال اور ان کے ہم عصر عربی شعراء	انور الجنیدی مترجمہ ضیاء الحسن موسوی	روزنامہ "رہنمائے دکن" حیدرآباد دکن ، ۴ جون ۱۹۷۳
اقبال اور اہل بیت	سید عبدالمحی رضا	"کاروان ادب" بمبئی ، نمبر ۴ ، ۱۹۵۲
اقبال اور آئنسٹین	تارا چرن رستوگی	"اُردو ادب" علی گڑھ ، شمارہ ۳ ، ۱۹۷۳
اقبال اور ایران	سید بشیر النسا	"زنجیر" بھوپال ، اکتوبر ۱۹٦۳

اقبال اور برگساں	عبدالسلام خاں	''معارف'' اعظم گڑھ ، فروری ، مارچ ، اپریل ۱۹۳۱
اقبال اور برگساں	عشرت حسن انور	''معارف'' اعظم گڑھ ، مئی ، اکتوبر ، نومبر ۱۹۵۱
اقبال اور برگساں	جگن ناتھ آزاد	''شاعر'' بمبئی ، جولائی ۱۹۷۱
اقبال اور برگساں	جگن ناتھ آزاد	''صبح اُمید'' بمبئی ، ستمبر ۱۹۷۱
اقبال اور برگساں	جگن ناتھ آزاد	''فروغ اُردو'' لکھنو ، جولائی تا ستمبر ۱۹۷۵
اقبال اور تصور پاکستان	بیگم شاہدہ بیگم	''سیکولر ڈیموکریسی'' دلّی ، مئی ۱۹۷۳
اقبال اور تصور عشق	شہناز غازی	''صبح اُمید'' بمبئی ، ستمبر ۱۹۷۰
اقبال اور تصوف	میر ولی الدین	''معارف'' اعظم گڑھ ، جولائی ۱۹۳۸
اقبال اور تصوف	زین العابدین	''ایشیا'' بمبئی ، فروری ۱۹۶۰
اقبال اور تصوف	نذیر احمد خاں	''سب رس'' حیدرآباد دکن ، جولائی ۱۹۶۱
اقبال اور تصوف	محمد بدیع الزماں	''شیرازہ'' سرینگر ، شمارہ ۳ ، ۱۹۶۹
اقبال اور تصوف	محمد بدیع الزماں	''سب رس'' حیدر آباد دکن ، اگست ۱۹۷۰
اقبال اور جدید فکرِ مغرب	جگن ناتھ آزاد	''جامعہ'' دہلی ، جنوری ۱۹۷۶
اقبال اور جمہوریت	غلام ربانی عزیز	''نگار'' لکھنو ، جنوری ، فروری ۱۹۶۲

اقبال اور جیمز وارڈ	عشرت حسن انور	"معارف" اعظم گڑھ، جولائی تا نومبر ۱۹۵۱
اقبال اور جیمز وارڈ	تارا چرن رستوگی	"آہنگ" گیا، فروری - مارچ ۱۹۷۵
اقبال اور حافظ	کبیر احمد جائسی	"اُردو ادب" علی گڑھ، شمارہ ۲، ۱۹۶۸
اقبال اور حدیثِ نبوی	اکبر حسین قریشی	"معارف" اعظم گڑھ، جولائی ۱۹۶۱
اقبال اور حیدر آباد	اداریہ	"سب رس" اقبال نمبر، حیدر آباد دکن، جون ۱۹۳۸
اقبال اور خدا	عبدالغفار	"عالمگیر" لاہور، جولائی ۱۹۳۶
اقبال اور خودی	شہباز الحسینی قاسمی	"سب رس" حیدرآباد دکن، اپریل ۱۹۷۲
اقبال اور دریوزہ گیری	شیخ حبیب اللہ	"فروغِ اُردو" لکھنو، جون ۱۹۷۲
اقبال اور رباعی	مجنوں گورکھپوری	"ہماری زبان" علی گڑھ، ۲۲ مارچ ۱۹۶۰
اقبال اور رومی	سید عبداللہ	"برہان" دہلی، ستمبر ۱۹۴۳
اقبال اور زرتشت	شیخ حبیب اللہ	"صبحِ اُمید" بمبئی، دسمبر ۱۹۷۴
اقبال اور سماجی شعور	جمیل مہدی	"شاعر" بمبئی، خاص نمبر، ۱۹۵۳
اقبال اور سیاست	سید عبداللہ	"معارف" اعظم گڑھ، مارچ - اپریل ۱۹۴۶
اقبال اور سیاستِ مدن	شاہد حسین رزاقی	"کاروان" الہ باد، اپریل ۱۹۵۲
اقبال اور شخصیتیں	عبدالغنی	"اردو ادب" علی گڑھ، جون ۱۹۵۷

اقبال اور طنز	محمد بدیع الزماں	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جون ۱۹۶۹
اقبال اور عالمیت کا پیام	غلام رسول عبداللہ	''اسلام اور عصر جدید'' دہلی ، اکتوبر ۱۹۷۰
اقبال اور عشقِ رسول	شیخ عطاء اللہ	''علی گڑھ میگزین'' اقبال نمبر ، اپریل ۱۹۳۸
اقبال اور عشق رسول	طیب عثمانی ندوی	''اشارہ'' پٹنہ ، مئی ۱۹۵۹
اقبال اور عشق رسول	محمد بدیع الزماں	''سب رس'' حیدرآباد دکن، ستمبر ۱۹۷۱
اقبال اور عورت	علاء الدین احمد	''ہندوستانی ادب'' حیدر آباد دکن ، نومبر ۱۹۴۴
اقبال اور عورت	سید جعفری	''نگار'' لکھنو ، جنوری - فروری ۱۹۶۲
اقبال اور غالب	سید نعیم الدین	''ادیب'' دہلی ، مارچ ۱۹۴۴
اقبال اور غالب	اثر جلیلی	''نگار'' لکھنو ، مارچ ۱۹۵۶
اقبال اور غالب	فرمان فتحپوری	''نگار'' لکھنو ، دسمبر ۱۹۵۵ ، مئی ۱۹۵۶
اقبال اور غلامی	مصلح الدین	''سب رس'' حیدرآباد دکن، ۱۹۴۸
اقبال اور فارسی شعرا	اکبر حسین	''برہان'' دہلی ، جنوری ۱۹۶۲
اقبال اور فرقہ پرستی	فیروز عابد	''صبح نو'' پٹنہ ، جنوری ۱۹۶۳
اقبال اور فکر و فن	درگا پرشاد دھر	''ہماری زبان'' دہلی ، ۱۵ جنوری ۱۹۷۵
اقبال اور فکرِ یونان	جگن ناتھ آزاد	''شب خون'' الہ باد ، مئی ۱۹۷۱

اقبال اور فلسفۂ مغرب	جگن ناتھ آزاد	''قومی راج'' بمبئی ، یکم ستمبر ۱۹۷۴
اقبال اور فلسفۂ یونان	جگن ناتھ آزاد	''تحریر'' دہلی ، جلد ۱ ، شمارہ ۳ ، ۴ ، ۱۹۶۷
اقبال اور فوسٹر	اختر حسین شانی	''سب رس'' حیدرآباد دکن ، اگست - ستمبر ۱۹۷۴
اقبال اور قرآن	سید صبغۃ اللہ	''آفاق'' نندیال ، بنگلور ، جون ۱۹۷۴
اقبال اور قرآن	اقبال حسین قریشی	''برہان'' دہلی ، اپریل ۱۹۶۲
اقبال اور قومیت	شوکت سبزواری	''جامعہ'' دہلی ، اپریل ۱۹۴۵
اقبال اور گارڈنر	ظفر احمد کوکب	''ہمایوں'' لاہور ، اگست ۱۹۳۸
اقبال اور مارکس کے زاویہ ہائے نگاہ	جوہر میرٹھی	''جامعہ'' دہلی ، جولائی ۱۹۴۱
اقبال اور مسلمان	سید ابوالاعلیٰ مودودی	''صبح ادب'' لکھنو ، جون - جولائی ۱۹۷۵
اقبال اور مسئلۂ اجتہاد	محمد مظہرالدین صدیقی	''فکر و نظر'' علی گڑھ ، جون ۱۹۶۶
اقبال اور مسئلۂ زن	عبدالمغنی	''ادیب'' علی گڑھ ، اکتوبر ۱۹۶۲
اقبال اور مسولینی	محمد اخترالحسن	''فروغِ اُردو'' لکھنو ، مارچ ۱۹۷۳
اقبال اور معاملاتِ حسن و عشق	محمد بدیع الزماں	''شاخسار'' کٹک ، شمارہ ۲۴ ، ۲۵ ، ۱۹۶۹
اقبال اور مفکرینِ مغرب	جگن ناتھ آزاد	''آج کل'' دہلی ، اپریل تا جون ۱۹۶۷
اقبال اور مناجات	محمد بدیع الزماں	''صبحِ اُمید'' بمبئی ، جون ۱۹۷۲

اقبال اور مناظرِ قدرت	جمال	''شاعر'' بمبئی ، اکتوبر ۱۹۶۲
اقبال اور موجودہ اردو شاعری	عبدالقادر سروری	''سب رس'' حیدر آباد دکن ، فروری ۱۹۳۹
اقبال اور نطشے	محمد اکرام	''ہندوستانی ادب''حیدرآباد دکن ، اکتوبر - نومبر ۱۹۴۵
اقبال اور نٹشے کا ذہنی قرب و بُعد	جگن ناتھ آزاد	''شب خون'' الہ آباد ، ۱۹۷۲
اقبال اور نظریہٗ پاکستان	آفتاب احمد	'' سیکولر ڈیموکریسی '' دلّی ، اکتوبر ۱۹۷۳
اقبال اور نظریہٗ جمہوریت	غلام ربانی عزیز	''نگار'' لکھنو ، اپریل ۱۹۵۹
اقبال اور نظریہٗ ریاست	ابوالاعلیٰ مودودی	''دعوت'' دہلی، ۱۰ دسمبر ۱۹۷۴
اقبال اور نیا ہندوستان	محمد حسن	''نگار'' لکھنو ، اگست ۱۹۵۲
اقبال اور وطنیت	محمد بدیع الزماں	''جامعہ'' دہلی ، فروری ۱۹۷۰
اقبال اور ولیم جیمس	عشرت حسن انور	''معارف'' اعظم گڑھ ، نومبر ۱۹۵۲
اقبال اور ولیم جیمس	تارا چرن رستوگی	''اُردو ادب'' علی گڑھ ، شمارہ ۱ ، ۱۹۷۲
اقبال اور وہائیٹ ہیڈ	عشرت حسن انور	''معارف'' اعظم گڑھ ، دسمبر ۱۹۶۱ ، جنوری ۱۹۶۲
اقبال اور وہائیٹ ہیڈ	تارا چرن رستوگی	''بہار کی خبریں'' پٹنہ ، مارچ ۱۹۷۳
اقبال اور ہم	اداریہ	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ اپریل ۱۹۶۷

اقبال اور ہم لوگ	مزدک	''آئینہ'' بمبئی ، جلد ۱ ، شمارہ ۷ ، ۱۹۶۵
اقبال اور ہندوستان	لطیف احمد شروانی	''پیغام حق'' لاہور ، جنوری - فروری ۱۹۴۲
اقبال اور ہندوستان	آل احمد سرور	''ہماری زبان'' ۲۲ اپریل ۱۹۷۲
اقبال اور ہندوستان	شمش تبریز خاں آروی	''نیا دور'' لکھنو ، دسمبر ۱۹۷۳
اقبال اور ہندوستانی ادب	جگن ناتھ آزاد	''نگار'' لکھنو ، اکتوبر ۱۹۵۴
اقبال اور ہندوستانی تمدن	جگن ناتھ آزاد	''نگار'' لکھنو
اقبال اور ہندوستانی فکر	سید اشفاق حسین	''سب‌رس''حیدرآباد دکن، فروری ۱۹۷۵
اقبال اور یورپی مفکرین	شیخ حبیب اللہ	''فروغ اُردو'' لکھنو ، اپریل - مئی ۱۹۷۳
اقبال اکبر کے رنگ میں	ہم سخن فہم ہیں	''نقاد'' آگرہ ، مئی ۱۹۱۴
اقبال ، ان کا فن اور پیغام	انور سیوانی	''فروغ اُردو'' لکھنو ، جنوری ۱۹۶۵
اقبال ، انا اور تخلیق	خواجہ عبدالحمید	''معارف'' اعظم گڑھ ، نومبر - دسمبر ۱۹۴۴
اقبال ، انا اور تخلیق	—	''معارف'' اعظم گڑھ ، جولائی ۱۹۴۵
اقبال ، ایک بدنام فرقہ پرست	م - خ - شاذلی	''ادیب'' علی‌گڑھ ، دسمبر ۱۹۵۹ ، جنوری ۱۹۶۰
اقبال ، ایک تاثر	محمد ظہیرالدین	''شعور'' حیدرآباد دکن ۱۱ مئی ۱۹۷۳
اقبال ، ایک فلسفی	سید ارتضیٰ حسین	''نگار'' لکھنو ، جنوری - فروری ۱۹۶۲

اقبال ، ایک مطالعہ	صالحہ علوی	''ادیب'' علی گڑھ ، جولائی ۱۹۵۸
اقبال ، ایک عظیم مفکر	عظیم فیروز آبادی	''شاعر'' بمبئی ، سالنامہ ۱۹۶۰
اقبال ، آئینۂ ایام میں	عبدالقیوم عادل	''شعور'' حیدرآباد ، ۱۱ مئی ۱۹۷۳
اقبال ، بارگاہ باری تعالیٰ میں	امین حزیں	''ساقی'' دہلی ، اپریل ۱۹۳۹
اقبال ، بحیثیت اسلامی مفاکر	غلام مصطفیٰ	''کاروانِ ادب'' بمبئی ، ۱۹۶۲ - ۱۹۶۳
اقبال ، بحیثیت بیامبر شاعر	آفتاب اختر	''ادیب'' نصاب نمبر ، اگست ۱۹۶۲
اقبال ، بحیثیت غزل گو	مناظر عاشق	''فروغ اُردو'' لکھنو ، ستمبر ۱۹۶۲
اقبال ، بحیثیت فارسی شاعر	احمد حسین آزاد	''صبح نو'' پٹنہ ، جولائی ۱۹۶۹
اقبال ، بحیثیت قومی شاعر	اے - ناز	''صنم'' پٹنہ ، فروری ۱۹۶۳
اقبال ، بحیثیت محب وطن	—	''بہار کی خبریں'' ۱۶ اپریل ۱۹۷۲
اقبال ، بحیثیت ہمدردِ قوم	مناظر عاشق ہرگانوی	''فروغ اُردو'' لکھنو ، دسمبر ۱۹۶۵ ''کنول'' دھنباد ، اپریل ۱۹۶۷
اقبال ، بھوپال میں	ممنون حسن خاں	''نوائے سیفیہ'' بھوپال ، نمبر ۲ ، ۱۹۶۲
اقبال ، پاکستان میں	شورش کاشمیری	''ہماری زبان'' دہلی ، ۸ مئی ۱۹۷۵
اقبال پر ایک کتاب	سید عبداللہ	''ہماری زبان'' دہلی ، ۱۵ جولائی ۱۹۷۵

اقبال پر تنقیدی نوٹ	ظہیر کاشمیری	''شاہراہ'' دہلی ، کانفرنس نمبر ، جلد ۵ ، شمارہ ۳ ، ۲
اقبال پر چکبست کی ایک تنقید	عابد رضا بیدار	''جامعہ'' دہلی ، اپریل ۱۹۶۱
اقبال پر چکبست کا تنقیدی جائزہ	جعفر علی خاں اثر لکھنوی	''جامعہ'' دہلی ، جون ۱۹۶۱
اقبال پر چند خیالات	نظیر صدیقی	''تحریک'' دہلی ، اقبال نمبر ، جون ۱۹۶۷
اقبال پر زرتشت کا اثر	تارا چرن رستوگی	''شاعر'' بمبئی ، جولائی ۱۹۷۳
اقبال پر زرتشت کا اثر	شیخ حبیب اللہ	''فروغ اُردو'' لکھنو ، اکتوبر - نومبر ۱۹۷۴
اقبال پر غالب کا لسانی اثر	شیخ عبداللطیف	''علی گڑھ میگزین'' ۱۹۴۶
اقبال پر میکٹگری کا اثر	تارا چرن رستوگی	''اُردو ادب'' علی گڑھ ، شمارہ ۲ ، ۱۹۷۲
اقبال ، تاریخ وطن کے آئینے میں	محمود مجاہد	''سب رس'' حیدرآباد دکن ، اقبال نمبر ، جون ۱۹۳۸
اقبال ، ترقی پسند ادیب کی حیثیت سے	خواجہ غلام السیدین	''اُردو'' دلّی ، جنوری ۱۹۴۲
اقبال کا تصوّر حیات	یوسف حسین خاں	''حمایت اسلام'' لاہور ، ہفتہ وار ، ۱۹ مئی ۱۹۳۸ سے ۲۰ جون ۱۹۳۸
اقبال — حالات اور شاعری	خلیفہ عبدالحکیم	''سب رس''حیدرآباد دکن، جون ۱۹۳۸
اقبال — حیات اور شاعری	عبدالقادر سروری	''مجلۂ عثمانیہ'' حیدرآباد دکن ، جلد چہارم ، شمارہ ۱ ، ۱۳۴۰ فصلی
اقبال — چند یادیں	کرشن شرما	''آج کل'' دہلی ، اگست ۱۹۷۴

اقبال ، چند یادیں	کیپٹن ممتاز ملک	''دعوت'' دہلی ، یکم دسمبر ۱۹۷۴
اقبال ، داغ کے شاگرد کی حیثیت سے	امرت لال عشرت	"نیا دور" لکھنو ، نومبر ۱۹۷۱
اقبال ، ڈاکٹر سچدانند سنہا کی نظر میں	صابر شاہ آبادی	''شمعِ ادب" سلطان پور، اگست ۱۹٦۳
اقبال ، رومی اور برگساں	عشرت حسن انور	''معارف'' اعظم گڑھ ، مارچ ۱۹۵۴
اقبال ، رومی اور شنکر	عشرت حسن انور	''معارف'' اعظم گڑھ ، جون ـ جولائی ـ اگست ـ ستمبر ۱۹۵۴
اقبال ، رومی اور ولیم جیمس	عشرت حسن انور	''معارف'' اعظم گڑھ ، فروری ـ مارچ ۱۹۵۴
اقبال زندہ ہے	محبوب الٰہی سحر	''سب رس''حیدرآباددکن، اقبال نمبر ، جون ۱۹۳۸
اقبال ، سچد انند کی نظر میں	اختر علی تلہری	''آج کل'' دہلی ، جنوری ۱۹۵۴
اقبال ، سیماب اور ظفر علی خاں	زرینہ ثانی	''شاعر'' بمبئی ، مئی ۱۹٦۸
اقبال سیمینار ، حیدرآباد میں	ابراہیم علی انصاری	''سب رس'' حیدرآباد ، مارچ ۱۹۷۵
اقبال ، شاعر اور فلسفی پر ایک نظر	عبدالحق	''عصری ادب'' دہلی ، اپریل ۱۹۷۰
اقبال ، شخصیت اور پیام	ایک جامعی	''جوہر'' دہلی ۱۹۳۸
اقبال شکایت کر بیٹھے	رشیدہ ملاؔ	''نقاش'' بھیمڑی ، جولائی ۱۹٦۳
اقبال ، ضربِ کلیم کے آئینے میں	محمودہ جہاں	''نگار'' لکھنو ، مئی ۱۹۵۷
اقبال ، عالمِ بالا میں	گوربچن سنگھ طالب	''ہمایوں'' لاہور ، جولائی ۱۹۴٦

اقبال ، عطیہ کی نظر میں	سلطان احمد	''صبا'' حیدر آباد دکن ، اپریل ۱۹۶۴
اقبال علیہ رحمۃ کے چند جواہر ریزے	خواجہ عبدالحمید	''معارف'' اعظم گڑھ ، اپریل ۱۹۵۴
اقبال ، غالب اور ساوات	شیخ حبیب اللہ	''فروغ اُردو'' لکھنو ، اپریل - مئی ۱۹۷۵
اقبال ، غالب اور زندگی	شیخ حبیب اللہ	''فروغ اُردو'' لکھنو ، مارچ - اپریل ۱۹۷۵
اقبال ، فردوس میں حوروں کے درمیان	حامد چھپروی	''آج کل'' دہلی ، جولائی ۱۹۶۰
اقبال ، فکر و فن کا امتزاج	جگن ناتھ آزاد	''گفتگو'' بمبئی ، جلد ۱ ، شمارہ ۱ ، ۱۹۶۷
اقبال ، قرآن و عشقِ رسول	ایم - اے - غفار	روزنامہ ''رہنمائے دکن'' حیدرآباد دکن ، اقبال نمبر ، ۴ جون ۱۹۷۳
اقبال کا ابلیس	خواجہ غلام السیدین	''ہندوستان'' ہفت روزہ ، بمبئی ، ۲۷ جولائی ۱۹۴۷
اقبال کا اثر اُردو شاعری پر	محی الدین قادری زور	''سب رس'' حیدر آباد دکن ، جون ۱۹۳۸
اقبال کا اسلوبِ زندگی	عبدالمجید سالک	''شعور'' حیدر آباد دکن ، اقبال نمبر ، ۱۱ مئی ۱۹۷۳
اقبال کا انسان	محمد عزیز	''کاروان'' الہ آباد ، ۱۹۵۰
اقبال کا انسانِ کامل اور اسلامی تہذیب کی روح	محمد عمر	''فکر و نظر'' علی گڑھ ، ۱۹۶۳
اقبال کا ایشیائی تخیل	سید محمود نقوی	''فروغِ اُردو'' لکھنو ، جولائی ۱۹۶۱
اقبال کا ایک شعر	عیش امروہوی	''ادب لطیف'' لاہور ، اپریل ۱۹۳۶

اقبال کا ایک شعر	منیر کولاری	''جلوۂ سخن'' مدراس ، فروری ۱۹۳۸
اقبال کا ایک شعر	اڈیٹر	''نگار'' لکھنو ، مارچ ۱۹۵۹
اقبال کا ایک شعر اور اس کا مطلب	متعدد حضرات	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ مئی ۱۹۶۷
اقبال کا ایک شیدائی — بہادر خاں	ادارہ	''شعور'' حیدرآباد دکن ، ۱۱ مئی ۱۹۷۳
اقبال کا ایک غیر مطبوعہ خط	سکندر علی وجد	''اردو ادب'' علی گڑھ ، شمارہ ۴ ، ۱۹۶۶
اقبال کا پیام	عبدالقوی دسنوی	''آواز'' دہلی ، ۲۲ دسمبر ۱۹۷۳
اقبال کا پیغامِ حیات	رضی الدین صدیقی	''سب رس'' حیدر آباد دکن ، جون ۱۹۳۸
اقبال کا پیام دنیا میں ہمیشہ زندہ رہے گا	سید سلیمان ندوی	''تاج'' لاہور، اقبال نمبر ، جولائی ۱۹۳۸
اقبال کا پیغام	سالک لکھنوی	''جدید اُردو'' کلکتہ ، جولائی ۱۹۴۱
اقبال کا پیغام	قاضی عبدالغفار	''نیرنگِ خیال'' لاہور ، ۱۹۴۱
اقبال کا پیغام	آل احمد سرور	''فروغ اُردو'' لکھنو ، اپریل ۱۹۶۶
اقبال کا پیغامِ عمل	مرزا صفدر	''معارف'' اعظم گڑھ ، اکتوبر ۱۹۵۷
اقبال کا تخیل	سید محمد	''سب رس'' حیدرآباد دکن، اقبال نمبر ، جون ۱۹۳۸
اقبال کا تصورِ آزادی	شاہ معین الدین شکیل	''جامعہ'' دہلی ، ستمبر ۱۹۶۲
اقبال کا تصورِ حیات	یوسف حسین	''جامعہ'' دہلی ، اپریل ـ مئی ۱۹۳۸

اقبال کا تصورِ خودی	سید عابد حسین	''اُردو'' دلّی، اقبال نمبر، اکتوبر ۱۹۳۸
اقبال کا تصورِ خودی	محمد بدیع الزماں خاور	''شاخسار'' کٹک، شمارہ ۳۲، ۱۹۷۰
اقبال کا تصورِ خودی	حفیظ قتیل	روزنامہ ''رہنمائے دکن'' حیدرآباد دکن، اقبال نمبر، ۴ جون ۱۹۷۳
اقبال کا تصورِ زماں	سید بشیرالدین	''اُردو'' دلّی، اقبال نمبر، اکتوبر ۱۹۳۸
اقبال کا تصورِ زیاں	شبیر احمد خاں غوری	''معارف'' اعظم گڑھ، جون ۱۹۶۵
اقبال کا تصورِ عشق	غلام عمر خاں	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جولائی - اگست ۱۹۴۷
اقبال کا تصورِ عشق	غلام عمر خاں	''فکر و نظر'' علی گڑھ، جنوری ۱۹۶۴
اقبال کا تصورِ عقل و عشق	باقر مہدی	''اُردو ادب'' علی گڑھ، جنوری - مارچ ۱۹۵۳
اقبال کا تصورِ فن	یوسف حسین خاں	''بصیرت'' لاہور، اقبال نمبر، ۲۳ اپریل ۱۹۵۴
اقبال کا تصورِ مرگ	انور سدید	''شعر و حکمت'' حیدرآباد دکن، شمارہ ۴
اقبال کا تصورِ مزاح	اقبال احمد	''فروغ اُردو'' لکھنو، مارچ ۱۹۷۴
اقبال کا تصورِ وقت	سردار جعفری	''گفتگو'' بمبئی، مارچ - جون ۱۹۷۵
اقبال کا تعلیمی فلسفہ	علی احمد	'' ہندوستانی ادب '' حیدرآباد دکن، دسمبر ۱۹۵۰
اقبال کا جذبۂ مذہبیت	سعید احمد	''جوہر'' دہلی، اقبال نمبر، ۱۹۳۸

اقبال کا جہاں دوست	تارا چرن رستوگی	''ہماری زبان'' دہلی ، ۸ دسمبر ۱۹۷۴
اقبال کا حرفِ تمنا	یوسف سرمست	''شاخسار'' کٹک ، شمارہ ۳۷ ، ۳۸ ، ۱۹۷۱
اقبال کا حسنِ شاعری	غلام ربانی عزیز	''شاعر'' بمبئی ، جون ۱۹۷۱
اقبال کا ذہنی ارتقا	ابو ظفر عبدالواحد	''اُردو'' دلی ، اقبال نمبر ، اکتوبر ۱۹۳۸
اقبال کا ذہنی ارتقا	اسلوب احمد انصاری	''جامعہ'' دہلی ، فروری ۱۹۴۱
اقبال کا ذہنی ارتقا	آل احمد سرور	''علی گڑھ میگزین'' علی گڑھ ، اڈیٹر شہریار
اقبال کا ذہنی ارتقا	نیاز	''نگار'' لکھنو ، جنوری - فروری ۱۹۷۲
اقبال کا درِ عمل	حکیم محمد قیام الدین	''علی گڑھ'' اکتوبر - نومبر ۱۹۲۴
اقبال کا رنگِ تغزل	نیاز	''نگار'' لکھنو ، جنوری - فروری ۱۹۶۲
اقبال کا سنِ ولادت	عبدالحق	''تحریک'' دہلی ، مارچ ۱۹۷۳
اقبال کا شاعرانہ فلسفہ	ابو ظفر عبدالواحد	''سب رس'' حیدرآباد دکن ، اقبال نمبر ، جون ۱۹۳۸
اقبال کا شباب	حسینی شاہد	''سب رس'' حیدرآباد دکن ، ستمبر ۱۹۴۴
اقبال کا شعر	میر محمد علی خاں میکش	'' ہندوستانی ادب '' حیدر آباد دکن ، جون ۱۹۴۱
اقبال کا شعری اسلوب	منظر عباس نقوی	''اُردو ادب'' علی گڑھ ، شمارہ ۱ ، ۱۹۷۲
اقبال کا فقر	محمد سراج	''آج کل'' دہلی ، یکم اگست ۱۹۴۵

اقبال کا فکری ارتقا	محمد عبدالعلیم خاں	''نگار'' رام پور ، اپریل ۱۹۶۳
اقبال کا فلسفہ	شیو مورتی تیواری	''آج کل'' دہلی ، اکتوبر ۱۹۵۵
اقبال کا فلسفۂ تعلیم	عائشہ بلقیس	''علی گڑھ میگزین'' علی گڑھ ، مارچ ۱۹۴۲
اقبال کا فلسفۂ تعلیم	عبدالحفیظ علوی	''ہندوستانی ادب'' حیدرآباد دکن ، اپریل ۱۹۴۶
اقبال کا فلسفۂ جہاد	ظفر احمد صدیقی	''علی گڑھ میگزین'' علی گڑھ ، اقبال نمبر ، اپریل ۱۹۳۸
اقبال کا فلسفۂ جہد و عمل	گوپال متل	''ماحول'' نمبر ۲ ، ۳ ، ۱۹۵۰
اقبال کا فلسفۂ حیات	برکت علی فراق	''جامعہ'' دہلی ، مارچ ۱۹۳۷
اقبال کا فلسفۂ حیات	قیسی رامپوری	''ادیب'' علی گڑھ ، اگست ۱۹۴۲
اقبال کا فلسفۂ حیات و ممات	ایچ - ایم - شیخ	''تہذیب الکلام'' ناگپور
اقبال کا فلسفۂ خودی	میر ولی الدین	''برہان'' دہلی ، اپریل - مئی ۱۹۴۴
اقبال کا فلسفۂ خودی	عبدالسلام ندوی	''معارف'' اعظم گڑھ ، اپریل تا نومبر ۱۹۴۷
اقبال کا فلسفۂ خودی	نیاز فتح پوری	''نگار'' لکھنو ، مئی ۱۹۵۲
اقبال کا فلسفۂ خودی	نیاز فتح پوری	''فکر و نظر'' علی گڑھ ، اپریل ۱۹۶۱
اقبال کا فلسفۂ خودی	نیاز فتح پوری	''نگار'' لکھنو ، جنوری - فروری ۱۹۶۲
اقبال کا فلسفۂ خودی	عمر حیات خاں غوری	''نوائے سفینہ'' بھوپال ، اپریل ۱۹۶۴

اقبال کا فلسفۂ خودی	مناظر عاشق ہرگانوی	”فروغ اُردو“ لکھنو، جولائی ۱۹۶۶
اقبال کا فلسفۂ خودی اور اوپنشند	سید مجیب الرحمٰن	”ہماری زبان“ علی گڑھ، ۱۸ اپریل ۱۹۶۲
اقبال کا فلسفۂ خودی اور تصورِ خودی	فضل حمید	”فکر و نظر“ علی گڑھ، دسمبر ۱۹۶۷
اقبال کا فلسفۂ خودی اور فلاسفۂ مغرب	مظفر شاہ خاں	”برہان“ دہلی، اکتوبر ۱۹۵۱
اقبال کے فلسفۂ خودی کے چند بنیادی نکات	شمسی طہرانی	”تحریک“ دہلی، اکتوبر ۱۹۷۲
اقبال کا فلسفۂ زندگی	اوصاف احمد	”ادیب“ علی گڑھ، نصاب نمبر، اگست ۱۹۶۲
اقبال کا فلسفۂ زندگی و عمل	عبدالحمید زبیری	”جوہر“ دہلی، ۱۹۳۸
اقبال کا فلسفۂ عشق	شیخ حسین صابر	”ہمایوں“ لاہور، مارچ ۱۹۴۶
اقبال کا فلسفۂ غم	وارث علی شاہ خاں	”سوغات“ بنگلور، جون ۱۹۵۷
اقبال کا فلسفۂ موت	سید نعیم الدین	”ادیب“ دہلی، فروری ۱۹۴۴
اقبال کا فن	عبدالمغنی	”نقوش“، مارچ ۱۹۶۳ ”صدف“ گیا، جولائی ۱۹۶۳
اقبال کا فوق البشر	مرزا صفدر علی	”معارف“ اعظم گڑھ، اکتوبر ۱۹۵۷
اقبال کا مقام	سید عابد حسین	”جامعہ“ دہلی، اپریل ۱۹۲۷
اقبال کامل کا وجودی انسان کامل	شباب جعفری	”شاعر“ بمبئی، مئی - جون ۱۹۷۴
اقبال کا نظریۂ ارتقا	راجندر ناتھ شیدا	”نگار“ لکھنو، اپریل ۱۹۵۰

اقبال کا نظریۂ خودی	سید ذوالفقار علی رضوی ندیم	''اُردو'' دلّی ، اکتوبر ۱۹۴۰
اقبال کا نظریۂ خودی و بے خودی	فہمیدہ کبیر	''برہان'' دہلی ، اکتوبر ۱۹۶۸
اقبال کا نظریۂ تعلیم	طلحہ رضوی برق	''شاعر'' بمبئی ، اگست ۱۹۵۹
اقبال کا نظریۂ زندگی	آغا کامل رزمی	''نیا دور'' لکھنو ، دسمبر ۱۹۷۳
اقبال کا نظریۂ شاعری	نورالحسن ہاشمی	''فروغ اُردو'' لکھنو ، ستمبر ۱۹۵۴
اقبال کا نظریۂ شاعری	خواجہ احمد فاروقی	''برہان'' دہلی ، مارچ ۱۹۵۰
اقبال کا نظریۂ شاعری	محمد بدیع الزمان	''شاعر'' بمبئی ، اپریل ۱۹۶۹
اقبال کا نظریۂ شعر	شوکت سبزواری	''آج کل'' دہلی ، دسمبر ۱۹۵۴
اقبال کا نظریۂ شعر	شوکت تھانوی	''آج کل'' دہلی ، جنوری ۱۹۵۵
اقبال کا نظریۂ شعر و ادب	طیب عثمانی ندوی	''دانش'' رام پور ، دسمبر ۱۹۵۸
اقبال کا نظریۂ شعر و شاعری	سلمیٰ بیگم	''آج کل'' دہلی، یکم جون ۱۹۴۳
اقبال کا نظریۂ عورت کے متعلق	ریاض فاطمہ	''علی گڑھ میگزین'' علی گڑھ ، مارچ ۱۹۴۲
اقبال کا نظریۂ فن	رفیع اللہ عنایتی	''شاہراہ'' دہلی ، جون ۱۹۵۵
اقبال کا نظریۂ فن	نظام الدین روحی	''شاعر'' بمبئی ، خاص نمبر ۱۹۵۸
اقبال کا نظریۂ فن	کلیم الدین احمد	''مہر نیم روز'' کراچی ، اپریل ۱۹۵۹

اقبال کا نظریۂ فن	طاہر فاروقی	''ہندوستانی ادب'' حیدرآباد دکن، جنوری - مارچ ۱۹۶۶
اقبال کا نظریۂ فن	وقار عظیم	''صبح نو'' پٹنہ، مئی ۱۹۷۳
اقبال کا نوجوان	نورالحسن ہاشمی	''جامعہ'' دہلی، اپریل - مئی ۱۹۳۹
اقبال کا نوجوان کو پیغام	کلراج پرشاد	''سب رس''حیدرآباد دکن، جون ۱۹۳۸
اقبال کن کن لوگوں سے متاثر ہوئے	تہذیب الحسن	''صبح نو''پٹنہ یونیورسٹی، مارچ - اپریل ۱۹۵۴
اقبال کی اُردو شاعری پر نظر	سید محمد حسین	''جوہر'' دہلی، اقبال نمبر، ۱۹۳۸
اقبال کی اُردو غزلیں	نجم الدین نقوی	''نیا دور'' لکھنو، دسمبر ۱۹۷۳
اقبال کی الٰہیات کا مجمل خاکہ	عبدالسلام خاں رام پوری	''پیغام حق'' لاہور، جولائی ۱۹۴۱
اقبال کی انسان دوستی	خواجہ غلام السیدین	''جامعہ'' دہلی، اپریل ۱۹۶۱
اقبال کی ایک پرانی غزل	محمد بشیر الحق دسنوی	''آج کل'' دہلی، یکم مئی ۱۹۴۵
اقبال کی ایک غزل	نادم سیتاپوری	''ہماری زبان'' علی گڑھ، یکم نومبر ۱۹۶۶
اقبال کی ایک نظم	محمد افضل ملک	''ہماری زبان'' علی گڑھ، ۱۵ جنوری ۱۹۷۵ ''صبح ادب'' لکھنو، نومبر، دسمبر ۱۹۷۵
اقبال کی ایک نظم ''ماہِ نو''	عبدالقوی دسنوی	''ہماری زبان'' علی گڑھ، یکم ستمبر ۱۹۵۸

اقبال کی ایک نظم پر بحث	عابد رضا بیدار	''جامعہ'' دہلی ، اپریل ۱۹۶۲
اقبال کی بلند نظری	جیوندر سنگھ	''آواز'' دہلی ، ۱ تا ۱۵ جنوری ۱۹۷۶
اقبال کی تعلیم	سید ظفرالحسن	''علی گڑھ میگزین'' علی گڑھ ، اقبال نمبر ، اپریل ۱۹۳۸
اقبال کی تعلیم	محمد عرفان ندوی	''جوہر'' دہلی ، اقبال نمبر ، ۱۹۳۸
اقبال کی تعلیمات پر ایک نظر	شاہ معین الدین احمد	''معارف'' اعظم گڑھ ، اکتوبر - نومبر - دسمبر ۱۹۷۱ ، جنوری ۱۹۷۲
اقبال کی تین نظمیں	عبدالقوی دسنوی	''مہر نیمروز'' کراچی ، مئی - اگست ۱۹۵۸
اقبال کی چند سطریں	نادم سیتاپوری	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ اگست ۱۹۶۴
اقبال کی چند غزلیں	عبدالقوی دسنوی	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ اپریل ۱۹۵۹
اقبال کی حسن کاری	محمد اکبر	''سب رس'' حیدرآباد دکن ، جون ۱۹۳۸
اقبال کی حیاتِ معاشقہ	محمد عظیم فیروز آبادی	''نگار'' لکھنو ، جنوری - فروری ۱۹۶۲
اقبال کی دو پرانی غزلیں	بشیرالحق دسنوی	''آج کل'' دہلی ، ۱۵ جولائی ۱۹۴۴
اقبال کی دو غزلیں	عبدالقوی دسنوی	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۱۵ جولائی ۱۹۵۹
اقبال کی ریاست	عبدالسلام خاں	''معارف'' اعظم گڑھ ، اکتوبر ، نومبر ۱۹۵۴
اقبال کی زندگی کا خاکہ	نیاز	''نگار'' لکھنو ، جنوری - فروری ۱۹۶۲

اقبال کی سیرت کے چند پہلو	خلیفہ عبدالحکیم	''تحریک'' دہلی ، مئی ۱۹۵۶
اقبال کی شاعری	جگن ناتھ آزاد	''نگار'' لکھنو ، جنوری - فروری ۱۹۶۲
اقبال کی شاعری	محسن انصاری	''ادیب'' علی گڑھ ، جنوری ۱۹۶۲
اقبال کی شاعری	جگن ناتھ آزاد	''شب خون'' الہ آباد ، مارچ ۱۹۷۰
اقبال کی شاعری اور انقلاب روس	احتشام حسین	''ثقافت'' لاہور ، اگست ۱۹۶۵
اقبال کی شاعری اور شخصیت	محمد عزیز	''ادیب'' علی گڑھ ، دسمبر ۱۹۵۹
اقبال کی شاعری پر ایک نظر	ایک طالب علم	''فروغ اُردو'' لکھنو ، اپریل ۱۹۶۰
اقبال کی شاعری پر دیو جانس کی ایک نظر	عبدالمالک آروی	''ندیم'' گیا ، بہار نمبر ، ۱۹۴۰
اقبال کی شاعری پر کچھ خیالات	انعام الرحمٰن خاں	''زندگی'' رام پور ، جون ۱۹۶۴
اقبال کی شاعری، عملی نقطۂ نظر سے	احتشام حسین	''نگار'' لکھنو، اقبال نمبر، جنوری ۱۹۶۲
اقبال کی شاعری کا آخری دور	عبدالقادر سروری	''سب رس''حیدرآباددکن، جون ۱۹۳۸
اقبال کی شاعری کا اہم پہلو	سراج الدین علی خاں	''سب رس''حیدرآباد دکن، جولائی ۱۹۴۳
اقبال کی شاعری کا مرکزی خیال	تنویر علوی	''ادیب'' علی گڑھ ، نصاب نمبر ، اگست ۱۹۶۲
اقبال کی شاعری کے بعض عملی پہلو	احتشام حسین	''نگار'' لکھنو ، جولائی ۱۹۵۲

اقبال کی شاعری کے تین دور	مبشر علی صدیقی	''نیرنگ خیال'' لاہور، ۱۹۳۲
اقبال کی شاعری میں انسان کا تصور اور اس کا مقام	نظیر صدیقی	''ہماری زبان'' دہلی، ۱۵ جنوری ۱۹۷۵
اقبال کی شاعری میں سیاست ظرافت کی لہریں	وزیر آغا	''تحریک'' دہلی، اقبال نمبر، جون ۱۹۶۷
اقبال کی شاعری میں گرونانک کا مقام	حفیظ ملک	''اسلام اور عصر جدید'' دہلی، اکتوبر ۱۹۶۹
اقبال کی شخصیت اور اس کا پیغام	قاضی عبدالحمید	''اُردو'' دہلی، اقبال نمبر، اکتوبر ۱۹۳۸
اقبال کی عصری معنویت	انور صدیقی	''جامعہ'' دہلی، اگست ۱۹۷۳
اقبال کی غزلیں	احتشام اختر	''سب رس'' حیدرآباد دکن، مئی ۱۹۷۲
اقبال کی فارسی شاعری	عبدالمغنی	''اُردو ادب'' علی گڑھ، شمارہ ۳، ۱۹۶۳
اقبال کی فارسی شاعری	جگن ناتھ آزاد	''شیرازہ'' سرینگر، شمارہ ۳، جلد ۱۰
اقبال کی فارسی شاعری	جگن ناتھ آزاد	''صبح ادب'' لکھنو، جنوری ۱۹۷۵
اقبال کی فارسی شاعری کا ترجمہ	سردار جعفری	''آج کل'' دہلی، دسمبر ۱۹۵۲
اقبال کی کہانی پر تبصرہ سے متاثر ہو کر	ظہیر الدین جامعی	''برہان'' دہلی، مئی ۱۹۵۳
اقبال کی گھریلو زندگی	محمد الیاس مسعود	''نگار'' لکھنو، جون ۱۹۶۲
اقبال کی مسجد قرطبہ	محسن انصاری	''دانش''، رام پور، جون ۱۹۶۰
اقبال کی مسجد قرطبہ	ناہید اقبال	''شاعر'' بمبئی، مارچ - اپریل ۱۹۶۱

اقبال کی مسجد قرطبہ	عمیق حنفی	''گفتگو'' بمبئی ، مارچ - جون ۱۹۷۵
اقبال کی معاشرتی فکر	اولاد احمد صدیقی	''آج کل'' دہلی ، جون ۱۹۷۴
اقبال کی منظر نگاری	—	''ادیب''علی گڑھ ، نصاب نمبر ، ۱۹۶۲
اقبال کی منظر نگاری	ملک اسمٰعیل حسن خاں	''شاعر'' بمبئی ، شمارہ ۵۰۴ ، ۱۹۶۵
اقبال کی نسبت میرے ذاتی تاثرات	جلال الدین اشک	''سب رس''حیدرآباد دکن، اقبال نمبر ، جون ۱۹۳۸
اقبال کی نظر میں عقل و عشق	زیڈ - اے - حسین	''ہمایوں'' لاہور ، دسمبر ۱۹۴۵
اقبال کی نعتیہ شاعری	وحید اللہ	''سب رس''حیدرآباد دکن، جون ۱۹۳۸
اقبال کی نعتیہ شاعری	وحید اللہ	''سب رس''حیدرآباد دکن، دسمبر ۱۹۴۹
اقبال کی نئی شاعری	آفتاب احمد صدیقی	''علی گڑھ میگزین'' علی گڑھ نمبر ، اپریل ۱۹۳۸
اقبال کی نیچرل شاعری	شیخ عبدالرحمٰن طارق	''ادب لطیف'' لاہور ، اپریل ۱۹۳۷
اقبال کی وطن پرستی	گرو چرن داس سکسینہ	''سب رس''حیدرآباد دکن، جون ۱۹۳۸
اقبال کی ہمہ گیری	جہاں بانو نقوی	''آج کل'' دہلی، ۱۵ مارچ ۱۹۴۷
اقبال کی ہندی مہا پرشوں سے عقیدتمندی	شیخ حبیب اللہ	''فروغ اُردو'' لکھنو ، جولائی ، اگست ، ستمبر ۱۹۷۲
اقبال کی یاد	اداریہ	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ اپریل ۱۹۶۶

اقبال کی یاد میں	اداریہ	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ اپریل ۱۹۶۸
اقبال کی یاد میں	اداریہ	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ اپریل ۱۹۶۹
اقبال کی آخری دو سال	محمد عتیق صدیقی	''اُردو ادب'' علی گڑھ ، شمارہ ۱ ، ۱۹۶۲
اقبال کے اخلاقی تصورات	عبدالسلام خاں	''معارف'' اعظم گڑھ ، جنوری ۱۹۳۹
اقبال کے اشعار اور ان کا غلط استعمال	شاہد حسن صمد	''دیوار'' برنپور ، مارچ ۱۹۷۱
اقبال کے ایک شعر کی تفسیر	رشید میرٹھی	''ایشیا'' بمبئی ، ۲۸ اپریل ۱۹۶۰
اقبال کے بعد عالم اسلام کا تنہا مفکر	ویلفرڈ کینٹویل اسمتھ ــ ترجمہ عابد رضا بیدار	''تحریر'' دہلی ، سیدین نمبر ، جولائی ۱۹۷۳
اقبال کے کلام کا متن اور شرح	سید سلیمان ندوی	''جوہر'' دہلی ، اقبال نمبر، ۱۹۳۷
اقبال کے پیغام کی عالمگیری	خواجہ غلام السیدین	''آج کل'' دہلی ، دسمبر ۱۹۵٦
اقبال کے تصورِ خودی کے ماخذ	بشیر مخفی القادری	''معارف'' اعظم گڑھ ، ستمبر ۱۹۳۵
اقبال کے تصورِ شیطان کے ماخذ	جاوید اقبال	''تحریک'' دہلی، اقبال نمبر، جون ۱۹٦۷
اقبال کے کلام میں تضاد	بشیر مخفی القادری	''آج کل'' دہلی ، یکم و پندرہ اگست ۱۹۳٦
اقبال کے چار غیر مطبوعہ خطوط	محمود الٰہی	''نگار'' رامپور ، اپریل ۱۹٦۳
اقبال کے چند جواہر ریزے	خواجہ عبدالحمید	''معارف'' اعظم گڑھ ، اگست ۱۹۳۸

اقبال کے چند منظوم مکالمے اور کہانیاں	محمد معین الدین	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جون ۱۹۳۸
اقبال کے خطوط	آل احمد سرور	''اُردو'' دلّی، جنوری ۱۹۶۴
اقبال کے خطوط	رفیع الدین ہاشمی	''ہماری زبان'' دہلی، پندرہ جنوری ۱۹۷۵
اقبال کے خطوط عطیہ فیضی کے نام	—	''نگار'' لکھنو، جولائی ۱۹۵۰
اقبال کی ذہنی اُلجھن اور اس کے عناصر ترکیبی	راجندر ناتھ شیدا	''آج کل'' دہلی، مارچ ۱۹۵۰
اقبال کے سیاسی رجحانات	نیاز	''نگار'' لکھنو، جنوری - فروری ۱۹۶۲
اقبال کے شعر و فلسفہ کا پیام	اختر علی تلہری	''زمانہ'' کانپور، نومبر ۱۹۴۳
اقبال کے شعر و فلسفہ کا پیام	محمد شمس الدین فاروق	''زمانہ'' کانپور، اگست ۱۹۴۵
اقبال کے شاعرانہ تصوّرات	حافظ عبدالعلیم خاں	''ادیب'' علی گڑھ، ستمبر ۱۹۵۸
اقبال کے فلسفۂ خیر و شر پر ایک لمحۂ فکر	فضل الرحمٰن	''فکر و نظر'' علی گڑھ، مئی ۱۹۶۴
اقبال کے فلسفۂ میں تضاد و تفاوق	بشیر احمد ڈار	''ہماری زبان''، ۱۵ جون ۱۹۷۵
اقبال کے کچھ غیر مرتب نوادر	عابد رضا بیدار	''برہان'' دہلی، دسمبر ۱۹۶۰
اقبال کے کلام میں الفاظ کی طلسم آفرینی	محمد بدیع الزماں	''شاعر'' بمبئی، مئی - جون ۱۹۶۹
اقبال کے کلام میں رجائیت کا عنصر	لطیف النسا بیگم	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جون ۱۹۳۸
اقبال کے کلام میں عشق کا تخیل	ضیا احمد بدایونی	''علی گڑھ میگزین'' علی گڑھ، اقبال نمبر، اپریل ۱۹۳۸

اقبال کے کلام میں متصوفانہ لب و لہجہ	جگن ناتھ آزاد	''شاہراہ'' دہلی ، اپریل ۱۹۵۹
اقبال کے کلام میں ہندوستانیت	سلیمان اطہر جاوید	''سب رس'' حیدرآباد دکن، اپریل ۱۹۷۴
اقبال کے محبوب فارسی شاعر	سید عبداللہ	''اُردو'' دلّی ، جولائی ۱۹۶۳
اقبال کے نظریۂ خودی کا ارتقا	جعفر علی خاں اثر	''آج کل'' دہلی ، ۱۵ ستمبر ۱۹۴۵
اقبال کے نظریۂ خودی کا صحیح مفہوم	حکیم احمد شجاع	روز نامہ ''رہنمائے دکن'' اقبال نمبر ، ۴ جون ۱۹۷۳
اقبال کے نظریۂ فن کا مارکسی نظام	رفیع اللہ عنایتی	''شاہراہ'' دہلی ، جون ۱۹۵۵
اقبال کے یہاں ڈرامائی عنصر	صبیح احمد کمالی	''نگار'' لکھنو ، مئی ۱۹۵۳
اقبال کے یہاں ڈرامائی عنصر	صبیح احمد کمالی	''نگار'' لکھنو ، جنوری ، فروری ۱۹۶۲
اقبال مرحوم	ابوالحسن جوہر	''جلوۂ سخن'' مدراس ، اپریل ۱۹۳۸
اقبال میری نظر میں	لطیف حسین ادیب	''مصنف'' علی گڑھ ، اپریل - دسمبر ۱۹۴۷
اقبال میں تضاد ذہنی	محمد دین تاثیر	''آج کل'' دہلی ، یکم اپریل ۱۹۴۶
اقبال نامہ	صلاح الدین احمد	''ادبی دنیا'' لاہور ، نومبر ۱۹۴۴
اقبال نمایش	جگن ناتھ آزاد	''صبح ادب'' لکھنو ، جون - جولائی ۱۹۷۵
اقبال نے بچوں کے لیے کیا لکھا	ح - انصاری	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جون ۱۹۳۸

اقبال نے بچوں کی کیا خدمت کی	عبدالسلام اقبال	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جون ۱۹۳۸
اقبال و نیطشے	عشرت حسن انور	''معارف'' اعظم گڑھ ، جون ۱۹۵۱
اقبال اور رومی کا دین و عمرانی مقام	نذیر احمد کاشمیری	''برہان'' دہلی ، دسمبر ۱۹۶۰
اقبال و غالب کا تقابلی مطالعہ	فرمان فتح پوری	''نگار'' لکھنو ، جنوری - فروری ۱۹۶۲
اقبال ، یورپ اور قوم پرستی	رشید طارق	''کاروان'' لاہور، سالنامہ، ۱۹۲۳
اقبالیات	عبدالقوی دسنوی	''جامعہ'' دہلی ، جولائی ۱۹۶۶
اقبالیات ، تین نئی کتابیں	محمد یوسف الدین	''تحریک'' دہلی، اقبال نمبر، جون ۱۹۶۷
اکبر و اقبال	عبدالقادر سروری	''علی گڑھ میگزین'' علی گڑھ ، اکبر نمبر ، نمبر ۳ ، ۱۹۵۰
اکبر و اقبال	محمد جعفر شاہ پھلواروی	''سب رس'' حیدرآباد دکن، مارچ ۱۹۷۵
اکبر ، اقبال اور سرسید پر ایک نظر	صوفی نظیر احمد	''علی گڑھ میگزین'' علی گڑھ ، شمارہ ۲، ۱۹۵۷
ایک مردِ قلندر نے کیا رازِ خودی فاش	سید خلیل اللہ حسینی	''شعور'' حیدرآباد دکن ، ۱۱ مئی ۱۹۷۳
آل انڈیا اقبال سنٹینری کمیٹی کا قیام	آل احمد سرور	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، یکم مارچ ۱۹۷۴
انتقال کی خبر اور تفصیلات	اداریہ	''سب رس'' حیدرآباد دکن، اقبال نمبر ، جون ۱۹۳۸
انسان دوست اقبال	محمود علی	"سب رس" حیدرآباد دکن، اقبال نمبر ، جون ۱۹۳۸
انسان فکرِ اقبال کے آئینہ میں	عبدالحق	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ مارچ ۱۹۷۶

انسانیت کے مدارجِ عالیہ اور اس کے نمونے — ڈاکٹر سر محمد اقبال کی نظر میں	تجمل حسین	"علی گڑھ میگزین" علی گڑھ ، اقبال نمبر ، اپریل ۱۹۳۸
آوازِ غیب (تشریح)	سید مستفیض الحسن	"الحسنات" رام پور ، نومبر ۱۹۷۴
اور آخر کیا ہے	سید مستفیض الحسن	"الحسنات" رام پور ، اکتوبر ۱۹۷۳
ای - ایم - فاسٹر اور ڈاکٹر اقبال	سید حامد حسین	"سب رس" حیدرآباد دکن ، جنوری ۱۹۷۴
ایک آفاقی شاعر (اقبال)	آل احمد سرور	"صبح نو" پٹنہ ، مئی ۱۹۶۹
ایک جوئے کہستان کی موج	عابد رضا بیدار	"صبا" حیدر آباد ، مارچ ۱۹۶۱
ایک گنجِ گرانمایہ کی تلاش	عبداللطیف	"تحریک" دہلی ، اقبال نمبر ، جون ۱۹۶۷
ایک نوجوان کے نام (تشریح کلامِ اقبال)	سید مستفیض الحسن	"الحسنات" رام پور ، مارچ ۱۹۷۵
بات پہ بات	محمد عبدالقادر مرداری البہاری	"شاعر" بمبئی ، جولائی ۱۹۵۱
بڑے معرکے زندہ قوموں نے مارے (تشریح)	سید مستفیض الحسن	"الحسنات" رام پور ، فروری ۱۹۷۵
بزمِ اقبال	قطب الدین بختیار	"برہان" دہلی ، اپریل ۱۹۷۳
بلبلِ تنہا	محمد عاقل	"جوہر" دہلی ، اقبال نمبر ، ۱۹۳۸
بہ یادِ اقبال	گوپال متل	"تحریک" دہلی ، جون ۱۹۷۴
پاکستان میں علامہ اقبال پر تعمیری کام نہیں کیا گیا	—	"بہار کی خبریں" پٹنہ ، یکم جون ۱۹۷۴

عنوان	مصنف	ماخذ
پس چہ باید کرد	سید نواب علی	''جوہر'' دہلی، اقبال نمبر، ۱۹۳۸
پیامِ اقبال	رشید احمد صدیقی	''سہیل'' علی گڑھ ، جنوری - اپریل ۱۹۲۶
پیامِ اقبال	—	''طلوع اسلام'' ، دہلی ، مئی ۱۹۳۹
پیامِ اقبال	ام - شکیل احمد صدیقی	''فروغ اُردو'' لکھنو ، اپریل ۱۹۶۳
پیامِ حق	یوسف رضا بدایونی	''علی گڑھ میگزین'' علی گڑھ ، اقبال نمبر ، اپریل ۱۹۳۸
پیامِ مشرق	سید سلیمان ندوی	''معارف'' اعظم گڑھ ، مئی ۱۹۲۳
پیامِ مشرق	—	''جامعہ'' دہلی ، ستمبر ۱۹۲۳
پیامِ مشرق	رضیہ اکبر	''صبا'' حیدر آباد دکن ، فروری ۱۹۶۲
پیغام گو شعراء	شکیلہ غالب ملیح آبادی	''فروغ اُردو'' لکھنو ، اکتوبر ، نومبر - دسمبر ۱۹۵۸
تبصرۂ پیامِ مشرق مصنفہ ڈاکٹر سر محمد اقبال از رینالڈ نکلسن	ترجمہ محمد حبیب اللہ رشدی	''مجملہ عثمانیہ'' حیدر آباد دکن ، جلد ۲ ، شمارہ ۳ - ۴ ، دسمبر ۱۹۲۸ ، مارچ ۱۹۲۹
تسامحاتِ اقبال	ایچ - ایم - ضیاالدین شمسی طہرانی	''تحریک'' دہلی ، جون ۱۹۶۷
تصوّرات اقبال کا سرسری جائزہ	کریم اللہ پالوی	''نگار'' لکھنو ، جنوری ، فروری ۱۹۶۲
تصوّف اور اقبال	ضیاء الرحمٰن	''نگار'' لکھنو ، جون ۱۹۵۹
تعلیمی فلسفہ اور اقبال	پروین رخسانہ فاروقی	روزنامہ ''رہنمائے دکن'' حیدرآباد دکن ، ۱۱ جون ۱۹۷۳

تلمیحات اقبال کا ایک جائزہ	اکبر حسین قریشی	''برہان'' دہلی ، دسمبر ۱۹۶۱
تلوک چند محروم پر اقبال کا مضمون ''تلوک چند محروم''	جگن ناتھ آزاد	''برہان'' دہلی ، دسمبر ۱۹۶۰
تماشائے اہلِ ہنر	ادارہ	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۱۵ نومبر ۱۹۶۲
تمہید	محمد ابواللیث صدیقی	''علی گڑھ میگزین'' علی گڑھ ، اقبال نمبر ، اپریل ۱۹۳۸
تو اے اسیر مکاں لا مکاں سے دور نہیں	سید مستفیض الحسن	''الحسنات'' رام پور ، جون ۱۹۷۳
توحید ، قرآن اور اقبال	فیض زبیری	''اشارہ''
جاوید نامہ	جگن ناتھ آزاد	''شب خون'' الہ آباد ، اکتوبر ۔ نومبر ۔ دسمبر ۱۹۷۵
جاوید نامہ اور اس کے پیشرو	صبیح احمد کمالی	''علی گڑھ میگزین'' علی گڑھ ، ۱۹۳۶
جاوید نامہ کے کردار	جگن ناتھ آزاد	''معارف'' اعظم گڑھ ، دسمبر ۱۹۷۵
جاوید نامہ ۔ ایک نظر	جگن ناتھ آزاد	''آج کل'' دہلی ، مارچ ۱۹۷۵
جبریل اور ابلیس ، ایک مطالعہ	مس شاہدہ حئی جیجوی	''سب رس'' حیدرآباد دکن، اپریل ۱۹۷۴
جبریلِ مشرق	آل احمد سرور	''سہیل'' علی گڑھ ، جنوری ۱۹۳۶
جدید مملکت پر اقبال کی تنقید	یوسف حسین خاں	''طلوع اسلام'' دہلی ، مارچ ۱۹۴۱ ''طلوع اسلام'' کراچی ، مئی ۱۹۴۹
جرمن کا رسالہ اسلامیکا اور اقبال	سید سلیمان ندوی	''معارف'' اعظم گڑھ ، دسمبر ۱۹۲۵

جگن ناتھ آزاد اور علامہ اقبال	شیخ حبیب اللہ	''صبح اُمید'' بمبئی، اگست ۱۹۷۴
جوابِ شکوۂ اقبال (منظوم) از حضرت ذوالجلال	سید محمد فضل رب	''صوفی'' پنڈی بہاءالدین، گجرات، مارچ ۱۹۱۳
جوابِ شکوہ (منظوم)	صاحبزادہ مصطفیٰ خاں	''صوفی'' پنڈی بہاءالدین، گجرات، مارچ ۱۹۱۳
جوئے کہستاں کی موج رواں	عابد رضا بیدار	''برہان'' دہلی، دسمبر ۱۹۶۰
حب الوطنی اور اتحاد، اقبال کی شاعری میں	صالحہ عابد حسین	''نیا دور'' لکھنو، دسمبر ۱۹۶۳
حدیثِ خلوتیاں جذبہ رمز و ایمانیست	سید احمد شمیم	''بہار کی خبریں''، پٹنہ، ۱۶ جون ۱۹۷۴
حدیثِ عالم، اقبال کی نظر میں	نعمت اللہ خاں	''اُردو ادب'' علی گڑھ، شمارہ ۳، ۱۹۶۷
حذف و اصلاح، اقبال کے کلام میں	عبدالقوی دسنوی	''کاروان ادب'' بمبئی، ۱۹۵۸-۱۹۵۹
حرفِ تمنا	نذیر محمد خاں	''صبا'' حیدر آباد دکن، جنوری - مارچ ۱۹۶۷
حضرت اقبال کا ایک غیرمطبوعہ قطعہ	محمد عمر (نور الٰہی)	''آج کل'' دہلی، یکم اکتوبر ۱۹۴۵
حضرت شیخ الاسلام اور ڈاکٹر اقبال	حکیم فضل الرحمٰن سواتی	''غزل'' بنگلور، مارچ ۱۹۵۸
حضرت علامہ انور شاہ اور ڈاکٹر اقبال	محمد انوری لائل پوری	''دارالعلوم'' دیو بند، جنوری ۱۹۵۲
حفیظ اور اختر شیرانی کی شاعری—اقبال کے مطالعہ کے روشنی میں	محمود ہاشمی	''آج کل'' دہلی، ۱۵ جنوری - یکم فروری ۱۹۴۴
حیاتِ اقبال	شیخ رحیم الدین	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جون ۱۹۳۸

حیاتِ اقبال کا سبق	ابوالاعلیٰ مودودی	"جوہر" دہلی، اقبال نمبر، ۱۹۳۸
حیدرآباد میں یومِ اقبال (تمہید)	حمیدالدین شاہد	"سب رس" حیدر آباد دکن، اقبال نمبر، جون ۱۹۳۸
خضر راہ	محمد اسمٰعیل	"جوہر" دہلی، اقبال نمبر، ۱۹۳۸
خطبۂ صدارت یومِ اقبال	رشید احمد صدیقی	"نگار" رام پور، اپریل ۱۹۶۳
خطوطِ اقبال	مرزا محمد بشیر	"عالمگیر" لاہور، ستمبر ۱۹۴۱
خلد آشیاں بھوپالی	سعید احمد بریلوی	"جوہر" دہلی، اقبال نمبر، ۱۹۳۸
خودی اور اقبال	بشیر احمد انصاری	"جوہر" دہلی، اقبال نمبر، ۱۹۳۸
خودی اور معاشرہ—اقبال کا نقطۂ نظر	غلام عمر خاں	"تحریک" دہلی، جون ۱۹۶۷
ڈاکٹر اقبال	محمد مجیب	"جوہر" دہلی، اقبال نمبر، ۱۹۳۸
ڈاکٹر اقبال	باسدیو سنگھ	"زمانہ" کانپور، جولائی تا دسمبر ۱۹۳۹
ڈاکٹر اقبال اور رموزِ بے خودی	شیخ عبداللطیف تپش	"نقاد" آگرہ مئی، ۱۹۱۹
ڈاکٹر اقبال اور روح و جسم کا اتحاد	محمد اسلم سلیم	"معارف" اعظم گڑھ، جون ۱۹۴۷
ڈاکٹر اقبال اور سلیمان ندوی	سید سخی احمد ہاشمی	"سب رس" حیدر آباد دکن، ستمبر ۱۹۶۷
ڈاکٹر اقبال، قومی مصلح کی حیثیت میں	تاج بیگم	"علی گڑھ میگزین" علی گڑھ، اقبال نمبر، اپریل ۱۹۳۸

ڈاکٹر اقبال کا انسان کامل	تشنہ عمری	''جمال'' مالیگاؤں ، نومبر ۱۹۶۱
ڈاکٹر اقبال کے چند اساسی پہلو	عبدالحق	''نوائے ادب'' بمبئی ، ۱۵ جنوری ۱۹۴۷
ڈاکٹر اقبال کی آرزو	محمود زماں خاں	''معارف'' اعظم گڑھ ، مئی ۱۹۲۸
ڈاکٹر اقبال کی اسرار خودی کا انگریزی ترجمہ	سید سلیمان ندوی	''معارف'' اعظم گڑھ ، مارچ ۱۹۲۱
ڈاکٹر اقبال کی ریڈریں	نادم سیتاپوری	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، مارچ ۱۹۶۵
ڈاکٹر اقبال مرحوم	محمد مجیب	''جامعہ'' دہلی ، جون ۱۹۳۸
ڈاکٹر محمد اقبال کی تنقیدات و ترجیعات	حکیم فضل الرحمٰن سواتی	''برہان'' دہلی ، اگست ۱۹۶۴
ذوق اور اقبال	انصار اللہ نظر	''نیا دور'' لکھنو ، جولائی ۱۹۶۳
ذکرِ اقبال	نیاز فتح پوری	''نگار'' لکھنو ، سالنامہ ، جنوری ۱۹۶۰
رباعی اور اقبال	مجنوں گورکھپوری محمود الٰہی زخمی	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ مارچ ، ۲۲ اپریل بکم مئی ، ۸ جون ، ۸ جولائی ۱۹۶۰
رموزِ بے خودی	سید سلیمان ندوی	''معارف'' اعظم گڑھ ، اپریل ۱۹۱۸
روحِ اقبال دیکھ	صاحبزادہ بشیر مخفی القادری	''شاعر'' آگرہ ، جولائی ۱۹۴۷
رومی ، نطشے اور اقبال	خلیفہ عبدالحکیم	''اُردو'' دلّی ، اقبال نمبر ، اکتوبر ۱۹۳۸
زمانۂ حاضر کا انسان اور اقبال	میر ولی الدین	''معارف'' اعظم گڑھ ، جون ۱۹۴۵

زندہ جاوید	معین بیگ	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جون ۱۹۳۸
زیارتِ مدینہ اور اقبال	غلام دستگیر نامی	''عالمگیر'' لاہور ، اگست ۱۹۴۱
ساقی نامہ	مسعود حسین	''جوہر'' دہلی، اقبال نمبر، ۱۹۳۸
ساقی نامہ	عبدالرزاق قریشی	''معارف'' اعظم گڑھ ، مئی ۱۹۶۵
سائنس کی بے خدائیت اور اقبال کا جہاد	رفیع الدین	''صدق جدید'' لکھنو ، ۲۰ مارچ ، ۱۹۷۰
سر اقبال دے نال میل	حامد علی خاں	''ہمایوں'' لاہور ، اگست ۱۹۳۸
سر شیخ محمد اقبال اور ان کی شاعری	ظہیرالدین احمد قریشی	''یادگار'' لاہور ، اگست ۱۹۳۳
سر محمد اقبال (انگریزی)	سر ای - ڈینسن راس	''اُردو'' دلّی ، اقبال نمبر، اکتوبر ۱۹۳۸
سر محمد اقبال	ابوالحسن	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جون ۱۹۳۸
شاعر (تشریح)	سید مستفیض الحسن	''الحسنات'' رام پور ، اپریل ۱۹۷۴
شاعر ، اقبال کی نظر میں	شیخ عبداللطیف صدیقی	''اُردو'' دلّی ، اکتوبر ۱۹۴۲
شاعرِ حکمت شناس	مہندر راج سکسینہ	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جون ۱۹۳۸
شاعرِ مشرق	جی - اے - پرویز	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جون ۱۹۴۴
شاعرِ مشرق	عزیزالحسن خوشتہ اعظمی	''رگ سنگ'' کانپور ، جولائی ۱۹۷۵
شاعرِ مشرق اور فلسفۂ حیاتِ ملی	محمد یحییٰ	''جامعہ'' دہلی ، اگست ۱۹۳۶

شاعرِ مشرق اور نظریۂ وطنیت	حمید اختر آفندی	''کاروان ادب'' بمبئی ، جلد ۴ ، ۱۹۵۲
شاعرِ مشرق علامہ اقبال	ثریا محمود ندرت	''ساز'' کلکتہ ، جون ۱۹۶۳
شاعرِ مشرق علامہ اقبال اور ان کا سن ولادت	عبدالقوی دسنوی	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۸ مئی ۱۹۷۳
شاعرِ مشرق کی نظر میں نوجوان	عبدالمحی رضا دسنوی	''کاروان ادب'' بمبئی ، 1951
شذرات	اڈیٹر	''علی گڑھ میگزین'' علی گڑھ ، اقبال نمبر ، اپریل ۱۹۳۸
شذرات (علامہ اقبال کی وفات پر)	اڈیٹر	''جامعہ'' دہلی ، مئی ۱۹۳۸
شرحِ بالِ جبریل	عبدالستار عرشی	''آفاق'' نندیال ، جون ۱۹۴۷
شرحِ جاوید نامہ اقبال	صبغۃ اللہ بختیاری عمر آباد دکن	''پیغام حق'' لاہور ، جنوری - فروری ۱۹۴۲
شعرِ اقبال میں احتجاجی آہنگ	تارا چرن رستوگی	''شاعر'' بمبئی ، شمارہ ۱۰ - ۱۱ ، ۱۹۷۴
شعر و انتقاد سے متعلق اقبال کے نظریات	ڈاکٹر تارا چرن رستوگی	''شاعر'' بمبئی ، شمارہ ٦ ، ۱۹۷۵
شمع و پروانہ	سلامت اللہ خاں	''آج کل'' دہلی ، جولائی ۱۹۵۱
شیخ اکبر و اقبال	منشی انور حسن	''علی گڑھ میگزین'' علی گڑھ ، شمارہ ۱ ، ۱۹۵۹
صنف نازک اور حالی ، اقبال ، جوش	رشید احمد صدیقی	''تعمیرِ حیات'' لکھنؤ ، ۲۵ جولائی ۱۹۷۳
عشق ، اقبال کی نظر میں	شاہ حسین	''شاعر'' بمبئی ، جولائی ۱۹۷۳
عظمتِ انسانی پر اقبال کی دو نظمیں	سید ظاہر حسین	''شاعر'' بمبئی ، جنوری ۱۹۶۹

عظمت اقبال کی بنیادیں	احمد سجاد	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جون ۱۹۷۳
عظیم اور لازوال (ہمیر شیلڈ اور اقبال کی ڈائریوں کا انتخاب و ترجمہ)	عابد رضا بیدار	''اُردو ادب'' علی گڑھ ، ۱۹۶۷
عقل و عشق	سید محمد یوسف	''طلوع اسلام'' دہلی ، نومبر ۱۹۴۰
عقل اور عشق ، اقبال کی نظر میں	باقر مہدی	''آج کل'' دہلی ، مارچ ۱۹۵۴
عقل و عشق ، اقبال کی شاعری میں	سید عابد حسین	''جوہر'' دہلی، اقبال نمبر، ۱۹۳۸
عقل و عشق اقبال کی نظر میں	عنوان چشتی	''آگہی'' دہلی ، جولائی ۱۹۶۸
عقیدۂ توحید اور اقبال	نذیر الحق میرٹھی	''پیغامِ حق'' لاہور ، جولائی ۱۹۴۱
علامہ اقبال	سلیم پیشاوری	''گلدستہ'' مدراس ، فروری ۱۹۳۱
علامہ اقبال	احمد خان درانی	''ادیب'' دہلی ، دسمبر ۱۹۴۱
علامہ اقبال	عبدالرحمٰن	''صبح اُمید'' بمبئی ، مئی ۱۹۶۴
علامہ اقبال اور اسلامی ثقافت کے اصل الاصول کی ترجمانی	شبیر احمد خاں	''برہان'' دہلی ، جون ۱۹۷۳
علامہ اقبال اور ان کے حالاتِ زندگی	ایس ۔ ایم ۔ اقبال	روزنامہ ''رہنمائے دکن'' حیدرآباد دکن، اقبال نمبر ، ۴ جون ۱۹۷۳
علامہ اقبال اور ان کے شعری مجموعے	محمد شجاعت علی سندیلوی	روزنامہ ''رہنمائے دکن'' حیدرآباد دکن، اقبال نمبر، ۴ جون ۱۹۷۳

علامہ اقبال اور ان کی وطن دوستی	محمد یٰسین سہیل	''ادیب'' علی گڑھ ، ستمبر - اکتوبر ۱۹۶۳
علامہ اقبال "تمثالہ" زبان	شبیر احمد خاں غوری	''برہان'' دہلی ، دسمبر ۱۹۷۲ ، جنوری - فروری ۱۹۷۳
علامہ اقبال اور حیدر آباد	محی الدین قادری زور	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جولائی ۱۹۶۰
علامہ اقبال اور خاتمہ نبوت	سید نذیر نیازی	''طلوع اسلام'' دہلی ، اکتوبر ۱۹۳۶
علامہ اقبال اور فلسفۂ دہریت کی تجویز	شبیر احمد خاں غوری	''اُردو ادب'' علی گڑھ ، شمارہ ۱ ، ۱۹۶۵
علامہ اقبال اور مسئلۂ زماں	شبیر احمد خاں غوری	''معارف'' اعظم گڑھ ، جون - جولائی ۱۹۶۲
علامہ اقبال اور وطنیت	سید نجم اللہ نجم گیلانی	''ندیم'' گیا ، بہار نمبر ، جولائی - اگست ۱۹۳۳
علامہ اقبال اور ہندوستان	احمد ہمیش	''آئینہ'' بمبئی ، ۲۰ - ۳۰ اپریل ۱۹۶۵
علامہ اقبال اہلِ ایران کی نظر میں	حامد حسن قادری (آگرہ)	''عالمگیر'' لاہور ، دسمبر ۱۹۳۸
علامہ اقبال بحیثیت استاد	صالحتہ الکبریٰ عرشی	''نگار'' رام پور ، اپریل ۱۹۶۳
علامہ اقبال بحیثیت طنزیہ شاعر	عبدالنبی مدہوش	روزنامہ ''رہنمائے دکن'' اقبال نمبر، حیدرآباد دکن، ۴ جون ۱۹۷۲
علامہ اقبال بھوپال میں	عبدالقوی دسنوی	''مجلہ سیفیہ'' بھوپال ، ۱۹۶۶ - ۱۹۶۷
علامہ اقبال سے ایک مختصر ملاقات	تلوک چند محروم	''نقوش'' لاہور ، ستمبر ۱۹۶۷
علامہ اقبال سے چند ملاقاتیں	جی - سیٹھی	''تعمیر'' سری نگر ، جولائی ۱۹۶۱

عنوان	مصنف	ماخذ
علامہ اقبال کا ایک غیر مطبوعہ خط	اقبال	''شعور'' حیدر آباد دکن، ۱۱ مئی ۱۹۷۳
علامہ اقبال کا ایک گمنام ممدوح	عابد نظامی	''کتاب'' لکھنو، جنوری ۱۹۷۲
علامہ اقبال کا ایک نادر مکتوب	بشیرالحق دسنوی	''چٹان'' لاہور، ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۶
علامہ اقبال کا ایک منظوم خط	لطفی رضوانی	''عالمگیر''لاہور، ستمبر ۱۹۳۵
علامہ اقبال کا بھوپال سے رشتہ	عبدالقوی دسنوی تلخیص محمد عثمان	''محراب'' دہلی، نومبر ۱۹۷۱
علامہ اقبال کا فلسفہ	محمد عبدالقیوم خاں باقی	''جامعہ'' دہلی، نومبر ۱۹۳۱
علامہ اقبال کا فلسفہ	ایم - ایم - جوہر میرٹھی	''جامعہ'' دہلی، دسمبر ۱۹۳۱
علامہ اقبال کا فلسفہ	وزیر حسن	''جامعہ'' دہلی، دسمبر ۱۹۳۲
علامہ اقبال کا نظریۂ اجتہاد	سعید اکبر آبادی	''برہان'' دہلی، جنوری ۱۹۷۵
علامہ اقبال کے پسندیدہ اشعار	کرنل مجید (امروز لاہور)	''ہماری زبان'' علی گڑھ، یکم اگست ۱۹۶۳
صلامہ اقبال کے ساتھ چند لمحے	محمد الیاس	''سب رس''حیدرآباددکن، جون ۱۹۳۸
علامہ اقبال کے متضاد نظریے	میکش اکبر آبادی	''آج کل'' دہلی، یکم و پندرہ فروری ۱۹۳۶
علامہ اقبال کی آخری رات	حکیم محمد حسن قرشی	''شان ہند'' دہلی، مئی ۱۹۶۷
علامہ اقبال کی آخری علالت	سید نذیر نیازی	''اردو'' دلّی، اقبال نمبر، اکتوبر ۱۹۳۸

علامہ اقبال سے آخری ملاقات	جی۔ اے۔ پرویز	''طلوع اسلام'' دہلی، فروری ۱۹۳۹
علامہ اقبال کی آفاقیت	عقیل ہاشمی	''آب و آتش'' نظام آباد، اکتوبر ۱۹۷۳
علامہ اقبال کی ایک لازوال نظم	عبادت بریلوی	''جامعہ'' دہلی، اپریل ۱۹۶۱
علامہ اقبال کی برسی کے موقع پر لکھا گیا مختصر سوانح	عبدالحمید بوبیرے	''صبح اُمید'' ۱۹۶۶
علامہ اقبال کی پیش گوئیاں	شیخ حبیب اللہ	''فروغ اُردو'' لکھنو، جون ۱۹۷۴
علامہ اقبال کی داستانِ دکن	میر محمود حسن	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جولائی ۱۹۶۶ ''صبح اُمید'' بمبئی، اکتوبر ۱۹۶۶
علامہ اقبال کی شعر بخشی	ایم۔ آئی۔ ملک	''ہمایوں'' لاہور، مئی ۱۹۳۹
علامہ اقبال کی فکر میں وحدت یا تضاد	میکش اکبر آبادی	''آج کل'' دہلی، ۱۵ ستمبر، یکم اکتوبر ۱۹۴۶
علامہ اقبال مرحوم	حامد الانصاری	''جوہر'' دہلی، اقبال نمبر، ۱۹۳۸
علامہ اقبال کی صحبت	محمد حسین عرشی	''البیان'' امرتسر، دسمبر ۱۹۳۹
علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال	ادارہ	''زمانہ'' کانپور، مئی ۱۹۳۸
علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال	محمد احمد سبزواری	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جون ۱۹۳۸
عمل سے فارغ ہوا مسلمان (اقبالیات)	سید مستفیض الحسن	''الحسنات'' رام پور، جولائی ۱۹۷۴

عورت اقبال کی نظر میں	مسیح الزماں	''تنویر'' بمبئی ، اکتوبر - نومبر ۱۹۶۳
عورت اقبال کی نظر میں	صالحہ عابد حسین	''جامعہ'' دہلی ، جون ۱۹۶۸
عورت کے بارے میں شوپنہار ، اقبال اور جوش	اختر علی تلہری	''آج کل'' دہلی ، نومبر ۱۹۵۱
عورت کو اقبال کا پیغام	نصیر الدین ہاشمی	''عصمت'' دہلی ، جنوری ۱۹۵۰
غالب ، اقبال اور پروردگار	شیخ حبیب اللہ	''فروغ اُردو'' لکھنو ، دسمبر ۱۹۷۲
غالب ، اقبال اور روداد عشق	شیخ حبیب اللہ	''فروغ اُردو'' لکھنو ، مارچ ۱۹۷۲
غالب اور اقبال	فرمان فتح پوری	''نگار'' لکھنو ، دسمبر ۱۹۵۵
غالب اور اقبال	جگن ناتھ آزاد	''شیرازہ'' سرینگر ، جنوری - فروری - مارچ - اپریل ۱۹۶۹
غالب اور اقبال	جگن ناتھ آزاد	''فروغ اُردو'' لکھنو ، جنوری ۱۹۷۰ ''مورچہ'' گیا ، ۲۶ دسمبر ۱۹۷۰
غالب اور اقبال	جگن ناتھ آزاد	''نقوش'' لاہور ، غالب نمبر ۳ ، ۱۹۷۱
غالب اور اقبال	شیخ حبیب اللہ	''فروغ اُردو'' لکھنو ، جولائی تا ستمبر ۱۹۷۳
غالب بچشم اقبال	تارا چرن رستوگی	''نیا دور'' لکھنو ، ستمبر ۱۹۷۵
غالب و اقبال	مخمور اکبر آبادی	''قومی زبان'' کراچی ، غالب نمبر ، ۱۹۶۹

عنوان	مصنف	ماخذ
غزل اور اقبال	غلام سرور	''نگار'' لکھنو ، اگست ۱۹۵۰
غیر مسلم رہنمایان دین اقبال کی نظر میں	گیان چند جین	''کتاب'' لکھنو ، جولائی ۱۹۶۷
فرد اور جماعت کا رشتہ ، حکمتِ اقبال کی روشنی میں	الطاف جاوید	''فکر و نظر'' علی گڑھ ، اپریل - مئی ۱۹۶۶
فرسودۂ اقبال	ظفر احمد صدیقی (مترجم)	''تحریک'' دہلی ، اقبال نمبر ، جون ۱۹۶۷
فضائے بر شگال اور پروفیسر اقبال	سرور جہاں آبادی	''مخزن'' لاہور ، اگست ۱۹۰۶
فقیر خوشنوا — اقبال بحیثیت شاعر	سید فقیر حسین	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۱۵ اپریل ۱۹۷۶
فقیر سید وحید الدین مرحوم	سلیم تمنائی	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۸
فکرِ اقبال	طیب عثمانی	''اشارہ'' پٹنہ ، مئی ۱۹۶۰
فکرِ اقبال	اسلوب احمد	''فکر و نظر'' علی گڑھ ، جولائی ۱۹۶۰
فلسفۂ اقبال کا مرکزی خیال	شوکت سبزواری	''معارف'' اعظم گڑھ ، فروری ۱۹۴۶
فلسفۂ اقبال	اکرام الحق سلیم	''معارف'' اعظم گڑھ ، جنوری ۱۹۲۶
فلسفۂ اقبال میں راہِ حیات	یوسف حسین خاں	''نیرنگِ خیال'' لاہور ، نومبر ۱۹۳۸
قلندر اقبال	میکش اکبر آبادی	''تحریک''دہلی،اقبال نمبر، جون ۱۹۶۷
قوم کی بنیاد ، اقبال اور قوم کا تخیل	محمد ابواللیث صدیقی بدایونی	''علی گڑھ میگزین''علی گڑھ، اقبال نمبر، اپریل ۱۹۳۸

کچھ اقبال کے بارے میں	آل احمد سرور	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ اپریل ۱۹۷۱
کچھ قدر تو نے اپنی نہ جانی (تشریح)	سید مستفیض الحسن	''الحسنات'' ، رام پور ، جون ۱۹۷۴
کلامِ اقبال — بلبلِ ہندوستان	ای ۔ ایم ۔ فاسٹر	''معارف'' اعظم گڑھ ، مئی ۔ جون ۱۹۲۱
کلامِ اقبال پر تنقید	چکبست	''اُردوئے معلیٰ'' ، اپریل ۱۹۰۴
کلامِ اقبال کا سیاسی پس منظر	محمد یٰسین	''نگار'' لکھنو ، اکتوبر ۱۹٦۰
کلامِ اقبال کی اشاریت	عبدالمغنی	''صبح نو'' پٹنہ ، ستمبر ۔ اکتوبر ۱۹۷۲
کلامِ اقبال کی دقتیں اور ان کی تشریح کی ضرورت	سید عبداللہ	''معارف'' اعظم گڑھ ، مارچ ۔ اپریل ۱۹۴۴
کلامِ اقبال میں ڈرامہ کا عنصر	وزیر آغا	''ادیب'' علی گڑھ ، جنوری ۔ فروری ۱۹٦٦
کلامِ اقبال میں صوتی اہتمام	آسی ضیائی	''دانش'' رام پور ، نومبر ۱۹۵۸
کلامِ اقبال میں طنز و ظرافت	ناظر انصاری جلگانوی	''صبح نو'' پٹنہ ، مارچ ۱۹٦٦
کلامِ اقبال میں عورت کا درجہ	جگن ناتھ آزاد	''معارف'' اعظم گڑھ جولائی ۱۹۷۵
کلامِ اقبال میں عورت کا مقام	جگن ناتھ آزاد	''قومی راج'' بمبئی ۱٦ نومبر ۱۹۷٦
کلیاتِ اقبال	اکبر علی خاں	''نیا دور'' لکھنو ، مارچ ۱۹۵۹
کلیاتِ اقبال مرتبہ عبدالرزاق کے سلسلے میں اقبال کا ایک خط	نادم سیتاپوری	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، اگست ۱۹٦۰
کلیاتِ اقبال	تمکین کاظمی	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، دسمبر ۱۹٦۰

عنوان	مصنف	ماخذ
کھویا ہوا شاعر	عمر علی فاضل	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جون ۱۹۳۸
کیا بالِ جبریل اور زبورِ عجم کی غزلیات مسلسل ہے ؟	محمد عزیز حسن	''عصری ادب'' دہلی ، شمارہ ۲ ، ۱۹۷۱
کیا اقبال جدیدیت کے پیشرو تھے ؟	سید عبداللہ	''صبح ادب'' لکھنو ، فروری ۱۹۷۵
کیا اقبال فرقہ پرست شاعر ہے ؟	نجم الدین نقوی	''ادبی دنیا'' لاہور، نومبر ۱۹۴۲
کیا اقبال فرقہ پرست شاعر تھا ؟	معین الدین احمد ندوی	''معارف'' اعظم گڑھ ، جنوری - فروری ۱۹۵۰
کیا علامہ اقبال کارل مارکس کے ہم خیال تھے ؟	جوہر میرٹھی	''جامعہ'' دہلی ، جون ۱۹۴۱
گیتانجلی پر فلسفۂ حیرانی اور اقبال کا اثر	شیخ حبیب اللہ	''فروغ اُردو'' لکھنو ، جولائی - اگست ۱۹۷۵
لندن میں یومِ اقبال	انیس انور	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ جون ۱۹۶۱
ماتمِ اقبال	سید سلیمان ندوی	''معارف'' اعظم گڑھ ، مئی ۱۹۳۸
مثنوی اسرارِ خودی	نورالرحمٰن بچھرایونی	''نقاد'' آگرہ ، جنوری ۱۹۱۹
مثنوی اسرارِ خودی	اسلم جیراجپوری	''جوہر'' دہلی ، اقبال نمبر، ۱۹۳۸
مثنوی اسرارِ خودی کا انگریزی ترجمہ	سید سلیمان ندوی	''معارف'' اعظم گڑھ ، دسمبر ۱۹۲۰
مثنوی سرودِ بے خودی	عشرت حسن انور	''علی گڑھ میگزین'' علی گڑھ ، ۱۹۵۹
مثنویاتِ اقبال	مالک رام	''نیرنگِ خیال'' لاہور ، اقبال نمبر، ستمبر - اکتوبر ۱۹۳۲
مجاہد اقبال — بالِ جبریل اور ضربِ کلیم کی روشنی میں	مخدوم محی الدین	''سب رس'' حیدرآباد دکن، اقبال نمبر ، جون ۱۹۳۸

عنوان	مصنف	ماخذ
مجوزہ اقبال صد سالہ تقریبات	اداریہ	''ہماری زبان'' علی گڑھ، ۲۲ اپریل ۱۹۷۳
مجھے پسند ہے اقبال	بشیرالنسا بیگم بشیر	''شعور'' حیدرآباد دکن، ۱۱ مئی ۱۹۷۳
مختصر حیات اقبال	سید محمد حسین	''جوہر'' دہلی، اقبال نمبر، ۱۹۳۸
محمد اقبال کی شاعری	ایم ۔ آئی پرلگارینا	''اردو ادب'' شمارہ ۱، ۱۹۷۳
مرحوم اقبال کی یاد میں	محمد افتخارالحق	''ہمایوں'' لاہور، جون ۱۹۳۸
مزار اقبال	جگن ناتھ آزاد	''ہماری زبان'' علی گڑھ، ۸ دسمبر ۱۹۴۷
مسجد قرطبہ	احمد جمال	''ادیب'' علی گڑھ، دسمبر ۱۹۵۸
مسجد قرطبہ—ایک مطالعہ	اقبال احمد انصاری	''علی گڑھ میگزین'' علی گڑھ، حصہ دوم، ۱۹۵۵ - ۱۹۵۶
مسجد قرطبہ—ایک مطالعہ	اسلوب احمد انصاری	''ہماری زبان'' علی گڑھ، یکم مئی ۱۹۷۴
مسجد قرطبہ پر ایک نظر (نظم قرطبہ)	سلیمان دانش	''صبح نو'' پٹنہ، اکتوبر ۱۹۶۳
مسجد قرطبہ۔ ایک مطالعہ	ڈاکٹر ظہورالدین	''سب رس'' حیدرآباد، ستمبر ۱۹۷۵
مسلمانوں کی زندگی اور اقبال	میر ولی الدین	''برہان'' دہلی، مارچ ۱۹۴۴
مشرق کے مایہ ناز شاعر کی زندگی پر نظر	حبیب اللہ اوج	''سب رس'' حیدرآباد دکن، اقبال نمبر، جون ۱۹۳۸
مطالعات—ڈاکٹر اقبال کی ایک تنقید	نادم سیتاپوری	''ہماری زبان'' علی گڑھ، دسمبر ۱۹۶۴
مطالعۂ اقبال غلط زاویہ نگاہ سے	عبدالقیوم خاں باقی	''نگار'' لکھنو، جنوری - فروری ۱۹۶۲

مطالعۂ اقبال کے چند پہلو	اسلوب احمد انصاری	''شعر و حکمت'' حیدرآباد دکن، شمارہ (۶، ۷)
معاصر شعرا اقبال کی نظر میں	محمد عبداللہ قریشی	''سب رس'' حیدرآباد دکن، اکتوبر ۱۹۶۷
معمۂ اقبال	معین الدین احمد انصاری	''سب رس'' حیدرآباد دکن، اقبال نمبر، جون ۱۹۳۸
مقامِ اقبال	جی۔ اے۔ پرویز	''طلوعِ اسلام'' دہلی، اگست ۱۹۳۸
مقام عقل و عشق	خواجہ غلام السیدین	''جوہر'' دہلی، اقبال نمبر، ۱۹۳۸
مکاتیب سر اقبال بنام مولانا سید سلیمان ندوی	سر محمد اقبال	''معارف'' اعظم گڑھ، اپریل تا اکتوبر ۱۹۵۴، جنوری تا مارچ ۱۹۵۵
مکتوبِ اقبال بنام مولوی انشاء اللہ خاں	محمد بشیرالحق دسنوی	''آج کل'' دہلی، اکتوبر ۱۹۵۶
ملاحظات	نیاز فتح پوری	''نگار'' لکھنو، جنوری۔ فروری ۱۹۶۲
منصور اور اقبال کی خودی	ارج	''مورچہ'' گیا، ۲۲ جولائی و ۲۳ دسمبر ۱۹۷۲
موازنۂ اقبال و غالب	عبدالمغنی	''معارف'' اعظم گڑھ، اکتوبر۔ نومبر ۱۹۶۳
موت اور حیات، اقبال کے کلام میں	رضی الدین صدیقی	''اُردو'' دلّی، اکتوبر ۱۹۴۰
مولانا آزاد اور علامہ اقبال ایک دوسرے کی نظر میں	اختر بستوی	''نیا دور'' لکھنو، جولائی ۱۹۷۴
مومن کی بانگِ اذاں	عبدالملک	''جوہر'' دہلی، اقبال نمبر، ۱۹۳۸
مہاراجہ بہادر اور سر اقبال کے غیر مطبوعہ خطوط	اقبال	''سب رس'' حیدرآباد دکن، مئی ۱۹۴۱

میلادِ آدم	مترجم اسلم جیراجپوری	''طلوع اسلام'' دہلی، دسمبر ۱۹۳۸
نسب و وطن کا اسلامی تخیل بزبانِ اقبال	شیخ عطاء اللہ	''علی گڑھ میگزین'' علی گڑھ، اقبال نمبر، اپریل ۱۹۳۸
نقش و عکس	ایرج مرزا	''تحریک'' دہلی، اقبال نمبر جون ۱۹٦۷
نامور اقبال	سعیدہ مظہر عثمانیہ	''سب رس'' حیدرآباد دکن، اقبال نمبر، جون ۱۹۳۸
نامۂ اقبال بنام مولوی انشاء اللہ خاں	بشیرالحق دسنوی	''آج کل'' دہلی، دسمبر ۱۹۵٦
نامہ سرتیج بہادر	سر تیج بہادر	''اُردو'' دلّی، اقبال نمبر، اکتوبر ۱۹۳۸
نذرِ اقبال	بیگم جہاں بانو	''سب رس'' حیدرآباد دکن، اقبال نمبر، جون ۱۹۳۸
نذرِ اقبال	قدرت اللہ فاطمی	''فکر و نظر'' علی گڑھ، مئی ۱۹٦۴
نشاں یہی ہے - - - (تشریح)	سید مستفیض الحسن	''الحسنات'' رام پور، ستمبر ۱۹۷۴
نطشے اور اقبال	ممنون حسن خاں	''معیارِ ادب'' بھوپال، جون ۱۹۵۲
نظمِ اقبال پر ایک سرسری نظر	مشتاق علی خاں	''جامعہ'' دہلی، ستمبر ۱۹۳۸
نغمۂ ہادی الحجاز	عبدالوہاب عزام	''جوہر'' دہلی، اقبال نمبر، ۱۹۳۸
نقشِ غالب و اقبال	فکری سلطانپوری	''فروغ اُردو'' لکھنو، مئی - جولائی ۱۹٦۸
نکتۂ توحید اور اقبال	محمد بدیع الزماں	''رگ سنگ'' کانپور، جون ۱۹۷۳

نوجوان سے اقبال کا خطاب	کریم رضا	''شعور'' حیدرآباد دکن، اقبال نمبر، ۱۱ مئی ۱۹۷۳
نئے ادب کے محرکات	آل احمد سرور	''فروغ اُردو'' لکھنو، ستمبر ۱۹۶۴
نئی اُردو شاعری اور اقبال	تبسم کاشمیری	''صبح ادب'' لکھنو، مئی ۱۹۷۵
نیا معیارِ شاعری اور اقبال	م - ب - احمد	''زمانہ'' کانپور، ستمبر ۱۹۴۸
نٹشے، رومی اور اقبال	عبدالماجد دریا بادی	''صدق جدید'' لکھنو، ۲۴ اپریل ۱۹۶۴
		''نقوش'' لاہور، نومبر ۱۹۶۴
ہے عجب مجموعۂ اضداد اے اقبال تو	مسعود حسین	''آج کل'' دہلی، ستمبر ۱۹۵۴
یادِ اقبال	سید نواب علی	''جوہر'' دہلی، اقبال نمبر، ۱۹۳۸
یادِ اقبال	صغرا ہمایوں	''سب رس'' حیدرآباد دکن، اقبال نمبر، جون ۱۹۳۸
یادِ اقبال	رشید احمد صدیقی	''سب رس'' حیدرآباد دکن، اقبال نمبر، جون ۱۹۳۸
یومِ اقبال	اسلم جیراجپوری	''جامعہ'' دہلی، فروری ۱۹۳۸
یومِ اقبال	نظام الدین گوریکر	''کاروان ادب'' بمبئی، جلد ۴، ۱۹۵۲
یومِ اقبال کی تقاریب	انیس انور	''ہماری زبان'' علی گڑھ، ۲۲ مئی ۱۹۶۸
یومِ اقبال و محفل مشاعرہ	—	''ہماری زبان'' علی گڑھ، یکم اپریل ۱۹۶۴
یہ ہیں علامہ اقبال	شیخ حبیب اللہ	''فروغ اُردو'' لکھنو، جون ۱۹۷۳

ـــیٹس ، اقبال اور ایلیٹ	شمس الرحمٰن فاروقی	''شب خون'' الہ آباد ، نمبر ۸۴ ، مئی ۱۹۷۳

(۲) کتابوں میں

ابلیس کی مجلسِ شوریٰ	ابوالحسن علی ندوی	نقوشِ اقبال
ابوجہل کی نوحہ گیری	ابوالحسن علی ندوی	نقوشِ اقبال
اردو غزل ، میر سے اقبال تک	آل احمد سرور	ادب اور نظریہ
اسلام و مومن	شاغل فخری	تصوراتِ اقبال
اشتراکیت اور اقبال	طیب عثمانی ندوی	حدیثِ اقبال
اشکِ خونیں	شاغل فخری	تصوراتِ اقبال
اقبال	اعجاز حسین	مختصر تاریخِ ادبِ اُردو
اقبال	جلال الدین احمد جعفری	نظمِ لطیف
اقبال	جواہر لال نہرو	کچھ پرانے خطوط
اقبال	خواجہ احمد فاروقی	نئی شاعری
اقبال	رشید احمد صدیقی	جدید غزل
اقبال	لالہ سری رام	خمخانۂ جاوید ، جلد اول
اقبال	سلام سندیلوی	اردو شاعری میں نرگسیت
اقبال	سید سلیمان ندوی	سیرِ افغانستان
اقبال	سید صفی مرتضیٰ	چند ممتاز شعرا
اقبال	شاہ معین الدین	ادبی نقوش
اقبال	شرافت حسین	جائزہ تاریخِ اُردو
اقبال	شوکت تھانوی	شیش محل
اقبال	عبدالباری عاسی	تذکرۂ خندہ گل
اقبال	عبدالقادر سروری	جدید اُردو شاعری
اقبال	عبدالقوی دسنوی	ایک شہر پانچ مشاہیر
اقبال	کلیم الدین احمد	اردو شاعری پر ایک نظر
اقبال	کنول پرشاد بالی	آزاد نظم اُردو شاعری میں

اقبال	محمد حسن	ادبی تنقید
اقبال	مسعود حسین خاں	اُردو زبان و ادب
اقبال	نسیم قریشی	اُردو ادب کی تاریخ
اقبال	یوسف حسین خاں	اُردو غزل
اقبال (غزل گو)	سلیم حامد رضوی	تنقید کے لیے خاکے
اقبال (نظم گو)	سلیم حامد رضوی	تنقید کے لیے خاکے
اقبال اور ابلیس	آل احمد سرور	نئے اور پرانے چراغ
اقبال اور ابوالکلام	رضی الدین احمد }	نقد ابوالکلام
اقبال اور اس کے نقاد	مبشر علی صدیقی }	ادبی مقالات
		آئینے کے سامنے
اقبال اور اس کے نکتہ چیں	آل احمد سرور	نئے اور پرانے چراغ
اقبال اور اشتراکیت	اثر لکھنوی	چھان بین
اقبال اور اشتراکیت	اختر علی تلہری	تنقیدی شعور
اقبال اور اشتراکیت	راجندر ناتھ شیدا	مطالعہ اور جائزے
اقبال اور ان کا فلسفہ	آل احمد سرور	تنقیدی اشارے
اقبال اور ٹیگور	اختر اورینوی	تحقیق و تنقید
اقبال اور حدیثِ جبر و قدر	میر ولی الدین	آثارِ اقبال
اقبال اور حسنِ الفاظ	ضیا احمد بدایونی	مباحث و مسائل
اقبال اور رومی کا ایک محبوب مشترک	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال
اقبال اور شخصیتیں	عبدالمغنی	نقطۂ نظر
اقبال اور عشقِ رسول	طیب عثمانی ندوی	حدیثِ اقبال
اقبال اور عصری نظامِ تعلیم	ابوالحسن علی ندوی	نقوشِ اقبال
اقبال اور مارکس	جگن ناتھ آزاد	ارمغانِ مالک، جلد دوم
اقبال اور مسئلۂ فلسطین	ابوالحسن علی ندوی	نقوشِ اقبال
اقبال اور مغرب	آل احمد سرور	مسرت سے بصیرت تک
اقبال اور مغربی تہذیب و ثقافت	ابوالحسن علی ندوی	نقوشِ اقبال
اقبال اور نیا ہندوستان	محمد حسن	ادبی تنقید
اقبال اور وطنیت	شاہد حسین رزاقی	آثارِ اقبال
اقبال اہلِ نظر کی نگاہ میں	اختر اورینوی	اقبال

اقبال بحیثیتِ پیامبر شاعر	آفتاب اختر	مضامینِ ہفت رنگ
اقبال بحیثیتِ شاعر	احتشام حسین	روایت اور بغاوت
اقبال پیغمبرِ حرکت و حکایت	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال
اقبال حضورِ رسالت میں	سید وحید اللہ وحید	آثارِ اقبال
اقبال ، حیات اور شاعری	عبدالقادر سروری	آثارِ اقبال
اقبال در حضورِ آدم	غلام دستگیر رشید	آثارِ اقبال
اقبال کا انسانِ کامل	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال
اقبال کا پیغام بلادِ عربیہ کے نام	ابوالحسن علی ندوی	نقوشِ اقبال
اقبال کا تصورِ حسن	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال
اقبال کا تصورِ خودی	عابد حسین	کتابی دنیا
اقبال کا تصورِ شاہین	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال
اقبال کا تصورِ عقل و عشق	باقر مہدی	آگہی و بیباکی
اقبال کا تصورِ فقہ	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال
اقبال کا تصورِ معاشرت	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال
اقبال کا تصورِ معیشت	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال
اقبال کا تصورِ مملکت	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال
اقبال کا تغزل	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال
اقبال کا تنقیدی نقطۂ نظر	عبادت بریلوی	تنقیدی تجربے
اقبال کا شاہین زادہ	محمد بہادر خاں	آثارِ اقبال
اقبال کا فن	عبدالمغنی	نقطۂ نظر
اقبال کا نظریۂ ارتقا	راجندر ناتھ شیدا	مطالعہ اور جائزے
اقبال کا نظریۂ خودی	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال
اقبال کا نظریۂ شاعری	نورالحسن ہاشمی	ادب کیا ہے
اقبال کا نظریۂ شعر و ادب	طیب عثمانی ندوی	حدیثِ اقبال
اقبال کا نظریۂ علم و فن	ابوالحسن علی ندوی	نقوشِ اقبال
اقبال کا نظریۂ فن	کلیم الدین احمد	سخن ہائے گفتنی
اقبال کا نظریۂ فن	رفیع اللہ عنایتی	فکر و نظر
اقبال کا نوجوان	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال
اقبال کا نوجوان اور اس کی تعلیم	نورالحسن ہاشمی	ادب کا مقصد
اقبال کا مردِ مومن	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال

اقبال کے اثرات اُردو شاعری پر	اختر اورینوی	اقبال
اقبال کے اساسی نظریات	راجندر ناتھ شیدا	ادبی رجحانات کا تجزیہ
اقبال کے اقتصادی اثرات	محمد عبدالسلام خان	ارمغانِ مالک، جلد اول
اقبال کے خطوط	آل احمد سرور	تنقید کیا ہے
اقبال کے درِ دولت پر	ابوالحسن علی ندوی	نقوشِ اقبال
اقبال کے دس شعر	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال
اقبال کے عملی جواہر ریزے	خواجہ عبدالحمید	آثارِ اقبال
اقبال کے قومی تصورات اور عقیدہ پرستی	ابو محمد سحر	تنقید و تجزیہ
اقبال کے کلام میں صبح و شام	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال
اقبال کے کلام میں عشق کا تخیل	ضیا احمد بدایونی	مباحث و مسائل
اقبال کے کلام میں متصوفانہ لب و لہجہ	جگن ناتھ آزاد	فن اور تنقید
اقبال کے کنائے	ضیاء الاسلام	ادب پارے
اقبال کے کوہ و صحرا	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال
اقبال کے مطالعہ کا طریقہ	اختر اورینوی	اقبال
اقبال کی اُردو نثر	سید عبداللہ	میر امن سے عبدالحق تک
اقبال کی انسان دوستی	عبدالمغنی	جادۂ اعتدال
اقبال کی چھوٹی چھوٹی نظمیں	اختر اورینوی	اقبال
اقبال کی ذہنی اُلجھن اور اس کے عناصر ترکیبی	راجندر ناتھ شیدا	مطالعہ اور جائزے
اقبال کی رجائیت کا تجزیہ	احتشام حسین	تنقید اور عملی تنقید
اقبال کی زندگی	خلیفہ عبدالحکیم	آثارِ اقبال
اقبال کی شاعری پر ایک نظر	اختر اورینوی	اقبال
اقبال کی شاعری کا نیا آہنگ	اختر انصاری	مطالعہ و تنقید
اقبال کی شاعری کے تین دور	مبشر علی صدیقی	ادبی مقالات
اقبال کی شاعری میں درد کا عنصر	اختر اورینوی	قدر و نظر

اقبال کی شخصیت کے تخلیقی عناصر	طیب عثمانی ندوی	حدیثِ اقبال
اقبال کی شخصیت کے تخلیقی عناصر	ابوالحسن علی ندوی	نقوشِ اقبال
اقبال کی عظمت	آل احمد سرور	ادب اور نظریہ
اقبال کی غزلیں	غلام سرور	پرکھ
اقبال کی غزلیں — ٹیگور سے مماثلت و مغائرت	اختر اورینوی	اقبال
اقبال کی فارسی شاعری	عبدالمغنی	نقطۂ نظر
اقبال کی مثنویاں	سید محمد عقیل	اُردو مثنوی کا ارتقا
''انسان کامل'' اقبال کی نگاہ میں	ابوالحسن علی ندوی	نقوشِ اقبال
انسان کامل اقبال کی نگاہ میں	طیب عثمانی ندوی	حدیثِ اقبال
ایک لمحہ جمال الدین افغانی کے ساتھ	ابوالحسن علی ندوی	نقوشِ اقبال
بانگِ درا	عبدالحق	تنقیداتِ عبدالحق
بے خودی	شاغل فخری	تصوراتِ اقبال
پھر وطنیت کی طرف	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال
پہلا یومِ اقبال	اسلم جیراجپوری	نوادرات
پیامِ اقبال	رشید احمد صدیقی	سہیل کی سرگزشت
پیامِ مشرق	اسلم جیراجپوری	نوادرات
پیامِ اقبال	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال
تعلیماتِ اقبال	محمد علی مرحوم	آثارِ اقبال
تعلیم اور اقبال	طیب عثمانی	حدیثِ اقبال
جاہلیت کی بازگشت	ابوالحسن علی ندوی	نقوشِ اقبال
جاوید نامہ	اسلم جیراجپوری	نوادرات
حدیثِ اقبال	طیب عثمانی ندوی	حدیثِ اقبال
حیاتِ اقبال	اختر اورینوی	اقبال
خلاصۂ کلام	شاغل فخری	تصوراتِ اقبال
خودی	شاغل فخری	تصوراتِ اقبال
خصوصیات عصرِ اقبال	اختر اورینوی	اقبال

ضربِ کلیم	عبدالماجد دریا بادی	مضامینِ عبدالماجد
طارق کی دعا	ابوالحسن علی ندوی	نقوشِ اقبال
عقل و عشق، اقبال کے کلام میں	عابد حسین	مضامینِ عابد
عقیدۂ توحید اور اقبال	نذیر الحق	آثارِ اقبال
علامہ اقبال	سلیمان ندوی	یادِ رفتگاں
علامہ اقبال	ممتاز حسین	کیا خوب آدمی تھا
علامہ اقبال کی خدمت میں چند لمحے	عاشق بٹالوی	آثارِ اقبال
عورت اور اقبال	طیب عثمانی ندوی	حدیثِ اقبال
غالب اور اقبال	جگن ناتھ آزاد	مرزا غالب مرتبہ امرت لعل عشرت
غالب اور اقبال	اسلوب انصاری	ارمغان مالک، جلد دوم نقشِ غالب
غزل کا دوسرا دور	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال
غیر مسلم رہنمایانِ دین، اقبال کی نظر میں	گیان چند جین	تجزیے
فقہ اسلامی اقبال کی نگاہ میں	طیب عثمانی ندوی	حدیثِ اقبال
فکرِ اقبال	طیب عثمانی ندوی	حدیثِ اقبال
فکرِ اقبال میں وطن و ملت کی کشمکش	صلاح الدین احمد	تصوراتِ اقبال
فلسفۂ اقبال، تنقیدی اشارے	مسعود حسین خان	اردو زبان و ادب
فلسفۂ خودی	رشید احمد صدیقی	آثارِ اقبال
فلسفۂ خودی	اختر اورینوی	اقبال
فن اور فطرت — فکر اقبال کے آئینے میں	ممتاز حسین	ادب و شعور
قومیت و بین الاقوامیت	شاغل فخری	تصوراتِ اقبال
کلامِ اقبال کا تحلیلی مطالعہ	غلام محمد	آثارِ اقبال
کلامِ اقبال میں ابلیس کا تصور	مبشر علی صدیقی	ادبی مقالات
کلامِ اقبال میں طنز و ظرافت	ناظر انصاری	آہنگِ ادب

کیا اقبال تصوف کے مخالف تھے ؟	ضیا احمد البدایونی	مباحث و مسائل
گلہائے عقیدت	شاغل فخری	تصورات
مثنوی اسرارِ خودی	اسلم جیراجپوری	نوادرات
مسافرِ غزنی و افغانستان	ابوالحسن علی ندوی	نقوشِ اقبال
مسجد قرطبہ	ابوالحسن علی ندوی	نقوشِ اقبال
مسجد قرطبہ	مجتبیٰ حسین	ادب و آگہی
ملوکیت و اشتراکیت	شاغل فخری	تصوراتِ اقبال
موازنہ غالب و اقبال	عبدالمغنی	نقطۂ نظر
موت و حیات	شاغل فخری	تصوراتِ اقبال
مولانا رومی اور اقبال	محی الدین زور	ادبی تحریریں
میرا تعلق اقبال اور اس کے فن سے	ابوالحسن علی ندوی	نقوشِ اقبال
نذر اقبال (از سر عبدالقادر)	جگن ناتھ آزاد	جگن ناتھ آزاد اور اس کی شاعری
نظمِ اقبال پر ایک اجمالی تنقید	محمد مشتاق علی	آثارِ اقبال
یومِ اقبال	اسلم جیراجپوری	آثارِ اقبال
بے ٹس ، اقبال اور ایلیٹ	شمس الرحمٰن فاروقی	شعر ، غیر شعر اور نثر
Iqbal, the Poet of Humanity	بشیر احمد ڈار	ارمغانِ مالک (انگریزی)
Rendering from *Zabur-i Ajam* of Iqbal	گر بچن سنگھ	نذر عابد (انگریزی)

(۳) اقبال پر کتابیں[1]

آثارِ اقبال	غلام دستگیر رشید	اشاعت اُردو ، حیدر آباد دکن ، ۱۹۴۴
اقبال اور اس کا عہد	جگن ناتھ آزاد	ادارہ انیس اُردو ، الہ باد ، ۱۹۶۰

۱- اس حصے میں اقبال کی وہ تصانیف بھی شامل ہیں جو دوسروں نے مرتب کی ہیں (عبدالقوی دسنوی) -

اقبال اور انسان	اشفاق حسین	آندھرا پردیش ، ساہتیہ اکیڈمی ، حیدر آباد دکن
اقبال اور حیدر آباد	نظیر حیدر آبادی	—
اقبال اور قرآن	ابو محمد مصلح	ادارۂ عالمگیر تحریک قرآن ، حیدر آباد دکن ، ۱۹۵۷
اقبال اور گوئٹے	محمد اشرف	—
اقبال اور وطن کی محبت	محمد سلیمان	محبوب عالم پریس ۔ کشن گنج ، پورینہ ۔ بہار
اقبال ، امامِ ادب	رئیس احمد جعفری	اردو مرکز لکھنو
اقبال ، ایجوکیشنل فلاسفی (انگریزی)	خواجہ غلام السیدین	عرفات پبلیکیشن ، لاہور ، ۱۹۳۸
اقبال خواتین کی نظر میں	یکتا امروہوی	دفتر اتالیق انگریزی ، کلاں محل ، دہلی ، ۱۹۴۷
اقبال سخن	رفعیہ سلطانہ	حیدر آباد دکن ، ۱۹۵۸
اقبال ، شاعر اور فلسفی	سید وقار عظیم	علی گڑھ بک ڈپو ، علی گڑھ ۱۹۷۵
اقبال قلندر نہیں تھا	صائب	—
اقبال کا تصورِ خودی	غلام عمر خاں	ادارۂ ادبیات اُردو ، حیدر آباد دکن ، ۱۹۶۶
اقبال کا تصورِ زمان و مکاں	رضی الدین	ارادہ اشاعت اُردو ، حیدر آباد دکن ، ۱۹۳۶
اقبال کا تصورِ عشق	غلام عمر خاں	ادارۂ ادبیات اُردو ، حیدر آباد دکن ، ۱۹۶۴
اقبال کا فلسفہ	محمد احمد صدیقی ٹونکی	—
اقبال کا فلسفۂ حیات اور شاعری	قاضی محمد عدیل عباسی	بک سروس ، دہلی ، مئی ۱۹۷۱
اقبالِ کامل	عبدالسلام ندوی	دارالمصنفین ، اعظم گڑھ ، ۱۹۴۸

اقبال کا نظریۂ پاکستان		حالی پبلشنگ ہاؤس ، دہلی ، ۱۹۳۰
اقبال کا نظریۂ خودی اور حافظ کی بے خودی	بشیر مخفی القادری	انجمن ترقی اُردو بک ڈپو ، دہلی
اقبال کے ابتدائی افکار	عبدالحق	مسعود احمد ، پہاڑ پوری ، مچھلی شہر ، جون پور ، ۱۹۶۹
اقبال کے خطوط جناح کے نام ، ترجمہ عبدالرحمٰن سعید	اقبال	ادارۂ اشاعت اُردو ، حیدر آباد دکن ، ۱۹۴۴
اقبال کی شاعری	عبدالمالک آروی	پہلا اڈیشن ، نظامی پریس بدایوں ، ۱۹۳۸ ؛ دوسرا اڈیشن ، ادارۂ طاق بستان ، آرہ ، ۱۹۴۰
اقبال کی کہانی کچھ ان کی کچھ میری زبانی	ظہیر الدین جامعی	حیدر آباد دکن ، ۱۹۵۱ و ۱۹۶۴
اقبال کی خودی	صاحبزادہ بشیر مخفی القادری	انجمن ترقی اُردو ، اُردو بازار ، دہلی ، ۱۹۶۴
اقبال ، نئی تشکیل	عزیز احمد	مکتبہ اُردو ، لکھنو ، ۱۹۶۵
اقبال و وارث	حامد حسین سہسرامی	محبوب المطابع ، کلکتہ
الحیٰوۃ والموت فی فلسفۂ اقبال	محمد احسن الاعظمی	بزمِ اقبال ، حیدر آباد دکن
آوازِ اقبال	نریش کمار شاد	مشورہ بک ڈپو ، دہلی
بزمِ اقبال	ابو طاہر فاروقی	شاہ اینڈ کمپنی ، آگرہ ، ۱۹۴۴
بکھرے خیالات (اقبال کی ڈائری)	مترجم ڈاکٹر عبدالحق	شعبۂ اُردو ، دہلی یونیورسٹی ، دہلی
تبرکاتِ اقبال	محمد بشیر الحق دسنوی	عارف پبلشنگ ہاؤس ، دہلی ، اپریل ۱۹۵۹

کتاب	مصنف	ناشر
ترجمانِ اسرار	شیخ عبدالرحمٰن (مترجم)	—
تصوراتِ اقبال	شاغل فخری	نفیس اکیڈمی، حیدر آباد دکن، ۱۹۴۵
تصوراتِ اقبال	صلاح الدین احمد	ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، ۱۹۷۵
تصوفِ اقبال	حبیب النساء بیگم	بنگلور، ۱۹۵۰
تعلیماتِ اقبال سے لگاؤ	غلام محمد	نفیس اکیڈمی، حیدر آباد دکن، ۱۹۴۷
تعلیمات و اشاراتِ اقبال	اکبر حسین قریشی	انجمن ترقی اُردو، علی گڑھ، ۱۹۷۰
جوابِ شکوہ	محب الحق	۱۹۳۶
حدیثِ اقبال	طیب عثمانی	دارالکتب، گیا (بہار)، اگست ۱۹۶۱
حکمتِ اقبال	غلام دستگیر رشید	نفیس اکیڈمی، حیدرآبار دکن، ۱۹۴۵
حکمتِ کلیمی	ظفر احمد صدیقی	کمال پرنٹنگ پریس، نئی سڑک، دہلی، ۱۹۵۵
ختمِ نبوت اور قادیانیت (اقبال)	میر حسن الدین (مترجم)	احمدیہ پریس، حیدر آباد دکن
خضرِ راہ	سید زیب النسا کاظمی	کتاب گھر، علی گڑھ
خطباتِ اقبال	رضیہ فرحت بانو	حال پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۱۹۴۶
دانائے راز	خاموش لدھیانوی آغا شیر احمد خاں	دائرہ ادب اُردو، لدھیانہ، ۱۹۴۰
ڈاکٹر اقبال اور ان کی شاعری (ہندی)	ہیرا لال چوپڑا	—
ڈاکٹر سر محمد اقبال اور احمدیہ جماعت	مرزا محمود احمد	تحریک جدید، قادیان پنجاب

رمزِ اقبال	سید عبداللہ	ہمالیہ بک ہاؤس ، دہلی
رموزِ اقبال	ڈاکٹر میر ولی الدین	ادارۂ نشریات اُردو ، حیدر آباد دکن ، ۱۹۴۴
رموزِ بے خودی (بنگلہ زبان میں)	آدم الدین آحمد	شانتی نکتین ، ہندوستان ، ۱۹۴۴
روائع اقبال (عربی)	سید ابوالحسن علی ندوی	دارالفکر، دمشق، ۱۹۶۴
روحِ اقبال	یوسف حسین خاں	ادارۂ اشاعت اُردو ، حیدر آباد ، ۱۹۴۲
روحِ اسلام ، اقبال کی نظر میں	غلام عمر خاں	انسٹی ٹیوٹ آف انڈو مڈل ایسٹ کلچرل اسٹڈیز ، حیدر آباد ، آندھرا پردیش ، ۱۹۶۴
سوزِ اقبال	منور لکھنوی (مترجم)	کتب خانۂ انجمن ترقی اُردو ، دہلی
سیرتِ اقبال	محمد طاہر فاروقی	ہمالیہ بک ہاؤس ، گل چاندنی والی ، دہلی ، ٦ ، فروری ۱۹۷۴
شادِ اقبال	محی الدین قادری زور	اعظم اسٹیم پریس ، حیدر آباد دکن ، ۱۹۴۲
علامہ اقبال بوپال میں	عبدالقوی دسنوی	شعبہ اُردو ، سیفیہ کالج ، بھوپال ، ۱۹٦۷
علامہ اقبال کا پیام طلبائے عصر کے نام	قاضی محمد عدیل عباسی	مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن گورکھپور ، ۱۹۳۸
علامہ اقبال کی داستانِ دکن	میر محمود حسین	اُردو اکیڈمی ، چھتہ بازار حیدر آباد دکن
فکرِ اقبال	غلام دستگیر رشید	نفیس اکیڈمی ، حیدر آباد دکن ، ۱۹۴۴
فلسفۂ اقبال	عبدالقوی دریا بادی	فروغ اُردو ، لکھنو ، ۱۹۵۵

فلسفۂ عجم	میر حسن الدین (مترجم)	نفیس اکیڈمی، حیدر آباد، ۱۹۳۶، ۱۹۴۴
کلیاتِ اقبال	مرتبہ عبدالرزاق حیدر آبادی	عماد پریس، حیدر آباد دکن، ۱۳۴۳ / ۱۹۲۳
کلیاتِ اقبال (فارسی)	اقبال	کتب خانہ نذیریہ، اُردو بازار، دہلی
لسان الغیب	مولانا حکیم فیروز الدین احمد	منشی مولا بخش کشتہ، تاجر کتب، امرتسر
مثنوی سرالاسرار	خواجہ معین الدین جمیل	—
متاعِ اقبال	ابو ظفر عبدالواحد	مکتبہ ابراہیمیہ، حیدر آباد دکن، ۱۹۳۹
مردِ مومن	میر ولی الدین	لاہور، ۱۹۴۷
مرقع کلامِ اقبال	عصمت عارف علوی	—
مضامینِ اقبال	تصدق حسین	احمد پریس، چار مینار، حیدر آباد دکن، ۱۳۶۲ھ
مقالاتِ یومِ اقبال	آل احمد سرور (مرتب)	رام پور، ۱۹۴۵
مقام اعراف اور اقبال	اشفاق حسین احمد	ادارۂ اشاعت اُردو، حیدر آباد دکن، ۱۹۴۵ء
موت و حیات اقبال کے کلام میں	رضی الدین احمد	—
نقدِ اقبال	میکش اکبر آبادی	— آگرہ، ۱۹۵۲
نقوشِ اقبال	ابوالحسن علی ندوی	مکتبہ نشریات و تحقیقاتِ اسلامی، لکھنو، ۱۹۷۰
نئی تہذیب (انتخابِ کلامِ اقبال)	حافظ سکندر بخت	ادارۂ ارتقائے ملت، حیدر آباد دکن
Iqbal, the Poet and His Message	ڈاکٹر سچدانند سنہا	الہ باد ۱۹۴۷
Iqbal	عطیہ بیگم	اکیڈمی آف اسلامک پبلیکیشنز، بمبئی، ۱۹۴۷

Poems from Iqbal	وی ۔ جی ۔ کیرنن (مترجم)	کتب پبلشرز، بمبئی، ۱۹۴۷
The Ardent Pilgrim	Iqbal Singh	کلکتہ، ۱۹۵۱

(۴) اقبال نمبر

’’اُردو‘‘	عبدالحق، اڈیٹر	انجمن ترقی اُردو ہند، دہلی، ۱۹۳۸
’’البیان‘‘		امرتسر
’’علی گڑھ میگزین‘‘	محمد ابواللیث صدیقی	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، اپریل ۱۹۳۸
’’جوہر‘‘		جامعہ، قرول باغ، دہلی، ۱۹۳۸
’’سب رس‘‘		حیدر آباد دکن، جون ۱۹۳۸
’’تحریک‘‘	گوپال متل	انصاری مارکیٹ، دہلی ۶، ۱۹۶۷
’’صبح اُمید‘‘	عبدالحمید بوہیرے	بلاسس روڈ
’’نگار‘‘	نیاز فتح پوری	لکھنو
’’شعور‘‘	رحیم قریشی	مدینہ مینشن، نارائن گوڈی، حیدر آباد دکن، ۱۱ مئی ۱۹۷۳

(۵) تبصرے

آثارِ اقبال	غلام دستگیر	ادارہ	’’آج کل‘‘ دہلی، ۱۵ جون ۱۹۴۵
اسرارِ خودی	اقبال	اسلم جیراجپوری	’’الناظر‘‘ لکھنو، فروری ۱۹۰۹
اسرارِ خودی	اقبال	ادارہ	’’جوہر‘‘ دہلی، اقبال نمبر، ۱۹۳۸

اسرار و رموز پر ایک نظر	محمد عثمان	ادارہ	''جامعہ'' دہلی ، اپریل ۱۹۶۲
اصلاحات اقبال	بشیر الحق دسنوی	ادارہ	''چراغِ راہ'' جنوری ۱۹۷۲
اقبال	احمد دین	ادارہ	''زمانہ'' کانپور ، نومبر ۱۹۲۸
اقبال	محمد حسین خاں	ادارہ	''جامعہ'' دہلی ، دسمبر ۱۹۳۹
اقبال	شکیل الرحمٰن	شمس الرحمن فاروقی	''شب خون'' الہ آباد ، جولائی - ستمبر ۱۹۷۴
اقبال ، اس کی شاعری اور پیغام	شیخ اکبر علی	ف - ج -	''آج کل'' دہلی ، یکم اکتوبر ۱۹۴۶
اقبال اور اس کا پیغام	میاں تصدق حسین خالد	ادارہ	''اُردو'' دلّی ، اپریل ۱۹۳۹
اقبال اور اس کا عہد	جگن ناتھ آزاد	ادارہ	''آج کل'' دہلی ، جنوری ۱۹۶۲
اقبال اور اس کا عہد	جگن ناتھ آزاد	ادارہ	''نگارش'' امرتسر ، نمبر ۱۱ - ۱۲
اقبال اور اس کا عہد	جگن ناتھ آزاد	ادارہ	''صدق جدید'' لکھنو ، ۱۶ مارچ ۱۹۶۲
اقبال اور اس کا عہد	جگن ناتھ آزاد	ادار	''شاعر'' بمبئی ، نومبر ۱۹۶۳
اقبال اور انسان	اشفاق حسین	ریاض احمد خاں	''قومی راج'' بمبئی ، یکم اگست ۱۹۷۴
اقبال اور انسان	اشفاق حسین	شعیب اعظمی	''جامعہ'' دہلی ، اکتوبر ۱۹۷۴
اقبال اور انسان	اشفاق حسین	یونس اگا سکر	''شاعری'' بمبئی ، جنوری فروری ۱۹۷۵

اقبال اور انسان	اشفاق حسین	آل احمد سرور	''سب رس'' حیدرآباد دکن، مارچ ۱۹۷۵
اقبال اور انسان	اشفاق حسین	سید مستفیض الحسن	''الحسنات'' رام پور ، مئی ۱۹۷۵
اقبال اور انسان	اشفاق حسین	اداره	''تحریک'' دہلی ، جولائی ۱۹۷۵
اقبال اور انسان	اشفاق حسین	اداره	''آج کل'' دہلی ، مارچ ۱۹۷۶
اقبال اور حیدرآباد	نظیر حیدرآبادی	اداره	''جامعہ'' دہلی ، اپریل ۱۹۶۲
اقبال اور حیدرآباد	نظیر حیدرآبادی	اداره	''صدق جدید'' لکھنو ۴ مئی ۱۹۶۲
اقبال اور حیدرآباد	نظیر حیدرآبادی	اداره	''برہان'' دہلی ، جولائی ۱۹۶۲
اقبال اور سیاست ملی	رئیس احمد جعفری	اداره (م ۔ ج)	''معارف'' اعظم گڑھ ، مئی ۱۹۶۴
اقبال اور قرآن	ابو محمد مصلح	اداره	''جامعہ'' دہلی ، فروری ۱۹۴۱
اقبال اور نظریۂ پاکستان	نعیم صدیقی	اداره	''زندگی'' رام پور ، رجب ۸۸ھ
اقبال ، پاکستان کا شاعر فلسفی	حفیظ ملک	عبدالحق	''ہماری زبان'' دلی ، یکم دسمبر ۱۹۷۴
اقبال پر ایک نظر	سید محمد شاہ	اداره	''آج کل'' دہلی ، ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۵
اقبال خواتین کی نظر میں	یکتا امروہوی	و ۔ ع ۔	آج کل'' دہلی ، ۱۵ اگست ۱۹۷۴
اقبال قلندر نہیں تھا	صائب عاصمی	اداره	''صدق جدید'' لکھنو ۱۷ مئی ۱۹۶۴
اقبال قلندر نہیں تھا	صائب عاصمی	اداره	'' پگڈنڈی'' امرتسر ، جنوری ۱۹۶۸

اقبال کا تصورِ زمان و مکاں	رضی الدین صدیقی	ادارہ	''سب رس'' حیدرآباد دکن، فروری ۱۹۴۴
اقبال کا سیاسی کارنامہ	محمد احمد خاں	ادارہ	''صدقِ جدید'' لکھنو، ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۸
اقبال کا فلسفہ	محمد احمد صدیقی ٹونکی	ض ۔ ا ۔ ب	''کتابی دنیا'' کراچی، فروری ۱۹۶۵
اقبال کا فلسفۂ حیات اور شاعری	قاضی محمد عدیل عباسی	عبدالطیف اعظمی	''جامعہ'' دہلی، جنوری ۱۹۷۲
اقبال کا مطالعہ	سید نذیر بنارسی	سید عابد حسین	''جامعہ'' دہلی، مئی ۱۹۴۲
اقبال کے آخری دو سال	عاشق حسین بٹالوی	ادارہ	''برہان'' دہلی، جولائی ۱۹۶۲
اقبال کے آخری دو سال	عاشق حسین بٹالوی	ادارہ	''جامعہ'' دہلی، اپریل ۱۹۶۲
اقبال کے آخری دو سال	عاشق حسین بٹالوی	ادارہ	''صدقِ جدید'' لکھنو، ۴ مئی ۱۹۴۲
اقبال کے آخری دو سال	عاشق حسین بٹالوی	ریاض الرحمٰن شروانی	''علی گڑھ میگزین'' علی گڑھ، اڈیٹر شہریار
اقبال کے چند جواہر ریزے	خواجہ عبدالحمید	س ۔ ق	''سب رس'' حیدرآباد دکن، فروری ۱۹۴۴
اقبال کی کہانی کچھ اُن کی کچھ میری زبانی	ظہیرالدین احمد الجامعی	ا ۔ م ۔	''معارف'' اعظم گڑھ، ستمبر ۱۹۵۲
اقبال کی کہانی کچھ اُن کی کچھ میری زبانی	ظہیرالدین احمد الجامعی	ع ۔ م ۔	''آج کل'' دہلی، ستمبر ۱۹۵۲
اقبال کی خودی	صاحبزادہ بشیر مخفی القادری	ف ۔ ح ۔	''آج کل'' دہلی، ۱۵ اگست ۱۹۴۶
انوار اقبال	بشیر احمد	ادارہ	''صدقِ جدید'' لکھنو ۲۹ ستمبر ۱۹۶۷

انوارِ اقبال	بشیر احمد	ض	''معارف'' اعظم گڑھ ، اکتوبر ۱۹۲۷
بالِ جبریل	اقبال	ادارہ	''ہمایوں'' لاہور ، اپریل ۱۹۳۵
بال جبریل	اقبال	ادارہ	''اردو'' دلّی ، اپریل ۱۹۳۵
ببلوگرافی آف اقبال (انگریزی)	عبدالغنی و خواجہ نور الٰہی	ادارہ	''اُردو ادب'' علی گڑھ ، مارچ ۱۹۷۵
پیام اقبال	مرتب عبدالرحمٰن طارق	شکیل اختر فاروقی	''کتاب نما'' دہلی ، اگست ۱۹۷۵
ترجمانِ اسرار	شیخ عبدالرحمٰن (مترجم)	عرش ملسیانی	''آج کل'' دہلی ، اپریل ۱۹۵۲
ترجمان الاسرار	شیخ عبدالرحمٰن	ادارہ	''برہان'' دہلی ، جون ۱۹۵۳
تعلیمات اقبال	یوسف خان سلیم چشتی	ادارہ	''سب رس''حیدرآباددکن، جون ۱۹۴۱
تعلیماتِ اقبال	یوسف خان سلیم چشتی	ف ۔ ج	''آج کل'' دہلی ، یکم فروری ۱۹۴۶
تلمیحات و اشاراتِ اقبال	اکبرحسین قریشی	س ۔ ع	''برہان'' دہلی ، جنوری ۱۹۷۱
تلمیحات و اشاراتِ اقبال	اکبرحسین قریشی	ادارہ	''صدقِ جدید'' لکھنو ، ۲۸ مئی ۱۹۷۱
تلمیحات و اشاراتِ اقبال	اکبرحسین قریشی	ض	''معارف'' اعظم گڑھ ، اپریل ۱۹۷۲
تلمیحات و اشاراتِ اقبال	اکبرحسین قریشی	ادارہ	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۸ جون ۱۹۷۲
روحِ اسلام اقبال کی نظر میں	غلام عمر خاں	ادارہ	''صدق جدید'' لکھنو ، ۲۲ جنوری ۱۹۶۵
روحِ اسلام اقبال کی نظر میں	غلام عمر خاں	ض ۔ ا ۔ ب	''کتابی دنیا'' کراچی، فروری ۱۹۶۵

روح اسلام اقبال کی نظر میں	غلام عمر خاں	م - ج -	''معارف'' اعظم گڑھ ، جولائی ۱۹۶۵
جواب شکوہ	محب الحق	ا - ج -	''فاران'' بجنور ، فروری ۱۹۳۷
جاوید نامہ معہ شرح	سلیم چشتی	شہزاد اختر	''سیکولر ڈیموکریسی'' دلی ، مارچ ۱۹۷۴
جوہر اقبال	—	ادارہ	''برہان'' دہلی ، مئی ۱۹۴۰
حدیث اقبال	طیب عثمانی ندوی	ادارہ	''شاعر'' بمبئی ، دسمبر ۱۹۶۱
حدیث اقبال	طیب عثمانی ندوی	ادارہ	''جامعہ'' دہلی ، اپریل ۱۹۶۲
حدیث اقبال	طیب عثمانی ندوی	ڈاکٹر وحید اختر	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۱۹۶۲
حدیث اقبال	طیب عثمانی ندوی	ادارہ	''صدق جدید'' لکھنو ، ۱۹۶۲
حدیث اقبال	طیب عثمانی ندوی	ع - ح - م -	''اشارہ'' پٹنہ ، مئی ۱۹۶۳
حکمت حکیمی (پس چہ باید کرد کا منظوم ترجمہ)	ظفر احمد صدیقی	مسعود حسین خاں	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، یکم فروری ۱۹۵۵
خطوط اقبال بنام عطیہ فیضی	ترجمہ منظر عباس نقوی	شمیم حنفی	''رفتار'' علی گڑھ ، شمارہ ۱۹۷۴ - ۱۹۷۵
ڈاکٹر اقبال اور ان کی شاعری (ہندی)	ہیرا لال چوپڑہ	ادارہ	''آج کل'' دہلی ، جنوری ۱۹۵۹
رخت سفر	محمد انور حارث	ع - م -	''آج کل'' دہلی ، جون ۱۹۵۲
رموز اقبال	میر ولی الدین	ف - ج -	''آج کل'' دہلی ، ۱۵ ستمبر ۱۹۴۶

رموزِ بے خودی	محمد اقبال	اداره	''الناظر'' لکھنو، اگست ۱۹۱۸
روائع اقبال (عربی)	سید ابوالحسن علی خاں	اداره	''برہان'' دہلی، جنوری ۱۹۶۴
روائع اقبال (عربی)	سید ابوالحسن علی خاں	اداره	''معارف'' اعظم گڑھ، مارچ ۱۹۶۴
روحِ اقبال	یوسف حسین خاں	ن	''ہمایوں'' مئی ۱۹۴۲
روزگارِ فقیر	فقیر سید وحیدالدین	اداره	''اردو ادب'' علی گڑھ، شمارہ ۳، ۱۹۶۳
روزگارِ فقیر	فقیر سید وحید الدین	اداره	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جنوری ۱۹۶۴
روزگارِ فقیر	فقیر سید وحید الدین	اداره	''معارف'' اعظم گڑھ، فروری ۱۹۶۴
روزگارِ فقیر	فقیر سید وحید الدین	اداره	''صدقِ جدید'' لکھنو، ۱۷ جولائی ۱۹۶۴
سوزِ اقبال	منشی بشیشور پرشاد	اداره	''صدقِ جدید'' لکھنو، ۳ جولائی ۱۹۷۰
سوزِ اقبال	منشی بشیشور پرشاد	اداره	''ہماری زبان'' علی گڑھ، ۸ ستمبر ۱۹۷۲
''سیارہ'' اقبال نمبر	نعیم صدیقی (مرتب)	اداره	''معارف'' اعظم گڑھ، اکتوبر ۱۹۶۳
شادِ اقبال	ادارہ ادبیاتِ اُردو	اداره	''سب رس'' حیدرآباد دکن، جون ۱۹۴۳
ضربِ کلیم	محمد اقبال	اداره	''اردو'' دلّی، اکتوبر ۱۹۳۶
علامہ اقبال بھوپال میں	عبدالقوی دسنوی	شہریار	''ہماری زبان'' علی گڑھ، ۱۵ جولائی ۱۹۶۷
علامہ اقبال بھوپال میں	عبدالقوی دسنوی	تاجور سامری	''کتاب نما'' دہلی، اگست ۱۹۶۷

علامہ اقبال بھوپال میں	عبدالقوی دسنوی	ادارہ	''صدق جدید'' لکھنو، ۴ اگست ۱۹۶۷
علامہ اقبال بھوپال میں	عبدالقوی دسنوی	ادارہ	''نگار'' کراچی، ستمبر ۱۹۶۷
علامہ اقبال بھوپال میں	عبدالقوی دسنوی	اعجاز صدیقی	''شاعر'' بمبئی، اکتوبر، نومبر ۱۹۶۷
علامہ اقبال بھوپال میں	عبدالقوی دسنوی	ماہرالقادری	''فاران'' کراچی، اپریل ۱۹۶۸
علامہ اقبال بھوپال میں	عبدالقوی دسنوی	محمد اکبرالدین صدیقی	''سب رس'' حیدرآباد دکن، اگست ۱۹۶۸
علامہ اقبال بھوپال میں	عبدالقوی دسنوی	ادارہ	''صحیفہ'' لاہور، جنوری ۱۹۷۰
علامہ اقبال کی داستان دکن	میر محمود حسین	ادارہ	''صدق جدید'' لکھنو، ۸ نومبر ۱۹۷۵
علامہ اقبال کی شاعری اور پیغام	شیخ اکبر علی	ادارہ	''ہمایوں'' لاہور، اکتوبر ۱۹۳۶
فکر اقبال	خلیفہ عبدالحکیم	قمر رئیس	''علی گڑھ میگزین'' شمارہ ۲، ۱۹۷۵
کلیات اقبال فارسی		ادارہ	''صدق جدید'' لکھنو، ۲۰ اگست ۱۹۶۵
مثنوی سرالاسرار (در تردید فلسفۂ خودی ڈاکٹر اقبال)	خواجہ معین الدین جمیل	ادارہ	''صدق جدید'' لکھنو، ۲۴ جنوری ۱۹۶۴
مثنوی سرالاسرار (در تردید فلسفۂ خودی ڈاکٹر اقبال)	خواجہ معین الدین جمیل	ادارہ	''فنون'' لاہور، شمارہ ۴ ۱۹۶۴
مرقع اقبال	عبدالرحمٰن چغتائی	عبدالحق	''ہماری زبان'' دہلی، یکم جون ۱۹۷۵
مرقع کلام اقبال	عصمت عارف علوی	شجاعت علی سندیلوی	''فروغ اردو'' لکھنو، جنوری ۱۹۶۵

مرقع کلام اقبال	عصمت عارف علوی	م - ج -	"معارف اعظم" اگست ۱۹۶۵
مضامین اقبال	تصدق حسین	س - ق -	"سب رس" حیدرآباد دکن، فروری ۱۹۴۴
مقام اعراف اور اقبال	احمد اللہ منصور	س - ج -	"سب رس" حیدرآباد دکن، اکتوبر ۱۹۴۳
مکاتیب اقبال بنام خان محمد نیاز الدین	اقبال	ادارہ	"اردو ادب" علی گڑھ، مارچ ۱۹۵۵
نقد اقبال	میکش اکبرآبادی	ادارہ	"شاعر" بمبئی، جنوری ۱۹۵۵
نقوش اقبال	ابوالحسن علی ندوی	ادارہ	"صدق جدید" لکھنو، ۱۸ ستمبر ۱۹۷۰
ہدیۂ اخلاص بہ حضرت اقبال	عبداللطیف اعظمی	اڈیٹر	"علی گڑھ میگزین" علی گڑھ، اقبال نمبر، اپریل ۱۹۳۸
یاد اقبال	غلام سرور فگار	ادارہ	"سب رس" حیدرآباد دکن، جون ۱۹۴۱
یاد اقبال	غلام سرور فگار	ف - ج -	"آج کل" دہلی، یکم دسمبر ۱۹۴۵
A Study in Iqbal's Philosophy	بشیر احمد ڈار	و - ع -	"آج کل" دہلی، یکم ستمبر ۱۹۴۵
Iqbal—His Art and Thought	سید عبدالواحد	و - ع -	
Iqbal as a Thinker		و - ع -	"آج کل" دہلی، ۱۵ اگست ۱۵۴۵
Introduction to the Thought of Iqbal	لوئس کلاڈ میٹرے مترجم "ملا" عبدالمجید ڈار	ادارہ	"جامعہ دہلی"، اپریل ۱۹۶۲
اقبال نمبر "البیان" امرتسر		ادارہ	"جامعہ" دہلی، اپریل ۱۹۳۰

اقبال نمبر ''تحریک'' دہلی	ادارہ	''صبح اُمید'' بمبئی ، جولائی ۱۹۶۷ ''کتاب'' لکھنو ، جولائی ۱۹۶۷
اقبال نمبر ''جوہر'' دہلی	ا - ح -	''اُردو'' دلّی ، اپریل ۱۹۳۹
اقبال نمبر ''سب رس'' حیدرآباد دکن	ادارہ	''اُردو'' دلّی ، جولائی ۱۹۳۸
اقبال نمبر ''سیارہ'' لاہور	ادارہ	''معارف'' اعظم گڑھ ، اکتوبر ۱۹۶۲
اقبال نمبر ''علی گڑھ''	ادارہ	''اُردو'' دلّی ، جولائی ۱۹۳۸
اقبال نمبر ''نیرنگ خیال''	—	''اُردو'' دلّی ، جنوری ۱۹۳۷

(۶) مراسلے

اصلاحاتِ اقبال	بشیر الحق دسنوی	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ مارچ ۱۹۵۹
اصلاحِ غزلیات مندرجہ نوادرِ اقبال	بشیر الحق دسنوی	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۸ اکتوبر ۱۹۶۳ ؛
اصلاحِ غزلیات مندرجہ نوادرِ اقبال	بشیر الحق دسنوی	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، یکم مئی ۱۹۶۴
اقبال اور قرآن	شمس تبریز خاں	''صدقِ جدید'' لکھنو ، ۴ جون ۱۹۶۵
اقبال کا جہاں دوست	تارا چرن رستوگی	''ہماری زبان'' دہلی ، ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۴
اقبال کا سالِ ولادت	محمد یوسف ٹنگ	''ہماری زبان'' دہلی ، ۱۵ فروری ۱۹۷۵
اقبال کا سنِ ولادت	عبدالحق	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۸ فروری ۱۹۷۳

عنوان	مصنف	رسالہ
اقبال کا سن ولادت	مظفر اقبال	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۱۵ جولائی ۱۹۶۴
اقبال کا مرتب کردہ اُردو کورس	محمد عبداللہ قریشی	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۸ جون ۱۹۶۵
اقبال کے ایک شعر کا مطلب	سید تفضل حسین	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ نومبر ۱۹۷۲
اقبال کے برہمنی خاندان کی نشان دہی درکار	تارا چرن رستوگی	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، یکم نومبر ۱۹۷۳
اقبال کی ایک غزل	مناظر عاشق ہرگانوی	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۱۵ نومبر ۱۹۶۶
اقبال کی تاریخ پیدائش	تبسم شفائی	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۱۵ مئی ۱۹۵۹
اقبال کی چند سطریں	جگن ناتھ آزاد	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۸ ستمبر ۱۹۶۴
اقبال کی ولادت کا سال	فرخ جلالی	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ مئی ۱۹۷۳
اقبال کے دو نادر شعر	تارا چرن رستوگی	''ہماری زبان'' دہلی ، ۱۵ نومبر ۱۹۷۵
اقبال نمایش اور سیمنار کا پروگرام بہار اُردو اکیڈیمی	صدرالدین	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۸ مارچ ۱۹۷۴
اقبالیات و سلیمانیات	۔۔۔ام ۔ اے ۔ پشاور	''صدق جدید'' لکھنو ، ۲۰ نومبر ۱۹۶۲
پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر	ابو محمد سحر ، تفضل حسین ، انجمن آرا، قیصر جہاں، حسن عسکری پلنکھوی	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ مئی ۱۹۶۷
پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر	شوق مدیر عارف لاہور	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۱۵ جولائی ۱۹۶۷

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر	آغا خلش کاشمیری	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۱۵ اگست ۱۹۶۷
ڈاکٹر اقبال اور مرزا غالب	سید حامد حسین	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ مئی ۱۹۶۹
ڈاکٹر اقبال کی ریڈریں	شورش کاشمیری	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۱۵ مارچ ۱۹۶۵
ڈاکٹر محمد اقبال کی تنقیدیں	نند لال پروانہ	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ فروری ۱۹۶۵
شاعرِ مشرق علامہ اقبال اور اُردو کی درسی کتابیں	عبداللہ ولی بخش قادری	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۸ اپریل ۱۹۶۵
شاعرِ مشرق علامہ اقبال کی تاریخِ پیدائش	عبدالغفار شکیل	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۸ اکتوبر ۱۹۷۲
علامہ اقبال اور شیخ	محمد کفایت اللہ	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۱۵ مارچ ۱۹۶۵
علامہ اقبال کی پیدائش کا سال	نظیر صوفی ، تارا چرن رستوگی	''ہماری زبان'' دہلی ، ۱۵ جنوری ۱۹۷۵
علامہ اقبال کی یاد میں	بشیر الحق دسنوی	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۱۵ مئی ۱۹۵۹
علامہ اقبال کے ایک شعر کا مفہوم	سید مبازالدین رفعت	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ اپریل ۱۹۶۷
کلیاتِ اقبال	نادم سیتاپوری	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، جولائی ۱۹۶۰
مجوزہ اقبال نمایش سری نگر	جگن ناتھ آزاد	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۸ اگست ۱۹۷۳
مقامِ اقبال	مصطفیٰ شروانی	''ہماری زبان'' دہلی ، ۱۵ نومبر ۱۹۷۵
ہند و پاکستان کے ممتاز ترین شاعر	جگن ناتھ آزاد	''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۱۸ مارچ ۱۹۶۵

(۷) خبریں

''ڈاکٹر اقبال کی مشہور فارسی تصنیف اسرار خودی کا انگریزی ترجمہ ہو گیا اور میکملن کمپنی نے شائع کیا ہے''

—''زمانہ'' کانپور ، جنوری ۱۹۲۱

''ڈاکٹر اقبال کا اُردو مجموعہ کلام بانگ درا کے نام سے لاہور میں شائع ہوا ہے اور اب اسی کا دوسرا اڈیشن جو کسی قدر کم قیمت پر دستیاب ہو سکے گا لاہور میں زیر طبع ہے ۔ کلیات اقبال کے نام سے ایک اور مجموعہ جس کا حجم چار سو صفحات کے قریب ہے حیدر آباد دکن میں شائع ہوا ہے جس میں بعض نظمیں ''بانگ درا'' سے زاید ہیں اور سوا سو زاید صفحات کا ایک دیباچہ بھی اقبال کے حالات اور شاعری کے متعلق درج کیا گیا ہے ۔ یہ مجموعہ مولوی سید نجم الدین صاحب احاطہ سعید جنگ مرحوم ، ترب بازار ، حیدر آباد دکن سے مل سکتا ہے'' —''زمانہ'' کانپور ، جولائی ۱۹۲۶

'' 'رہوڈس ٹرسٹ' کی طرف سے لارڈ لوتھین نے سر محمد اقبال کو آیندہ موسم گرما میں آکسفورڈ یونیورسٹی میں تین لکچر دینے کی غرض سے مدعو کیا ہے ۔ یہ سب سے بڑا علمی اعزاز ہے جو آکسفورڈ یونیورسٹی سے کسی اہل علم کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے'' —''زمانہ'' کانپوری ، جولائی ۱۹۳۴

''خالدہ ادیب خانم کے لکچر ۔ ۔ ۔ لکچر ہر طرح سے کامیاب رہے ۔ صدارت ڈاکٹر انصاری ، مہاتما گاندھی ، مولانا شوکت علی ، مولانا سید سلیمان ندوی ، ڈاکٹر سر محمد اقبال ، بھولا بھائی ڈیسائی ، مسز نائیڈو ، ڈاکٹر بھگوان داس وغیرہ جیسے لوگوں نے کی ۔ ۔ ۔''

—''جامعہ'' دہلی ، جنوری ۱۹۳۵

''حال میں ڈاکٹر سر محمد اقبال کے تازہ ترین اردو کلام کا ایک مجموعہ بال جبریل کے نام سے شائع ہوا ہے'' —''زمانہ'' کانپور ، جنوری ۱۹۳۵

''پچھلے دنوں 'ضرب کلیم' کے نام سے ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کے اُردو کلام کا ایک دوسرا مجموعہ شائع ہو چکا ہے جس میں ہر جگہ دور حاضر کے خلاف اعلان جنگ اور مسلمانوں کے لیے ایک نئی دعوت فکر ہے ۔ اقبال اب شروع سے آخر تک اسلام اور فلسفۂ اسلام کے شاعر ہو گئے ہیں ۔ ان کی شاعری

کا ملکی یا بین الاقوامی رنگ بالکل مفقود ہو گیا ہے ۔ تاہم جو کچھ کہتے ہیں غور سے پڑھنے کے لائق ہوتا ہے ۔ ان کا کلام ہندو مسلمان سبھوں کے لیے یکساں سبق آموز ہے ۔ آپ کی ایک جدید فارسی مثنوی 'پس چہ باید کرد اے اقوام شرق' و 'مسافر' زیر طبع ہے اور عنقریب کتب خانہ طلوع اسلام لاہور سے شائع ہونے والی ہے''

—''زمانہ'' کانپور ، جنوری ۱۹۳۷

''آج کل ڈاکٹر سر محمد اقبال کے تازہ اردو کلام کا مجموعہ 'ضرب کلیم' کے نام سے چھپ رہا ہے اور عنقریب کتاب خانہ طلوع اسلام میکلوڈ روڈ لاہور کے اہتمام سے شائع ہوگا''

—''زمانہ'' کانپور ، جولائی ۱۹۳۷

''جاوید نامہ کا اطالوی میں ترجمہ از پروفیسر سینور پارسامی''

—''معیار ادب'' بنگلور، مارچ ۱۹۵۶

''یوم اقبال'' —''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۸ مئی ۱۹۵۸

''علامہ اقبال کے مکان کا تحفظ'' —''شاعر'' بمبئی ، نومبر ۱۹۵۸

''علامہ اقبال کی تصانیف اور ترجموں کے قلمی نسخے''

—''شاعر'' بمبئی ، جولائی ۱۹۵۸

''علامہ اقبال پر ڈاکٹر شمل کی نئی کتاب'' —''شاعر'' بمبئی ، دسمبر ۱۹۶۱

''اقبال پر مغربی اثرات The Western Influence in Iqbal مقالہ نگار تارا چرن رستوگی'' —''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ جنوری ۱۹۶۳

''اقبال کو سویت عوام کا خراج عقیدت''

—''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۸ مئی ۱۹۶۳

''اقبال کے کلام کا عربی ترجمہ''

—''ہماری زبان'' علی گڑھ ، ۲۲ اگست ۱۹۶۳

''اقبال کی برسی بھوپال میں'' — ''ہماری زبان'' علی گڑھ ، یکم جون ۱۹۶۵

''۱۹۰۵ کا ایک یادگار دن—علامہ اقبال حضرت سلطان المشائخ کے دربار میں''

—''صبح اُمید'' بمبئی ، جون ۱۹۶۶

"میسور میں یوم اقبال" —"ہماری زبان" علی گڑھ، ۱۵ جون ۱۹۶۷

"انوار اقبال شائع ہو گئی مرتبہ بشیر احمد ڈار"
—"ہماری زبان" علی گڑھ، ۱۵ جولائی ۱۹۶۷

"روس میں اقبال کے بارے میں ایک نیا رسالہ"
—"ہماری زبان" علی گڑھ، ۱۵ اگست ۱۹۶۷

"اقبال کے نظریات پر فلم لندن میں" —"ہماری زبان" ۲۲ اپریل ۱۹۶۸

"مانچسٹر میں یوم اقبال" —"ہماری زبان" علی گڑھ، ۸ مئی ۱۹۶۸

"میونخ میں یوم اقبال کی یادگار" —"ہماری زبان" علی گڑھ، ۸ مئی ۱۹۶۸

"یوم اقبال کی تقاریب" —"ہماری زبان" علی گڑھ، ۲۲ مئی ۱۹۶۸

"علامہ اقبال پر فلم" (راولپنڈی کی اطلاع) —"شاعر" بمبئی، جون ۱۹۶۸

"علامہ اقبال کا مصور ایڈیشن عمل چغتائی"
—"ہماری زبان" علی گڑھ، ۱۵ اگست ۱۹۶۸

"علامہ اقبال پر توسیعی لکچر" —"ہماری زبان" علی گڑھ، یکم ستمبر ۱۹۶۸

"علامہ اقبال کا مصور ایڈیشن (عمل چغتائی)"
—"شاعر" بمبئی، ستمبر ۱۹۶۸

"علامہ اقبال کے خادم علی بخش کا انتقال"
—"ہماری زبان" علی گڑھ، ۱۵ جنوری ۱۹۶۹

"اقبال اکیڈمی - حیدر آباد میں اقبال اکیڈمی کا قیام"
—"ہماری زبان" علی گڑھ، ۲۲ فروری ۱۹۷۲

"علامہ اقبال کی انسانیت دوستی بے مثال، ان کی شاعری نمایاں مقام کی حامل
شعبۂ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں سیمنار، پروفیسر ال احمد سرور
کی مخاطبت" —"زرفشاں" حیدر آباد دکن، ۱۵ اپریل ۱۹۷۳

"اقبال شاعر مشرق، شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی"
—"مورچہ" گیا، ۲۸ اپریل ۱۹۷۳

"اقبال نمایش سری نگر" —"ہماری زبان" علی گڑھ، ۸ اکتوبر ۱۹۷۳

"اقبال سمپوزیم اور نمایش، شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی"
—"ہماری زبان" علی گڑھ، ۸ جون ۱۹۷۴

''انڈین انسٹیٹیوٹ آف اقبال کا قیام ۔ حیدرآ باد''

—''ہماری زبان'' علی گڑھ ۱۵ جون ۱۹۷۴

''اقبال کی تاریخ پیدایش کا تعین ۔ ۹ نومبر ۱۸۷۷''

—''ہماری زبان'' دہلی ، ۲۲ مئی ۱۹۷۴

''اقبال کا استعاراتی شعور (علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں سیمنار)''

—''ہماری زبان'' دہلی ، ۲۲ مئی ۱۹۷۴

''اقبال پر فیچر ۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں شعرائے اُردو کی جانب سر اقبال پر آئینۂ ادراک کے عنوان سے فیچر پیش کیا گیا ہے''

—''ہماری زبان'' دہلی ، یکم جون ۱۹۷۴

''اقبال کے بنیادی تصورات ۔ حیدر آباد انڈین انسٹی ٹیوٹ کے زیر اہتمام اقبال کے بنیادی تصورات کے سلسلے کا تیسرا لکچر ، فرد اور معاشرہ کے موضوع پر غلام عمر نے دیا ۔ محمد مصلح الدین صدیقی نے 'اقبال پر اور پیران حرم ، پر مقالہ پڑھا'' —''ہماری زبان'' دہلی ، یکم جون ۱۹۷۴

''اقبال اور تصوف ۔ اقبال اکیڈمی حیدرآباد کے زیر اہتمام محفل اقبال''

—''ہماری زبان'' دہلی ، ۱ دسمبر ۱۹۷۵

''بزم اردو میں یاد اقبال'' بزم اردو راجستھان یونیورسٹی جے پور

—''ہماری زبان'' دہلی ، یکم جنوری ۱۹۷۵

''اقبال بذات خود نئی فکر کے خالق'' جوبلی ہال ، حیدر آباد

—''ہماری زبان'' دہلی ، یکم جنوری ۱۹۷۵

''شیش محل میں یوم اقبال'' بھوپال —''ہماری زبان دہلی ، ۲۲ مئی ۱۹۷۵

''ادارہ اقبالیات کا قیام'' گوہاٹی —''ہماری زبان'' دہلی ، ۲۲ جولائی ۱۹۷۵

''اقبال اور تصوف'' حیدر آباد —''ہماری زبان'' دہلی ، ۲۲ دسمبر ۱۹۷۵

(۸) تحقیقی کام

علامہ اقبال سے متعلق ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیوں میں مندرجہ ذیل موضوعات پر تحقیقی کام ہو چکے ہیں یا ہو رہے ہیں :

پی - ایچ - ڈی

موضوع	محقق	یونیورسٹی
اُردو میں نظریۂ شاعری ولی سے اقبال تک	بیگم حامدہ مسعود	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
اقبال اور روسی	ضیاء الدین	کشمیر یونیورسٹی ، سری نگر
اقبال پر مغربی اثرات	تارا چرن رستوگی	—
اقبالیات کا تنقیدی جائزہ	عبدالحق صدیقی	گورکھپور یونیورسٹی ، گورکھپور
اقبال کا سیاسی شعور	عبدالحی عادل	بہار یونیورسٹی ، مظفر پور
اقبال کا فلسفۂ خودی اور اس کا ماخذ و مقصد	آصف جاہ کاروانی	لکھنو یونیورسٹی ، لکھنو
اقبال کی شاعری میں تلمیحات	اکبر حسین قریشی	علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ، علی گڑھ
اقبال کی غزل گوئی	منظور عالم نعمانی	بہار یونیورسٹی ، مظفرپور
اقبال کے بعد اُردو نظم	فہیم محمد خاں	بہار یونیورسٹی ، مظفر پور
اقبال کے فکر و فن کے سماجی اور ثقافتی سرچشمے	شہناز اختر	دہلی یونیورسٹی ، دہلی
فوق البشر کا تصوّر اور اقبال کا مردِ مومن	حاتم ماہر	بہار یونیورسٹی - بہار
اقبال اور اُردو غزل	محمد ایوب	سیفیہ کالج ، بھوپال یونیورسٹی ، بھوپال

(۹) مقالات برائے ایم - اے -

اقبال اور ہندوستان	برجیس جہاں	شعبۂ اُردو ، سیفیہ کالج ، بھوپال یونیورسٹی، بھوپال
اقبال کی شاعری میں حب الوطنی	نشاط زریں	شعبہ اُردو ، مادھو کالج ، وکرم یونیورسٹی اجین
اقبال کی شاعری میں رومانیت	شمس النسا	جموں و کشمیر یونیورسٹی ، سرینگر

محمد حسین عرشی

اقبال ؒ کے کرم فرما*

دیکھا تو نہیں ، سنا ہے کہ ایک شاعر نے شیخ سعدی کے ''پند نامہ کریما'' کو مسدس کی صورت میں تضمین کیا اور اس کے تمام اشعار کو امام حسین رضی اللہ عنہ کا مرثیہ بنا دیا ۔

ایک اور ایسی ہی بات سننے میں آئی ہے کہ ایک فاضل نے نحو کی مشہور کتاب ''کافیہ'' کی ایسی شرح لکھی کہ اُسے تصوّف کی کتاب ثابت کر دیا ۔

اس سے ان لوگوں کا مقصد کسی کو دھوکا دینا نہیں تھا ، بلکہ اپنی ذہانت کے غیر معمولی ہونے کا ثبوت مہیا کرنا تھا کہ ہم چاہیں تو کسی مصنف کو اس کے اصلی اور واضح مقصد و موضوع کے خلاف بھی استعمال کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں ۔

یہ تو خیر انسانوں کی آپس میں تفریحات تھیں ۔ آپ یہ معلوم کر کے حیران ہوں گے کہ بعض ضرورت سے زیادہ بے باک لوگوں نے خدائے جبار و قہار کے ساتھ بھی ایسی جسارت کرنے سے پرہیز نہیں کیا ۔

تحریر و تصنیف کی پوری دنیا میں جو ہزارہا سال کو محیط ہے ایک اور صرف ایک کتاب ہے اللہ کی کتاب جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے لے رکھا ہے ۔ اس کے نزول کو چودہ صدیاں گزر گئیں ۔ اس کے کسی لفظ ، حرف ، زیر ، زبر ، پیش ، جزم یا تشدید میں آج تک کوئی تبدیلی یا کمی بیشی نہیں ہو سکی ۔ حالانکہ قبل و بعد کے بے شمار مصنفوں کی کتابوں کے مختلف نسخوں میں الفاظ و عبارات کے کثیر اختلافات پائے جاتے ہیں ، مثلاً ''مثنوی معنوی'' کا جو نسخہ پروفیسر نکلسن نے مرتب کیا ہے انھوں نے قدیم و جدید قلمی و مطبوعہ نسخے مہیا کر کے ان میں سینکڑوں اشعار الحاقی ثابت کیے اور سینکڑوں ایسے جو قدیم ترین نسخوں میں ملتے ہیں لیکن عام مطبوعہ نسخوں میں موجود

*اقبال اکادمی میں ایک خصوصی نشست مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۷۵ میں پڑھا گیا ۔

نہیں - پنجاب کے مشہور شاعر وارث شاہ کو کوئی بہت زیادہ زمانہ نہیں گزرا - اس کا کوئی نسخہ اس وقت موجود نہیں ہے جس کو وثوق سے تمام و کمال اس کی تصنیف کہا جا سکے - میاں ہدایت اللہ ، پیراں دتا ، اور استاد سوختہ امرتسری کے اضافہ شدہ نسخے بازار میں عام ملتے ہیں -

بائبل ، جسے کتابِ مقدس کہا جاتا ہے ، کی تاریخ اٹھا کر دیکھیے تو اس میں بھی ایسی ہی دھاندلی مچی ہوئی ہے - کئی اناجیل جن کے صرف نام رہ گئے ہیں غائب کر دی گئیں - عبارات میں بھی تفاوت پایا جاتا ہے - آج تک یہ بھی تحقیق نہیں ہو سکا کہ بائبل کے مختلف صحیفے کس کس زبان میں نازل ہوئے تھے ، ان کا ربانی متن کہیں موجود بھی ہے یا نہیں ؟

ہمارے ہاں بھی کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے جو خدا کے حفاظتی بند کو توڑ کر قرآن حکیم کے اندر تو نہ گھس سکے ، لیکن انھوں نے باہر سے ممکن حد تک گولہ باری کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی - کئی آیتیں بلکہ سورتیں تک تصنیف کر ڈالیں اور مشہور کر دیا کہ یہ قرآن ہی کا حصہ تھیں لیکن (نعوذ باللہ) قرآن سے نکال دی گئی ہیں - ایسی ایک سورت عہدِ عالم گیری کی تصنیف "دبستان المذاہب" میں موجود ہے جس کا نام "سورۂ نورین" لکھا ہے - اس میں قرآنی آیات کی نقالی کی کوشش کی گئی ہے - یہ بھی آپ نے سنا ہوگا کہ بعض لوگوں کے نزدیک اصل قرآن میں بہت سے پارے تھے ، بعد میں تیس رہ گئے ، اور بعض کے نزدیک متعدد سورتیں موجودہ قرآن میں نہیں ہیں - سنا ہے کہ وہ مزید پاروں والا قرآن کسی کتب خانہ میں موجود ہے اور دیکھا جا سکتا ہے - اس ستم گری کی تفصیل دیکھنی ہو تو "اہلِ سنت پاکٹ بک" ص ۲۲ سے ص ۵۹ تک مطالعہ فرمائیے (تصنیف علامہ دوست محمد قریشی) -

اس کے علاوہ ایک دوسری طرح کا حملہ قرآن کریم پر یہ کیا گیا کہ اس کے معانی و مطالب ایسے بیان کیے گئے جن کا عربی لغت و محاورہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں - اس کا نمونہ دیکھنا ہو تو محمد حسین الذہبی کی کتاب "التفسیر و المفسرون" مطبوعہ قاہرہ میں دیکھیے جو تین مجلدات پر مشتمل ہے - اس میں اقسامِ تفسیر پر مورخانہ بحث کی گئی ہے - اس وقت اس کی تیسری جلد پیشِ نظر ہے جو ۱۹۶۲ میں شائع ہوئی - تفسیر کی مشہور قسموں میں سے بعض کے نام سنیے : تفاسیر امامیہ اثنا عشریہ ، اسماعیلیہ باطنیہ ، زیدیہ ، خوارج ، صوفیہ ، اشاریہ ، فلاسفہ ، فقہا ، وغیرہ وغیرہ -

اشاری قسم کی تفاسیر میں سے ایک تفسیر "التاویلات النجمیہ" بہت اہم سمجھی جاتی ہے ۔ یہ سات مجلدات پر مشتمل ہے ۔ اس کے دو مصنف ہیں : شیخ نجم الدین (متوفی ۶۵۴ھ) اور علاء الدولہ (مولود ۶۵۹ھ) ۔ ان کے علم و فضل اور زہد و ورع کی بہت تعریف کی گئی ہے ۔ مقدمہ تفسیر میں لکھتے ہیں : ہر آیت کے سات بطن ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں ۔ ان کے نام یہ ہیں ، بطن قالبیہ ، نفسیہ ، سرّیہ روحیہ ، خفیہ اور حقیہ ۔ لہٰذا ہر آیت کی سات تفسیریں ہوئیں جو ایک دوسری کے خلاف ہیں ۔ مفسر کے اپنے الفاظ یہ ہیں : علی ھذہ بطون اسبعتہ سبع تفسیرات ، کل یخالف الاخر (ص ۶۱) ، حالانکہ قرآن حکیم اپنے بے اختلاف ہونے کو وحی الٰہی ہونے کی دلیل میں پیش کرتا ہے — لو کان من عند غیراللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا (نساء ، ۸۲) ۔

آگے بڑھ کر لکھتے ہیں : "ہر آیت کے ستر بطن ہوتے ہیں ، بلکہ سات سو تک" ۔ ذرا سا نمونہ بھی چکھ لیجیے ۔ سورۂ یوسف کی آیت قال نسوۃ فی المدینہ ۔ ۔ ۔ میں ذکر زنان مصر کا ہے جو عزیز مصر کی بیوی پر طعن کرتی تھیں کہ وہ اپنے غلام سے شغف رکھتی ہے ۔ صاحب تفسیر فرماتے ہیں کہ یہاں عورتوں سے مرد انسانی جسم کے اندر نفسانی ، بہیمی ، درندہ اور شیطانی صفات ہیں اور عزیز کی بیوی سے مراد دنیا ہے اور اپنے جس غلام کو وہ اپنے دام میں لانا چاہتی تھی وہ قلب ہے" وغیرہ ذالک ۔

ایک اور مسفر القاشانی ہے جس کو بعض لوگ صوفی اور بعض باطنی کہتے ہیں ۔ اس کا نام عبدالرزاق (متوفی ۷۳۰ھ) ہے ۔ اس کی تفسیر الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربی کی طرف منسوب کی جاتی ہے ۔ سورۂ بقرہ کی آیت و اذ قال ابراہیم رب اجعل ھذا بلداً آمنا و ارزق اہلہ من الثمرات کی تفسیر میں فرماتے ہیں : "بلد یعنی شہر سے مراد سینہ ہے جو قلب کا حرم ہے اور ثمرات یعنی پھلوں سے مراد روح کے معارف ، حکمتیں اور انوار ہیں" ۔

لکھنو کے نوابی دور کے متعلق ایک کتاب "بادشاہ بیگم" کے نام سے تھوڑا ہی عرصہ ہوا شائع ہوئی ہے ۔ اس میں مشہور آیت ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم یعنی تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے ، کے معنی یہ لکھے گئے ہیں کہ تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ تقیہ کرنے والا ہے ۔

ان نمونوں سے اندازہ کیجیے کہ پورے کلام مجید کو کس طرح لغت و محاورۂ عرب ، تفسیر نبوی ، صحابہ ، تابعین اور جمہور مفسرین سے بے نیاز ہو کر

کہاں سے کہاں لے گئے ۔ بقول علامہ اقبال

ہوئے اس درجہ فقیہان ِ حرم بے توفیق خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

اس مختصر تمہید کے بعد میں اپنے موضوع کی طرف آتا ہوں ۔ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کوئی صدیوں پرانے فلسفی ، شاعر یا مصنف نہیں ہیں ۔ ان کے دیکھنے ، جاننے اور ملنے والے کئی کہن سال اشخاص ابھی تک زندہ اور اس مجلس میں بھی موجود ہیں جن میں سے ایک یہ فقیر بھی ہے جو اس وقت آپ کے سامنے حاضر ہے ۔ آخر یہ موجود اشخاص بھی ، جن کی تعداد کم سے کم ہوتی جا رہی ہے ، اپنی آخری منزل سے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں ۔ ان لوگوں نے علامہ کو قریب سے دیکھا ہے ۔ ان کی آنکھوں سے اُن کے اعمال وعقائد پنہاں نہیں رہ سکتے تھے اور علامہ کے بعد خود ان کی لازوال تصانیف ان کے دین و مذہب اور افکار و خیالات کی سچی ترجمانی کرتی رہیں گی ۔

لیکن فارسی کی مشہور کہاوت "دروغ گویم بر روئے تو" ان لوگوں پر صادق آتی ہے جو علامہ کی تصانیف سے ایسے مطالب نکالتے ہیں جو ان کی اپنے فکر و عقیدہ کا ترجمہ تو ہو سکتے ہیں ، لیکن علامہ کی طرف ان کی نسبت بہتان ِ صریح کے سوا کچھ نہیں ہو سکتی ۔

ہر انسان کی زندگی کے مختلف ادوار ہوتے ہیں ۔ وہ ماں کے پیٹ سے بالغ اور پختہ کار ہو کر پیدا نہیں ہوتا ۔ اس کی جسمانی ساخت اور وضع قطع کی طرح اس کے فکر و خیال میں بھی ارتقائی تبدیلیاں آتی رہتی ہیں ۔ ایک مغربی فلسفی نے کہا ہے کہ جو شخص اپنے خیالات نہیں بدلتا وہ دماغ نہیں رکھتا ۔ انسان گائے بھینس نہیں ہے جو اپنے روز ِ اول سے آج تک وہی ہے جو ہزارہا صدیاں پہلے تھی اور ایسی ہی ہمیشہ رہے گی ۔

ایک صحبت میں علامہ نے کہا تھا : "ذہنی لحاظ سے ایک شخص پر اس وقت موت طاری ہوتی ہے جب نئے افکار قبول کرنے کی صلاحیت اس میں نہیں رہتی" ۔[1]

اگر ایک نابغۂ روزگار شخص کبھی پہلی جماعت میں تھا اور عام بچوں کی طرح ننگ دھڑنگ پھرتا تھا تو اس کی اس حالت کو اس کی پوری زندگی پر تو منطبق نہیں کیا جا سکتا ۔

علامہ اپنے بچپن ، جوانی ، طالب علمی اور پھر پختگی اور بڑھاپے تک پہنچتے ہوئے مختلف ادوار سے گزرے اور وسعت ِ مطالعہ و تجربہ کے ساتھ اپنے خیالات میں

۱۔ خلیفہ عبدالحکیم ، "فکر اقبال" ، ص ۲۳ ۔

ارتقائی تبدیلیاں بھی کرتے رہے ۔ چنانچہ ''باقیات اقبال'' کے نام سے ان کا جو مجموعۂ کلام ان کی رحلت کے بعد شائع ہوا ہے انھوں نے اس کی تمام منظومات کو اپنے کلام میں شامل کرنا مناسب نہیں سمجھا جیسے غالب نے اپنے ''نسخۂ حمیدیہ'' کی اشاعت کا خیال ترک کر دیا تھا ۔

اس کا مطلب صاف ہے کہ علامہ ان خیالات سے دست کش ہو چکے تھے جن کی اشاعت ان کو پسند نہ تھی ۔ پھر ان کی جو نظمیں اور کتابیں شائع ہوئی ہیں ان ہیں بھی وہ بڑی احتیاط سے مقدم و موخر کے فرق کو واضح کرنے کے لیے سنینِ تصنیف درج کرتے رہے ہیں تاکہ قاری کو ان کے ارتقائی مدراج کا علم ہوتا رہے ۔ اس قسم کے قبل و بعد کے تضاد و تخالف کو انھوں نے خود بھی محسوس کیا ہے :

عجب نہیں جو پریشاں ہے گفتگو میری
فروغِ صبح پریشان نہیں تو کچھ بھی نہیں

یعنی انسانی خیالات میں اس قسم کا تفاوت فطری ہے ۔

خلیفہ عبدالکیم لکھتے ہیں :

''آج کل اکثر تحریروں اور تقریروں میں اقبال کے کلام کے حوالے نظر آتے ہیں لیکن کہنے والا اپنی حمایت میں کچھ اشعار چن لیتا ہے اور اقبال کو اپنا ہم نوا بنا لیتا ہے :

متفق گردید رائے بو علی با رائے من

''اقبال میں بظاہر جو تضاد نظر آتا ہے وہ یا ارتقائے فکر کا نتیجہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اقبال ایک منزل سے دوسری منزل کی طرف عبور کر گیا ، جس طرح انسان طفولیت سے شباب اور شباب سے شیب کی جانب بڑھتا ہے ۔ علامہ خود فرماتے ہیں کہ : 'میں تشکیک اور تفلسف کی ظلمات میں سے ہوتا ہوا ایمان و یقین کے آب حیات تک پہنچا ہوں'' ۔ اسے تضاد نہیں کہہ سکتے ۔ یہ ارتقا کوش زندگی ہے ۔''[۲]

اب اگر کوئی منکرِ خدا مادہ پرست علامہ کے دورِ تشکیک و تفلسف کے کسی شعر یا فقرہ کو پیش کر کے ان کو اپنا ہم خیال دہریہ یامتشکک ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے تو نہ صرف ان کے ساتھ بلکہ اپنے ضمیر کے ساتھ بھی خیانت کا مرتکب ہوتا ہے ۔

اسی طرح ان پر ایک ایسا دور بھی آیا جب وہ وجودی صوفیہ کے خیالات

۲۔ ایضاً ، ص ۴۲۷ ۔

سے متاثر ہوئے ، اگرچہ بعد میں اس کی سخت مخالفت کی اور اس کو الحاد و زندقہ تک کہہ دیا ۔[۳] لیکن فلسفہ وحدۃ الوجود کے بعض سطحی قائل ان کی پوری شاعری اور پوری زندگی پر اس عقیدے کی مہر لگا دیتے ہیں ۔ انھوں نے اپنے کلام میں سرمایہ داری کی مخالفت کی اور قرآنی تعلیمات کی بنا پر کی ، جیسے کہ ہمارے قدیم بزرگ بھی حرص ِ مال کی مذمت کرتے چلے آ رہے ہیں ۔ لیکن بے خدا سوشلزم کے لفظی حامی جن کے عملاً اس سے بھی کوئی سروکار نہیں ، علامہ کو سوشلسٹ بنانے پر تلے ہوئے ہیں ۔ اسی طرح مسلمانوں کے مختلف فرقے جو آپس میں سخت بیر رکھتے اور ایک دوسرے کو ضالی ، ملحد ، کافر اور واجب القتل تک کہنے سے دریغ نہیں کرتے سب اپنی اپنی تقریر و تحریر میں اپنے مطلب کے مطابق علامہ کا کوئی نثری فقرہ یا شعر ڈھونڈ نکالتے ہیں اور علامہ کی عام تعلیم اور زندگی کے سیاق و سباق سے الگ کر کے علامہ کے عقیدت مندوں اور عوام کو دھوکا دینے کی جسارت کرتے ہیں ۔ حالانکہ علامہ نہ کسی سیاسی ازم کے معتقد تھے اور نہ کسی مخصوص اسلامی فرقے میں محدود تھے ۔ وہ قرآن ِ پاک کی اس نص ِ صریح سے واقف تھے کہ فرقہ پرستی شرک کے مترادف بلکہ بعض صورتوں میں اس سے بھی بدتر ہے ۔ ۱۹۳۰ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ الہ آباد کے خطبہ ٔ صدارت کی تمہید ہی سے واضح ہو جاتا ہے کہ وہ عام مسلمانوں سے الگ اپنا کوئی ٹولہ بنانا پسند نہیں کرتے تھے اور کسی مخصوص مکتب ِ فکر و خیال کے پیرو بھی نہیں تھے ۔ ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں : ''میں کسی جماعت کا رہنما نہیں ، نہ کسی رہنما کا پیرو ہوں ۔''[۴] ایسے پر معنی لفظ کسی معمولی دماغ میں پیدا ہی نہیں ہو سکتے ۔ وہ صرف اسلام کے پیرو تھے ۔ اسلام اُن کا دین تھا ، اسلام ان کی سیاست تھی ، اسلام ان کی زندگی ، اسلام اور صرف اسلام ہی کی طرف انھوں نے پوری دنیا اور خصوصاً مسلمانوں کو دعوت دی ۔ ان کے کان میں یہ لازوال آواز آ رہی تھی : ''ان الذین فرقوا دینھم و کانوا شیعاً لست منھم فی شی'' (انعام ، ۱۵۹) یعنی جن لوگوں نے اپنے دین میں الگ الگ راہیں نکالیں اور بہت سے فرقے بن گئے (اے رسول !) تیرا ان سے کوئی واسطہ نہ رہا ، یعنی امت اپنے پیغمبر سے کٹ گئی ، اس کے روحانی و اخلاقی فیضان سے محروم ہو گئی ، جیسے ندی اپنے منبع سے محروم

۳۔ شیخ عطاءاللہ ، مرتب ، ''اقبال نامہ'' ، حصہ ٔ اول ، ص ۴۴ : سراج الدین پال کے نام تیسرا مکتوب ۱۹ جولائی ۱۹۱۴ ۔

۴۔ ''مضامین ِ اقبال'' ص ۷ ۔

ہو جائے تو خشک ہوتی ہے ۔کیا اقبال اپنے آپ پر اور اپنی قوم پر یہ عذاب گوارا کر سکتے تھے ؟

اور سنیے : لا تکونوا من المشرکین : مسلمانو ! تم مشرکین میں سے نہ ہو جانا ۔ اب یہاں کوئی بھی اپنے آپ کو مشرک ماننے کے لیے تیار نہیں ہوگا ، لیکن قرآن پاک نے اس لفظ کو شرح کیے بغیر نہیں چھوڑا ۔ وہ اس کے بالکل متصل واضح کر دیتا ہے کہ مشرک کی پہچان کیا ہے ۔ من المشرکین من الذین فرقوا دینہم و کانوا شیعاً کل حزب بما لدیہم فرحون (روم : ۳۱ - ۳۲) ، مشرکین وہ ہیں جنھوں نے پھوٹ ڈالی اپنے دین میں ، اور ہوگئے بہت فرقے ۔ ہر فرقہ اپنے اپنے فرقہ وارانہ خیالات پر فریفتہ ہے ، یعنی ایک ہی دین والوں کا بہت سے فرقے بن کر اپنے اپنے خیالات کو صحیح اور دوسروں کو غلط ثابت کرتے رہنا بھی من جملۂ صفات شرک ہے ۔

کیا ایسے مصنوعی اور انسانوں کے ساختہ پرداختہ اسلام کی طرف اقبال ایسا وسیع العلم شخص ساری دنیا کو دعوت دے سکتا تھا ؟ اور خود مسلمانوں کے جنگ آزما فرقوں کو انہی میں سے کسی ایک پر جمع کرنے کا غیرممکن خیال بھی کر سکتا تھا !

ہمارا یہ پارہ پارہ ہونا دیکھ کر ان کے منہ سے اس قسم کی فریادیں نکلتی رہتی تھیں :

رشتۂ دیں چوں فقیہاں کس نہ رشت کعبہ را کردند آخر خشت خشت

کیا وہ کسی ایک خشت کو ہاتھ میں لے کر کہہ سکتے تھے کہ یہی کعبۂ مکرمہ ہے — اس کی طرف رُخ کرکے سجدہ کرو ۔ اور سنیے ! قرآن اس سے آگے بڑھتا ہے ۔ وہ جو تاریخی واقعات بیان کرتا ہے اس کا مقصد محض تاریخ یا اس کے سنین و شہور بتانا نہیں ہوتا ۔ ان میں ہمارے لیے ہدایت ، موعظت اور حکمت کے جواہرات ہوتے ہیں ۔

موسیٰ علیہ السلام اپنے بڑے بھائی ہارون علیہ السلام پر خفا ہو رہے ہیں کہ انھوں نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا کرتے دیکھا اور منع کیوں نہ کیا ۔ یہ ایک شرک جلی تھا اور ہارون پیغمبر کے سامنے ہو رہا تھا ۔ وہ خاموش کیوں رہے ؟ اس حکیمانہ سکوت کی وجہ خود انہی کی زبان سے سنیے : انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی ('طٰہٰ' : ۹۴) ، (اے موسیٰ !) میں ڈرا کہ تو کہے گا کہ (اے ہارون !) تو نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال

دی اور میری بات یاد نہ رکھی ۔۵ ظاہر ہے کہ اگر اس موقع پر ہارون علیہ السلام اس مشرکانہ حرکت کے خلاف تقریر کرتے تو کچھ لوگ ان کے ساتھ ہو جاتے اور کچھ دوسرے اپنی ضد پر اڑے رہتے ۔ اس طرح قوم میں پھوٹ پڑ جاتی ۔ انھوں نے وقتی طور پر موسیٰ علیہ السلام کی واپسی تک شرک کے خلاف اقدام نہیں کیا ، لیکن پھوٹ کر گوارا نہیں گیا ، یعنی پھوٹ کو اس سے بھی بدتر سمجھا ۔ خدائے زمین و آسمان ہم مسلمانوں کو صدیوں پہلے گزرا ہوا واقعہ کیوں سنا رہا ہے ؟ اس میں کیا مصلحت اور سبق ہے ؟ کاش مسلمان سمجھیں !

مولانا عبدالسلام ندوی اپنی مستند کتاب "اقبال کامل" میں علامہ کے ذاتی حالات میں ایک ذیلی عنوان "مذہب" قائم کرتے ہیں ۔ اس میں لکھتے ہیں :

"وہ مذہب کے پرجوش مبلغ ہوگئے اور یورپ سے پلٹنے کے بعد وہ برابر مذہب کی تبلیغ کرتے رہے لیکن یورپ سے پلٹنے کے بعد انھوں نے جس مذہب کی تبلیغ کی وہ فرقہ آرائی سے بلند تھا ۔ وہ اس اسلام کے داعی تھے جس کی دعوت خود قرآن مجید نے دی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ان کے اشارات بلکہ تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ مذہب کے متعلق ان کا عروۃ الوثقی صرف قرآن تھا ۔ مثنوی رموز بے خودی میں فرماتے ہیں :

گر تو می خواہی مسلماں زیستن　　نیست ممکن جز بقرآن زیستن

"ہمارے صوفیہ کے ہاں قوالی میں علامہ کا کلام تصوف کی تائید میں وجد و حال کا مورد ٹھہرایا جاتا ہے ، لیکن خود علامہ کا تبصرہ اس پر کیا ہے ؟ غور سے سنیے ؟

صوفی پشمینہ پوشِ حال مست　　از شرابِ نغمۂ قوال مست
آتش از شعر عراقی در دلش　　در نمی سازد بقرآں محفلش

"یعنی علامہ شعر بازی کی بجائے قرآن حکیم کو زیب مجالس بنانا چاہتے ہیں ۔ اسی طرح ہمارے واعظ برسر منبر اپنی پسندیدہ روایات کے ساتھ علامہ کے اشعار کو اپنے فرقے کی تائید میں پیش کرتے ہیں اور علامہ انھیں بھی قرآن مجید کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں :

واعظ دستان زنِ رخسانہ بند　　معنی او پست و حرف او بلند
از خطیب و دیلمی گفتارِ او　　باضعیف و شاذ و مرسل کار او

۵۔ شاہ عبدالقادر دہلوی لکھتے ہیں کہ موسیٰ جاتے وقت کہ گئے تھے کہ قوم کو متفق رکھیو ۔

از تلاوت بر تو حق دارد کتاب
تو ازو کامے کہ می خواہی بیاب

صد جہاں باقی ست قرآن ہنوز اندکے خود را در آیاتش بسوز

"یعنی ہر دینی ، اخلاقی ، علمی اور سیاسی مقصد کے لیے اس کو رہنما بناؤ ، اس کی حدود میں رہ کر عقلی ، فکری اور شورائی ترقیاں کرو ۔"[٦]

علامہ چشم ُپر آب اور قلب ِپُر گداز کے ساتھ قرآن حکیم کی تلاوت کیا کرتے تھے ۔ وہ قرآن پاک کو ایک عالم گیر اور غیر زمانی دعوت کا داعیٔ عظیم سمجھتے تھے ۔ قرآن نے خود کم از کم بائیس مرتبہ "یا ایہا الناس" کہ کر پورے عالم انسانیت کو پکارا ہے ، چھ بار "امت ِ واحدہ" کا مطالبہ دھرایا ہے ۔ ہر دور اور ہر ملک و ملت کے انسانوں کو "نفس ِ واحدہ" سے ان کی تخلیق تین بار یاد دلائی ہے ۔ سات مرتبہ بنی آدم اور یا بنی آدم کہ کر تمام نوع ِ انسانی کے ایک کنبہ ہونے پر مہر ِ تصدیق ثبت فرمائی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی صفت رب العالمین ، پیغمبر ِ قرآن کا وصف رحمۃ للعالمین اور خود قرآن کی شان ذکرٌ للعالمین وارد ہوئی ہے ۔ غور فرمائیے! جس عالی دماغ نابغۂ روزگار کی رگ رگ میں ایسی وسیع الظرف اور محیط الکل کتاب کی آیات رچ چکی ہوں کیا وہ اپنے آپ کو کسی مخصوص و محدود ٹولی یا انسانوں کے بنائے ہوئے کسی ازم میں محصور و مقید کر سکتا ہے؟ — وہ ازم جو کل بنے اور تجربے کی کسوٹی پر آ کر آج فیل ہو رہے ہیں ۔ کارل مارکس کی اشتراکیت کا جو تصور اس کے ذہن میں تھا آج اس کے نام نہاد پیرو ملکوں کے کسی گوشے میں رائج نہیں ۔ جتنے ممالک اشتراکیت کا دعویٰ کرتے ہیں سب اپنے اپنے ملک میں ایک دوسرے سے رقابت و ضدیت کی حد تک مختلف ہیں ۔ اس کے مقابلے میں اسلام قبل ِ زمانۂ نوح علیہ السلام سے آخری نبوت تک اپنے اٹل اصول کے لحاظ سے ایک ہی چلا آ رہا ہے ۔ آج تک کسی متاخر ِ رسول نے کسی متقدم نبی کی تنقید و تردید میں ایک لفظ نہیں کہا ۔ سب ہی اپنے سے سابق انبیا کی تائید کرتے چلے آ رہے ہیں ۔ یہ ایک برہان ِ قاطع ہے اس حقیقت پر کہ اسلام انسانی دماغوں کی پیداوار نہیں ہے ۔ اس کا ماخذ و منبع ایک ہی واحد مطلق ذات ہے ، جس کی بات زمانہ گزرنے کے ساتھ ناقابل ِ عمل نہیں ہو جاتی ۔ قرآن بار بار اس عظمت و ابدیت کی طرف متوجہ کرتا ہے ۔ لاریب فیہ —لا تبدیل لکلمات اللہ —لن تجد اللہ لسنۃ

٦- "اقبال ِ کامل" ، ص ٥٥ -

تبدیلا — علامہ اسی کا ترجمہ کرتے ہیں :

حرف او را ریب نے تبدیل نے آیہ اش شرمندۂ تاویل نے

جو لوگ علامہ کو اپنے خود ساتھ ٹولے یا جماعت کا موید ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ یا تو قرآن اور علامہ دونوں کو نہیں سمجھتے ، یا جان بوجھ کر اپنی کسی ذاتی خواہش کی تکمیل کے لیے وضع و جعل کے مرتکب ہوتے ہیں اور علامہ کو اپنی آڑ بناتے ہیں ۔

علامہ جس پیغمبر — فداہ امی و ابی — صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے سرشار تھے وہ خود بھی کسی نئے فرقے کے بانی نہیں تھے ۔ کاش ہم قرآنِ پاک کو اُس وسیع النظری سے دیکھتے جس کا وہ متقاضی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ حضورؐ کی سیرت پاک کا مطالعہ کرتے ! ارشاد ہوتا ہے : قل ما کنت بدعاً من الرسل (احقاف : ۹) : اعلان کر دیجیے کہ میں کوئی نیا رسول نہیں آیا ۔ اس کی تفسیر علامہ عثمانیؒ کی زبان سے سنیے : ''میری باتوں سے اس قدر بدکتے کیوں ہو ؟ میں کوئی انوکھی چیز لے کر تو نہیں آیا ۔ ۔ ۔ ۔''

سورۂ انعام کی آیہ ۸۸ میں اٹھارہ انبیا علیہم السلام کا ایک ہی جگہ ذکر کیا گیا ہے ۔ اجمالاً ان کی صفات ، مراتب اور فضیلت کے بیان کے بعد فرمایا ہے : ھدینا ھم الی صراطِ مستقیم — ہم نے ان کو سیدھی راہ پر چلایا ۔ اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص طور پر مخاطب فرمایا ہے : اولائک الذین ھدی اللہ فبہداھم اقتدہ — یہ وہ لوگ تھے جن کو اللہ نے ہدایت کی ، سو تو ان کے طریقے پر چل ۔ اس موضوع پر کہ اسلام کوئی نیا فرقہ نہیں اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی نئے مذہب کے بانی و موجد نہیں تھے ، آیات جمع کی جائیں تو ایک الگ مبسوط تصنیف بن جائے ۔ تاہم تھوڑی سی روشنی اور دیکھ لیں : ''ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا (نحل ، ۱۲۳) : پھر ہم نے تجھ کو حکم بھیجا کہ ابراہیم کے دین پر چل جو ایک طرف کا ہو رہا تھا ۔

اس کی تفسیر میں لکھا ہے : ''۔ ۔ ۔ ۔ مقصد یہ ہے کہ حلال و حرام اور دین کی باتوں میں اصل (یعنی بنیاد) ملت ابراہیم ہے ۔ ۔ ۔ ۔ آپ کو خاتم الانبیا بنا کر بھیجا تاکہ اصل ملتِ ابراہیمی کو جو غفلت اور تحریف و تصرف بے جا کی دست برد سے ضائع ہو چکی تھی از سر نو زندہ اور روشن کیا جائے اور شرک کی تمام رگیں کاٹ دی جائیں'' ۔

یہاں یہ حال ہے کہ ہٹلر ازم ختم ، فاشزم ختم ، کمیونزم مسخ — کل پیدا

ہوئے ، آج جان بلب اور اسلام۔بقول شاعر

زاہد زدیں برآمد و صوفی ز اعتقاد   ترسا مجدی شد و عاشق بہاں کہ ہست

وہی ایک بات جو سینکڑوں ہزاروں برس کے 'بعد زمانی اور سینکڑوں ہزاروں کوس کے 'بعد ہائے مکانی کے باوجود کہتے چلے آ رہے ہیں اور کہنے والوں کی بولیاں بھی ایک دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں ، وہ بات آج بھی زندہ و پائندہ ہے اور رہتی دنیا تک قائم و دائم رہے گی -

اگر علامہ سیاستاً سوشلسٹ اور مذہباً وجودی یا کسی بھی ایسے فرقے سے منسلک تھے جو قرن اول کے بعد کی صدیوں میں پیدا ہوا تو کیا وہ تمام انبیا جن کے متفقہ و مسلمہ دین کی طرف علامہ دعوت دے رہے تھے ، سب کے سب سوشلسٹ یا ہمارے کسی نو پیدا فرقے کی جزئیات کے پابند تھے ؟ خدا را انصاف کیجیے ! خزف کو صدف اور صدف کو خزف کہنے والے کدھر جا رہے ہیں ، اور علامہ کو اپنے ساتھ یا اپنے پیچھے چلانے کے لیے کتنا بڑا جھوٹ پھیلا رہے ہیں ؟ اور اسلام و قرآن کی روشنی سے محروم چند لوگ عقیدت مندان اقبال کو بھی اپنی تیرہ و تار فضا میں ٹھوکریں کھانے کے لیے مجبور کر رہے ہیں -

اللہ تعالیٰ اپنی ابتدائی وحی سے لے کر آخری وحی تک یہی فرماتا آ رہا ہے کہ "میں ایک ہوں میرا کوئی شریک نہیں ، تمام الہامی کتب اسی پیغام سے بھری پڑی ہیں ، لیکن انہی کتابوں کا دم بھرنے والے کروڑوں انسان کہتے ہیں کہ : ''نہیں جناب ! آپ ایک نہیں ہیں - تین ہیں'' - وہ فرماتا ہے : ''میں بے مثل ہوں'' اور یہ کہتے ہیں کہ "نہیں تیرا ایک بیٹا بھی ہے اور بیٹا باپ کے مثل ہوتا ہے" - اسی طرح اقبال یہ کہتے رہے کہ میں ''مسلم" اور صرف ''مسلم" ہوں ، لیکن ان کے بعض شارح فرماتے ہیں کہ ''نہیں جناب ، آپ سوشلسٹ ہیں ، وجودی ہیں'' (وغیرہ وغیرہ) اب اس کا کیا علاج ؟ سونا تو کسوٹی کی گواہی پیش کرتا ہے کہ ''سونا ہوں" لیکن کچھ لوگ رٹ لگائے جا رہے ہیں کہ ''یہ تو پیتل ہے - کسوٹی اس کی اصلیت نہیں سمجھ سکی'' -

تاہم علامہ کی ان آوازوں کو کس طرح دبایا جا سکتا ہے جن میں وہ بار بار دل درد مند کے ساتھ قرآن سے لوگوں کی دوری اور بے نیازی کا ذکر کرتے ہیں :

در مسلمانان مجو آں ذوق و شوق
آں یقیں ، آں رنگ و بو ، آں ذوق و شوق

عالماں از علمِ قرآں بے نیاز
صوفیاں درّندہ گرگ و مو دراز

یہ تو مذہبی لوگوں کا حال ہے - اب فرنگی مآبوں کی تعریف بھی سن لیجیے -

ہم مسلمانانِ افرنگی مآب چشمۂ کوثر بجوئند از سراب

یہ سراب کیا ہے ؟ وہی تو ہے جس کی طرف مختلف ازم دعوت دے رہے ہیں - ظاہر ہے کہ فرنگی مآب مسلمان توریت و انجیل کے داعی تو نہیں ہیں - ان کے متعلق آخری فیصلہ یہ ہے کہ

بے خبر از سرِّ دین اند این ہمہ اہل کین اند اہل کین اند این ہمہ

خدا را سوچیے سرِّ دین بنانے والا شخص سوشلسٹ ہو سکتا ہے ؟

سوشلزم مذہب کو افیون کہتا ہے ، خدا کی نفی کرتا ہے ، یعنی ''لا'' کو اپنی آخری منزل سمجھتا ہے - لیکن علامہ کہتے ہیں :

نہادِ زندگی میں ابتدا ''لا'' انتہا الا"
پیامِ موت ہے جب ''لا'' ہوا ''الا'' سے بے گانہ
وہ ملت روح جس کی لا سے آگے بڑھ نہیں سکتی
یقیں جانو ہوا لبریز اس ملت کا پیمانہ

علامہ جس مسلک کو پیامِ موت کہتے ہیں علامہ کے ''کرم فرما'' ان کو ایسی موت کا پیام بر ثابت کرنے پر تل گئے ہیں - بانیٔ اشتراکیت کارل مارکس پر علامہ کی تلخ تنقید کو ان کے کلام سے کون خارج کر سکتا ہے ؟

صاحبِ سرمایہ از نسلِ خلیل یعنی آں پیغمبرِ بے جبرئیل
زانکہ حق در باطلِ او مضمر است قلبِ او مومن، دماغش کافر است

اب اس حق کے اوپر چڑھے ہوئے باطل اور دماغی کفر کی شرح بھی علامہ ہی کی زبان سے سنیے :

غربیاں گم کردہ اند افلاک را در شکم جوئند جانِ پاک را
رنگ و بو از تن نگیرد جانِ پاک جز بہ تن کارے نہ دارد اشتراک

یعنی بادام کے چھلکے ہی کو سب کچھ سمجھ لیا - اس کے اندر جو مغز ہے اس کی کچھ خبر نہیں :

دینِ آں پیغمبرِ حق ناشناس بر مساوات شکم دارد اساس

تا آخوت را مقام اندر دل است بیخ او در دل ، نہ درآب گل است

بعض لوگوں نے مادیت سے کلی روگردانی کو اپنا مسلکِ حیات اور ذریعہٗ نجات سمجھا ۔ اس کو علامہ اصطلاحاً ذکر کہتے ہیں ، اور بعض نے اپنی تمام استعدادیں مادیت ہی میں کھپا دیں ۔ ان کے خیال میں ورائے مادیت کچھ ہے ہی نہیں ۔ اس کا نام فکر ہے ۔ علامہ اقبال اسلام کی روشنی میں ترکِ دینا اور غرقِ دینا دونوں کے خلاف ہیں ۔ وہ توسط و اعتدال کی راہ کی طرف دعوت دیتے ہیں ۔ فرماتے ہیں :

فقرِ قرآں اختلاطِ ذکر وفکر فکر را کامل ندیدم جز بذکر

ذکر کی تشریح کرتے ہیں :

ذکر ؟ ذوق و شوق را دادن ادب کارِ جان است ایں نہ کارِ کام و لب

یعنی صرف اللہ اللہ کہتے رہنے سے ذکر کی تکمیل نہیں ہوتی ۔ ذکر تو روح کی گہرائیوں میں اُتار لینے کی چیز ہے جس کا مظہر انسانی زندگی کے تمام اخلاق و اعمال بن جاتے ہیں ۔

قرآنِ حکیم نے انفاق فی سبیل اللہ کا ایک مکمل نظام قائم کیا ہے جس کی تشریح ہمارے معاشیات کے ماہر علما کئی کتابوں کی شکل میں کر چکے ہیں ۔ علامہ اس کا ذکر جا بجا کرتے ہیں :

چیست قرآں خواجہ را پیغامِ مرگ دست گیرِ بندۂ بے ساز و برگ

جب قرآن کے اندر زر و مال کی افراط و تفریط کا علاج و قانون موجود ہے تو ہم کو قرآن سے باہر دہریت میں اس کی تلاش کی کیا ضرورت ہے ؟

افسوس تو اس بات کا ہے خود مسلمانوں نے بقول علامہ اپنی عملی زندگی سے قرآن کو خارج کر رکھا ہے ۔ اگر وہ اس پر عامل رہتے اور اقوامِ عالم ان کے قابلِ رشک قرآنی معاشرے کو دیکھتیں تو خود بخود اسلام کی طرف منجذب ہو جاتیں ۔ قرنِ اول میں اس کے ثبوت ملتے ہیں جب مسلمان اپنے اعلیٰ کردار سے اغیار کے دل جیت لیتے تھے ۔ علامہ اسی بے عملی اور مقصودِ قرآن کا ذکر فرماتے ہیں :

منزل و مقصود قرآں دیگر است رسم و آئینِ مسلماں دیگر است
در دلِ او آتشِ سوزندہ نیست مصطفیٰؐ در سینہٗ او زندہ نیست

زبانی زبانی عشق رسول کے دعوے اور ہماری نعتیہ شاعری عمل کا بدل تو نہیں ہو سکتی ۔

اقبال اور وحدۃ الوجود : علامہ کے ایک شارح فرماتے ہیں : "آخر عمر میں حضرت اقبال بھی وجودی ہو گئے تھے"۔[7]

''علامہ نے ڈاکٹر نکلسن کی خواہش پر ایک مقالہ لکھا تھا ۔ اس کے بعض اقتباسات ملاحظہ فرمائیے : ''قرآن مجید میں خدا کے سوا دوسرے خالقوں کے امکان کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے ۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین ۔ ۔ ۔ ۔ ان سب (وجودی صوفیہ) کا خیال تو یہ ہے کہ خدا یا حیات کلی میں جذب ہو جانا ہی انسان کا منتہائے مقصود ہے ۔ اسی میں اس کی نجات ہے" : بقول غالب ، ''عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا" ۔

''لیکن اقبال کے نزدیک انسان کا اخلاقی اور مذہبی منتہائے مقصود اپنی انفرادی ہستی کو فنا کر دینا نہیں بلکہ اُسے قائم رکھنا ہے اور اس کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے اندر انفرادیت پیدا کرے اور زیادہ سے زیادہ بے عدیل بنے ۔''[8]

مزید لکھتے ہیں :

''قرب الٰہی کا یہ مطلب یہ نہیں کہ انسان خدا کی ذات میں فنا ہو جائے ۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کو اپنے اندر جذب کرے" (صفات الٰہیہ کے جذب کر لینے سے مراد ہے) ۔[9]

اسی کو تخلق باخلاق اللہ کہا جاتا ہے اور قران کی زبان سے صبغۃ اللہ و من احسن من اللہ صبغہ (بقرہ ، ۱۳۸) فرمایا گیا ہے یعنی ہم نے قبول کر لیا رنگ اللہ کا ، اور کس کا رنگ بہتر ہے اللہ کے رنگ سے ؟ (شیخ الہند) ۔

مسلمانوں میں وحدۃ الوجود کے اولین مرشد شیخ اکبر کو علامہ نے ہندو فلسفہ ویدانت کا ہم نوا قرار دیا ہے ۔ فرماتے ہیں : ''مسئلہ 'انا' کی تحقیق و تدقیق میں مسلمانوں اور ہندوؤں کی ذہنی تاریخ میں ایک عجیب و غریب مماثلت ہے اور وہ یہ کہ جس نقطۂ خیال سے سری شنکر نے گیتا کی تفسیر کی ہے اسی نقطۂ خیال سے شیخ محی الدین ابن عربی اندلسی نے قرآن شریف کی تفسیر کی ۔ ۔ ۔ ۔ وہ مسئلۂ وحدۃ الوجود کے ان تھک مفسر تھے ۔ انھوں نے اس کو اسلامی تخیل کا ایک لاینفک عنصر بنا دیا ۔''[10]

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ شیخ سے پہلے اسلامی تخیل میں اس مسئلے کا

۷- شاہ محمد عبدالغنی ، ''قرآنی تصوف اور اقبال'' ، ص ۶۴ ۔
۸- پروفیسر سید محمد عبدالرشید فاضل ، ''ترجمان خودی" ، ص ۱۸۱ ۔
۹- ایضاً ، ص ۱۸۲ ۔ ۱۰- ایضاً ، ص ۱۸۶ ۔

وجود نہیں تھا ۔[۱۱] اور یہ بھی کہ یہ قرآن سے مستنبط نہیں بلکہ گیتا کی تفسیر کے مماثل ہے ۔ علامہ مزید وضاحت کرتے ہیں : ''تصوف کا سب سے پہلا شاعر عراقی ہے جس نے 'لمعات' میں فصوص الحکم محی الدین ابن عربی کی تعلیموں کو نظم کیا ہے ۔ (جہاں تک مجھے علم ہے) فصوص میں سوائے الحاد و زندقہ کے اور کچھ نہیں ۔ اس پر میں انشاء اللہ مفصل لکھوں گا ۔''[۱۲]

مولانا اسلم جیراجپوری کے نام ایک خط میں علامہ لکھتے ہیں :

''تصوف سے مراد اگر اخلاص فی العمل مراد لی جائے تو کسی مسلمان کو اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا ۔ ہاں جب تصوف فلسفہ بننے کی کوشش کرتا ہے اور عجمی اثرات کی وجہ سے نظام عالم کے حقائق اور ذات باری تعالیٰ کے متعلق موشگافیاں کر کے کشفی نظریہ پیش کرتا ہے تو میری روح اس کے خلاف بغاوت کرتی ہے ۔''[۱۳]

کیا ان اقتباسات کے خلاف علامہ نے اپنے کسی مقالہ میں اس خیال سے رجوع کا ذکر کیا ہے جس میں انہوں نے وحدۃ الوجود کو اسلامی اور قرآنی چیز قرار دیا ہو ؟ اگر اس کا کوئی ثبوت نہیں تو یہ علامہ پر افترا ہے ۔ اب آئیے ان آیات کی طرف جن سے بعض شارحین اقبال نے وحدۃ الوجود کا اثبات کیا ہے :

(۱) ''فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم ، وما رمیت اذا رمیت ولکن اللہ رمی'' (انفال ، ۱۷) : مسلمانو ! تم نے ان کفار کو قتل نہیں کیا ، لیکن اللہ نے قتل کیا ، اور اے رسول ! تو نے نہیں پھینکی مٹھی خاک کی جب پھینکی تھی ، لیکن اللہ نے پھینکی ۔

ہم ان آیات کی تشریح میں شیخ الاسلام علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ، جن کا تفسیری حاشیہ سلف و خلف کا مستند خلاصہ ہے ، سے استفادہ کر رہے ہیں ۔ وہ لکھتے ہیں :

''تم بے سرو سامان ، قلیل التعداد مسلمانوں میں اتنی قدرت کہاں تھی کہ محض تمہارے زور بازو سے کافروں کے ایسے ایسے مُنڈ (بہادر) مارے جاتے ۔ یہ تو خدا ہی کی قدرت کا کرشمہ ہے ۔ اس نے ایسے متکبر سرکشوں کو فنا کے گھاٹ اتار دیا ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ بظاہر کام تمہارے ہاتھوں سے لیا گیا اور ان میں فوق العادۃ قوت پیدا کر دی ، جسے تم اپنے کسب و اختیار سے حاصل نہ کر سکتے تھے ۔''

۱۱- شیخ کی وفات ۱۳۸ھ میں ہوئی ۔
۱۲- شیخ عطاء اللہ ، مرتب ، کتاب مذکور ، حصہ اول ، ص ۴۴ ۔
۱۳- ایضاً ، ص ۱۴۴ ۔

قرآن مجید میں بکثرت ایسی آیات ہے جن میں خالق اسباب ہونے کی حیثیت سے عام انسانی اعمال و افعال کا فاعل اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو بتایا اور انسان کی نفی فرمائی ہے، مثلاً ”افرءیتم ما تحرثون ۔ ءانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون“ (واقعہ، ۶۳-۶۴): دیکھو تو جو تم بوتے ہو کیا تم اس کی زراعت کرتے ہو یا ہم زراعت کرنے والے ہیں ؟ یہاں استفہام انکاری ہے، یعنی در اصل اللہ حقیقی مزارع ہے ۔

(۲) ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم ”(فتح، ۱۰) : جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے ۔

یعنی نبی کے ہاتھ پر بیعت کرنا گویا خدا سے بیعت ہے کیونکہ نبی صلعم خدا ہی کی طرف سے بیعت لیتا ہے، اسی کے احکام کی تعمیل و تاکید بیعت کے ذریعے کراتا ہے ۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ : رسول کا مطیع اصل میں اللہ تعالیٰ کا مطیع ہے ۔

(۳) ”و للہ المشرق و المغرب فاینما تو لوافثم وجہ اللہ“ (بقرہ، ۱۱۵) : اللہ تعالیٰ ہی کا ہے مشرق و مغرب، سو جس طرف تم منہ کرو، وہاں ہی اللہ متوجہ ہے (ترجمہ شیخ الہند) ۔

یعنی یہود و نصاریٰ کا جھگڑا تھا ۔ ہر کوئی اپنے قبلہ کو بہتر بتاتا تھا ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ مخصوص کسی طرف نہیں بلکہ مکان اور جہت سے منزہ ۔ البتہ اس کے حکم سے جس طرف منہ کرو گے، وہ متوجہ ہے ۔ تمہاری عبادت قبول کرے گا ۔

(۴) ”نحن اقرب الیہ من حبل الورید“ (قٓ، ۱۶): ہم (یعنی خدا) اس (یعنی انسان) سے نزدیک تر ہیں، اس کی رگ جان سے ۔

مطلب یہ کہ ہم (باعتبار علم کے) اس کی روح اور نفس سے بھی نزدیک تر ہیں ۔ یعنی جیسا علم انسان کو اپنے احوال کا ہے، ہم کو اس کا علم خود اس سے بھی زیادہ ہے ۔ بقول سحابی نجفی

آں کس کہ تو حال خود باو می گوئی
آگاہ نۂ کہ او بتو بنمودہ ترا

انسان بطن مادر سے نکلتا ہے تو کچھ نہیں جانتا، یہاں تک کہ اپنے آپ سے بھی بے خبر ہوتا ہے ۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے جتلانے اور جنوانے سے اپنے آپ کو اور دوسری مخلوقات کو جاننے لگتا ہے ۔

(۵) ''ھو معکم اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر'' (حدید ، ۴) : تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے - اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو ، اس کو دیکھتا ہے ، یعنی کسی وقت تم سے غائب نہیں ، بلکہ جہاں کہیں ہو اور جس حال میں ہو وہ خوب جانتا ہے اور تمام کھلے چھپے اعمال کو دیکھتا ہے -

(۶) ''ھو الاول و الاخر و الظاہر و الباطن و ھو بکل شی علیم ، (حدید ، ۳) : وہ سب سے پہلا اور سب سے پچھلا اور باہر اور اندر ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے -

یعنی جب کوئی نہ تھا ، وہ موجود تھا ، اور کوئی نہ رہے گا وہ موجود رہے گا - عرش سے فرش تک اور ذرہ سے آفتاب تک ہر چیز کی ہستی اس کی ہستی کی روشن دلیل ہے - لیکن اسی کے ساتھ اس کی کنہِ ذات اور حقائقِ صفات تک عقل و ادراک کی رسائی نہیں - ظاہر (بمعنی غالب) ایسا کہ اس سے اوپر کوئی قوت نہیں - باطن ایسا کہ اس سے پرے کوئی موقع نہیں ، جہاں اس کی آنکھ سے بوجھل ہو کر پناہ مل سکے - حدیث میں ہے وانت الظاہر فلیس فوقک شئی وانت الباطن فلیس دونک شئی -

(۷) ''و فی الارض آیات للموقنین و فی انفسکم افلا تبصرون (ذاریات ، ۲۰-۲۱) : اہل یقین کے لیے زمین میں اور خود تمہارے اندر نشانیاں ہیں - کیا تم کو سوجھتا نہیں ؟ (شیخ الہند) -

یعنی انسان اگر خود اپنے اندر یا روئے زمین کے حالات میں غور و فکر کرے تو بہت جلد اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ہر نیک وبد کی جزا و سزا ضرور مل کر رہے گی ، جلد بدیر -

یہ ہیں ان آیات کے سیدھے سادے معنی جو صحابہ سے لے کر آج تک مفسر و مترجم سمجھتے چلے آ رہے ہیں اور سیاق آیات بھی انہی کی تائید کرتا ہے - پھر کیا تمام صحابہ نے یا کسی ایک ہی صحابی نے ان آیات میں سے کسی ایک آیت سے وحدۃ الوجود کا مسلک سمجھا تھا ؟

قرآن حکیم اپنے آغاز سے اخیر تک خالق و مخلوق کو الگ الگ بتاتا ہے - سورۂ فاتحہ سے اعوذ برب الناس تک دیکھتے جائیے - ایاک نعبد و ایاک نستعین — ایک عابد ہے ، دوسرا معبود - ایک منگتا ہے ، دوسرا داتا - ایک پناہ مانگ رہا ہے ، دوسرا پناہ دینے والا - ایک جنا ہوا اور جننے والا ، دوسرا لم یلد و لم یولد - ایک بیمار ، دوسرا شافی ، بقول حضرت ابراہیم : اذا مرضت فھو یشفین (شعرا ، ۸۰) - ایک مرتا ہے اور دوبارہ زندہ ہو کر دوزخ یا بہشت میں جاتا ہے ،

دوسرا وہ ہے جو سزا و جزا دیتا ہے ۔ خدا را بتائیے کہ مرنے کے بعد تک تو یہ فرق اور دوئی، موجود رہتی ہے ۔ پھر وحدۃ الوجود کا قطرہ دریا میں کب فنا ہوگا ؟ علامہ کے سامنے یہ سب آیات تھیں ۔ وہ روزِ حشر کی پرسش کے تصور سے لرزتے تھے ۔ اس عاجز نے ان کو ذکرِ آخرت پر روتے اور سسکیاں بھرتے دیکھا ہے ۔ ان کا مشہور رباعی نما قطعہ ہے :

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
ور حسابم را تو بینی ناگزیر از نگاہِ مصطفیٰ پنہاں بگیر

اور یہ بھی فرمایا :

مکن رسوا حضورِ خواجہ ما را حسابِ من ز چشمِ او نہاں گیر

ہاں اگر وحدۃ الوجود کے کوئی اور فلسفیانہ معنی ہیں تو اسلام جو ایک عملی دین ہے ایسی پیچیدگیوں سے کوئی سرو کار نہیں رکھتا ۔

پائے استدلالیاں چوبیں بود پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

خود قرآن نے بےکار بحثوں سے روک دیا ہے : لیس کمثلہ شیٔ (شوریٰ ، ۱۱) : اس کی مثل کوئی شے نہیں ، یعنی ذات ، صفات اور احکام میں کوئی اس کا مماثل نہیں ۔ نہ اس کے دین کی طرح کوئی دین ہے ، نہ اس کا کوئی جوڑ ہے ، نہ ہمسر اور ہم جنس (عثمانیؒ) ۔ فلا تضربو للہ الامثال (نحل ، ۷۴) : مت چسپاں کرو اللہ پر مثالیں ۔ تفکروا فی خلق اللہ و لا تفکروا فی اللہ : اللہ کی مخلوقات میں غور فکر کرو ، لیکن اس کی کنہِ ذات میں مغزپچی نہ کرو ۔ بقول مولوی غلام رسولؒ:

حادث کیا قدیموں جانے ؟ جے لکھ اُڈے ہوائیں
ڈب مریندیاں عقلاں حیرت دے دریائیں

اور بقول سعدی

چہ شب ہا نشستم درین دہر گم کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم
درین ورطہ وچ کشتی فروشد ہزار کہ پیدا نشد تختۂ بر کنار

یہ ہیں اِن تمام آیات کے سیدھے سادے معانی و مفاہیم جو تمام قدیم و جدید ثقہ مفسرین کے نزدیک بلا اختلاف چلے آ رہے ہیں ، سوائے ان لوگوں کے جِن کے متعلق علامہ نے کہا ہے :

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

زیادہ اشعار کی بھرتی اور مثالیں دینے کی ضرورت نہیں - ہر شخص جس نے علامہ کے کلام کا سرسری مطالعہ بھی کیا ہوگا جانتا ہے کہ ان کی شاعری حضرت کا آغاز عشق حجاز سے ہوا :

نغمہ ہندی ہے تو کیا لے تو حجازی ہے میری

اور پھر زندگی بھر وہ اسی عشق کے زیر اثر اسلام و مسلمین کی خدمت کرتے رہے ، یہاں تک کہ ان کا انجام بھی اسی آرزو پر ہوا :

آرزو دارم کہ میرم در حجاز

سرود رفتہ باز آید کہ ناید نسیمے از حجاز آید کہ ناید
سر آمد روزگار این فقیرے دگر دانائے راز آید کہ ناید

اب ان کی وفات کے سالہا سال بعد کچھ لوگ ان کی تمام فکر و کاوش کا قبلہ ماسکو کو بنانا چاہتے ہیں - اگر وہ ہم میں موجود ہوتے تو یہ لوگ ایسی جسارت کر ہی نہیں سکتے تھے ، اور اگر کوئی سر پھرا ایسی حرکت کرتا تو وہ اس سے پوچھتے کہ "تم مجھ کو مجھ سے زیادہ جاننے والے ، بلکہ مجھ کو میرا نقیض ثابت کرنے والے کہاں سے پیدا ہو گئے ؟"

وہ تو اپنی آخری کتاب "ارمغان حجاز" میں ، عمر کی آخری منزل میں حرم ، حجاز اور یثرب ہی کا ورد کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے - چنانچہ ملا سے گریزاں ہونے کا سبب ہی یہ بتاتے ہیں :

ازاں بگریختم از مکتب او کہ در ریگ حجازش زمزمے نیست

حرم کعبہ سے اپنے روحانی رشتے کا ذکر کرتے ہیں :

حرم تا در ضمیر من فرو رفت سرودم آنچہ بود اندر ضمیرش

بستر مرض پر لیٹے ہوئے بھی دنیائے خیال میں سفر یثرب کی تیاری ہو رہی ہے :

مرا تنہائی و آہ و فغاں بہ سوئے یثرب سفر بے کارواں بہ

طویل بیماری اور عالم پیری — بیک وقت دونوں کا حملہ ہو رہا ہے - اس پر بھی عزم و ہمت کی بلندی دیکھیے :

بایں پیری رہ یثرب گرفتم نوا خواں از سرود عاشقانہ
چو آں مرغے کہ در صحرا سر شام کشاید پر بہ فکر آشیانہ

یعنی ان کے طائر روح کا اصلی نشیمن یثرب ہے - اس کے سوا دنیائے آباد

کا کوئی شہر انہیں اپنی گلیوں کی طرف نہیں کھینچ سکتا۔

محترم سامعین! ایسے شخص کو کوئی شخص سوشلسٹ ثابت کرنا چاہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بصارت سے محروم ہے اور دوسروں کی آنکھوں میں بھی مٹی جھونکنا چاہتا ہے، یا پھر جان بوجھ کر:

بدو زد طمع دیدۂ ہوش مند

کا مصداق بن رہا ہے۔ قرآن حکیم نے ایسے ہی لوگوں کی شان میں فرمایا ہے: "لھم قلوب لایفقھون بھا و لھم اعین لا یبصرون بھا ولھم آذان لایسمعون بھا" (اعراف: ۱۷۹): ان کے دل تو ہیں، ان سے سمجھنے کا کام نہیں لیتے اور آنکھیں بھی ہیں، اس کے باوجود دیکھتے نہیں۔ کان بھی رکھتے ہیں، ان سے صحیح بات نہیں سنتے۔

قوم اقبال کا فرض ہے کہ ایسے ہاتھوں سے قلم چھین لے جو اقبال کو مسخ کر رہے ہیں۔ یہ بات حکومت پاکستان کے منشا کے عین مطابق ہوگی جس کے آئین میں اسلام کی اہمیت کا اعتراف موجود ہے کہ اس ملک میں کوئی خلاف اسلام بات برداشت نہیں کی جائے گی:

یا رب زسیل حادثہ طوفاں رسیدہ باد
بت خانۂ کہ خانقہش نام کردہ اند

مقالہ ختم ہوا، اس کی تکمیل کے بعد علامہ کے وحدۃ الوجودی ہونے کے خلاف مجھے چند سطور اور مل گئیں۔ وہ بھی مناسب حال ہونے کی وجہ سے پیش کرتا ہوں۔ ان کے صاحب زادہ جسٹس جاوید اقبال نے پچھلے دنوں ایک طویل تقریر کی۔ اس میں انھوں نے کہا:

"اقبال نے اپنی زندگی کا آغاز ایک وحدۃ الوجودی، ہندوستانی قوم پرست اور مطلق پرست کی حیثیت سے کیا ---- حقیقت تو یہ ہے کہ انھوں نے اپنے قیام یورپ کے دوران ہی وحدۃ الوجود، لادین نیشنلزم اور وطن پرستی کے نظریات کو ترک کر دیا۔ اقبال نے محسوس کیا ---- چونکہ اسلام اپنی ذات میں اکمل ہے، یہ اپنے سے جدا کسی ازم یا نیشنلزم اور دوسرے ازم کو برداشت نہیں کرتا۔"[۱۴]

اس اقتباس سے ان کے غیر وحدۃ الوجودی ہونے کے ساتھ ہی غیر سوشلسٹ ہونے کا ثبوت بھی فراہم ہوتا ہے — اور آگے بڑھیں تو یہ سطور ملتی ہیں:

۱۴- روزنامہ "نوائے وقت"، لاہور، مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۷۵ -

''انسان ایک معین خودی اور ایک شخصیت کا حامل ہونے کے باعث خدا سے علیحدہ و منفرد ہے۔ انسان آزاد ہے۔ ۔ ۔ ۔ انسان اور خدا انتہائی متحرک و فعال شخصیات کے حامل ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے ممتاز و منفرد ہونے کے ساتھ ساتھ رفیق و دمساز بھی ہیں۔ پانی کے قطروں کے بحر میں ضم ہو جانے کی مثال کا اطلاق صرف انہی خودیوں پر ہوتا ہے جو اپنے استحکام و فروغ میں ناکام رہتی ہیں۔ ۔ ۔ ۔ انسان کا مقدر انفرادیت کی حدود سے نجات پانا نہیں، بلکہ اس کا مزید اور واضح تعین ہے''۔

اس اقتباس میں مروجہ تصوف کے اس عقیدے کی واضع تردید ملتی ہے کہ

عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

اپنے ابدی اصول و اقدار کو نظر انداز کرتے ہوئے اغیار کے ہنگامی افکار کی پیروی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

''دستِ سوال دراز کرنا دوسرں سے بسر اوقات کے ذرائع مانگنے تک محدود نہیں، بلکہ اس میں دوسروں کی فکری دریوزہ گری بھی شامل ہے، جو انجام کار نقل اور تقلید کرنے اور بالاخر غلامی و محکومی تک نوبت پہنچا دیتی ہے۔ غلامی سے افراد اور معاشرے فنا ہو جاتے ہیں۔''[15]

علامہ کی یہ ثابت شدہ صراحتیں اور وضاحتیں ہیں جن کی علامہ ہی کے ہم وطن و ہم عصر بلند ترین آواز سے تکذیب و تردید فرما رہے ہیں :

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

۱۵- ایضاً، مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۷۵ -